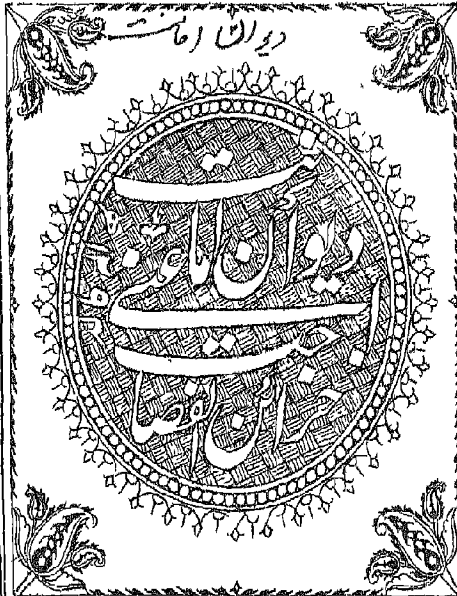
بیمن توفیق خالق دوجہان گرد فرمایش گل و ریحان

از تصنیف جناب سید آغا حسن مغفور متخلص بہ امانت فراہم کردہ جناب سید حسن صاحب مرحوم مشہور بہ لطافت سلمہ

دیوان امانت



بفرمایش مخزن مروت و احسان مکرمی مطاعی حافظ محمد عبد الستار خان صاحب سلمہ اللہ المنان

در مطبع انوار محمدی لکھنؤ واقع گولہ گنج بکمال حسن و خوبی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کیا ہی کرم مجھ پہ خدائے دو جہان کا — شکر اسکا ادا کر سکے کیا منہ ہی زبان کا

تازہ ہی چمن حمد خدائے دو جہان کا — کچھ دخل نہین گلشن قدرت مین خزان کا

جو آگیا اس راہ مین سالک وہی ٹھہرا — گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا

دریا کہی مین ہین سو طرح کے جلوے — دیکھو صدف چشم مین عالم دُرِ کان کا

صحرا مین نہ دریا مین زمین پر نہ فلک پر — موجود ہی پر نام نہین اسکے نشان کا

دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے — شادی کہین پیچھے کہین غم ہی یہان کا

دریا کے غضب جوش مین آئے تو غضب ہی — غرقاب سفینہ ابھی ہو جائے جہان کا

غم اپنا وہین ہو گیا شادی سے مبدل — جب نام لیا رنج مین اُس راحت جان کا

نہ کیونکر فخر ہو ہر اک پیمبر کو محمد کو
بتاؤ تو کہ سید رسا بھی تھا کسی پیمبر کا

جسے چاہے کرے ناجی جسے چاہے کرے ناری
محمد مالک و مختار ہے سرکار داور کا

کہوں نور مجسم کیوں نہ اندام منور کو
زمین پر سایہ ہوتا تھا نہ ظاہر جسم اطہر کا

حرم سے بُت نکلوا کر کیا اسلام کو داخل
محمد نے کیا کیا اہتمام اللہ کے گھر کا

جو اسکا دوست ہے اللہ کا وہ دوست ہے بیشک
عدو انکا جو ہے حقا کہ وہ دشمن ہے داور کا

کسی کی شان میں بھی آیۂ لولاک آیا ہے
خدا کے سامنے کیا رتبہ ہے اپنے پیمبر کا

پڑھو صل علی یارو محمد وہ محمد ہے
کہ حق میں جس محمد کے یہ ہے ارشاد داور کا

اگر سید انکر تا ہی محمد تجھکو دنیا میں
نشان ظاہر نہ پھر ہوتا زمین پر سُمِ خنجر کا

امانت پنجتن کی پیروی کرنا مقدم ہے
سوا اسکے نہیں کوئی وسیلہ روز محشر کا

مداح میں ہوا نشہ گردون جناب کا
ذرے کو حق نے رتبہ دیا آفتاب کا

لکھا جو وصف روے شہ بوتراب کا
مطلع ہوا نظیر افق آفتاب کا

ہے دل میں نور عشق رخ بوتراب کا
جلوہ ہے ایک ذرے میں سو آفتاب کا

عاشق ہوں میں ازل سے رخ بوتراب کا
عالم ہو داغ دل میں یکسو آفتاب کا

ہمنام ہے جو دور فلک میں شراب کا
اس ذرے کا نپتا ہے بدن آفتاب کا

۳

مشکل کشا کی رنگ کو تشریف لاتے ہین
آتا ہے وقت نزع مین جب اضطراب کا

کیا لذتین ہین ساقی کوثر کے عشق مین
دل ہجر مین جلے تو مزا ہے کباب کا

یاران ہے کہ غیبت دل کے لیے وہ فلک جناب
قہر و کرم اشارہ ہے برق و سحاب کا

وہی آگ ناریون نے جو گھر مین جناب کے
دیکھے کوئی عقیدہ شہ بوتراب کا

اسباب گھر کا جلنے دیا کچھ نہ فکر کی
حافظ رہا مگر وہ خدا کی کتاب کا

کعبہ فہمی شک ہے کچھ جیسے حیدر کی بانہین
بے فصل ہے وصی ہے رسالت مآب کا

واسطے کہا کہ چل کے زمین نجف پہ سو
آیا مجھے خیال اجل کے جو خواب کا

یارب یہ منہ سے نکلے امانت کی نزع مین
عاشق ہون جان و دل سے شہ بوتراب کا

نزع مین کسکی زبان پہ بدل شاد آیا
منہ نہ کھولا تھا کہ پر پابند منھ سے صیاد آیا

قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا
غش پہ غش مجکو چمن مین پئے شمشاد آیا

جسنے نظارہ کیا صل علی یاد آیا
تیرے حصے مین صنم حسن خدا داد آیا

بلبلین جام مے شوق سے کیا مست ہوئین
دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا

غمزہ ابرو سے قاتل کا ہوا دل کو گمان
کھینچکر تیغ جو سر پر مرے جلاد آیا

فصل گل آئی ہی گلچین کو لیا پھندے مین
جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا

آتشِ عشق کا بالکہ مری رگ رگ میں اثر
آپ ہمراہ لیے نشترِ فصاد آیا

بلبلِ زار سمجھ کر یہ رعایت سوجھی
رگِ گل سے مرے پر باندھنے صیاد آیا

سخت جانی نے مری پھیر دیا منہ دم میں
دل کڑا کرکے اگر خنجرِ فولاد آیا

ہوں وہ بلبل کہ خریدار نے منہ پھیر لیا
دام مجھ پر نہ لگانے کوئی صیاد آیا

برچھیاں ہیں مجھے سورج کی کرن صبحِ وصال
سانگ کیا لے کے یہ چرخِ ستم ایجاد آیا

ہو گیا حسرتِ پرواز میں دل سو ٹکڑے
ہمنے دیکھا جو قفس کو تو فلک یاد آیا

بیقراروں سے نہیں اہلِ وفا کو کچھ کام
بلبلوں کے لیے پانی میں نہ صیاد آیا

رکھا جنت میں امانت جو قدم حیدر نے
دوڑ کے جبریل یہ کہہ کر مرا استاد آیا

آمد ہی خط کی وہ رخِ روشن ہی لال کیا
تابش ہی آفتاب میں وقتِ زوال کیا

دستِ خزاں سے خیر ہی ہر گل کا حال کیا
اس باغ میں حسین کوئی ہوگا نہال کیا

یادِ خدا میں سیم تنوں کا خیال کیا
عقبیٰ ملے تو دولتِ دنیا ہی مال کیا

تیوری میں بل ہی بات کا دیتے نہیں جواب
دل لے چکے ہو جان کا اب ہی سوال کیا

پونچھے گا تیرے ناخنِ پا کو نہ باد نو
ناقص جو آسمان کو چڑھا تو کمال کیا

گانا غضب ہے قہر و قیامت ہی ناچنا
ہی محفلِ جہاں میں تری بول چال کیا

۵

سینہ ہی پُر یا مرا داغ جنون ہی تاج
مین تخت سلطنت کو سمجھتا ہون مال کیا

ہر دو جہان کی دل لدا سے ہلاتے ہین زمین
وقت خرام یار کو سوجھی ہی چال کیا

سکتا نا ہی سیر ا نہ ہرہ جبین پہ کے سامنی
تیا ترا نہ دا درہ ذرہ پہ خیال کیا

مین عشق چشم مین جو ہوا زار و ناتوان
پایۓ نگہ سے اسنے کیا پائمال کیا

صیاد کے عتاب سے ہی امین ہی مرغ دل
صید حرام کو وہ کرے گا حلال کیا

پاتا ہون ہر عقیق مین ہر رنگ سے کا جگر
پتھر بھی ہی خدا کے کرم سے نہال کیا

ہاتھ اپنی ہاتھ کو چہ جانان کا آستلام
آگے رقیب پانون بڑھانے مجال کیا

رہتا سدا ہی راگ بتون کے خیال مین
ہوگا خدا کے سامنے صوفی کا حال کیا

مردم کی ہر نگاہ مین ہر فریب پری
چشم صنم مین شاخ نکالے غزال کیا

کرتا ہون دم مین تیغ زبان سے عدو کو قتل
تلوار میری چھین سکے کوتوال کیا

ہنگام رقص زلف سے نکلی تڑپ کے صاف
توڑا تمھاری کان کی مچھلی نے جال کیا

جب آنکھ بند کی نظر آیا وہ خوش نگاہ
رہتا ہی چین خواب مین اسکا خیال کیا

کر خط سی بوسہ لب شیرین و لانہ ترک
قند و نبات مین نہین ہوتا ہی بال کیا

کمل کا رتبہ دیکھ کے کم کی کسی نے مول
اس در آسمان مین گھٹی قدر شال کیا

دل سے ہرن ہوا تری چشم سیہ کا دھیان
غائب ہوا ہی چوکڑی بھر کر غزال کیا

گلوری غیر نے بھیجی ہے تو نے کہا
سمجھ کے کھا تو یہ پان ہے لگاوٹ کا

شب وصال میں اس کا تمہارے رقیب کا خوف
ہوا ذرا کہیں کھٹکا تو دل مرا کھٹکا

ہوس مرگ کو پایا جو اپنے قابو میں
گمان ہوا مجھے تابوت پہ چھپر کھٹ کا

نظر پڑا جو وہ درگاہ میں رقیب کے ساتھ
علم کے سامنے سر پھینک جا کے دے پٹکا

سہری پھولوں کی اسکی بچھی پڑی نہیں
جو سونے والا اٹھا ہے آسمان چھپر کھٹ کا

پڑی جو عالم مستی میں آفتاب پہ آنکھ
خم فلک کو میں سمجھا شراب کا مٹکا

بتوں کی آتش فرقت سے پھک رہا ہے جگر
یہ دود آہ نہیں ہے دھواں ہے مرگھٹ کا

خیال زمزمۂ عندلیب کا ہے کسے
گلوے یار کا ہم کو پسند ہے کھٹکا

ہر اک کو پیچ سے کیا ڈستے مار رکھتا ہے
مگر یہ سانپ نے سیکھا ہے زلف کا لٹکا

حرم کو جاؤں کہ بیت الصنم کو یا اللہ
غضب ہوا میں دوراہے میں آ کے بھٹکا

گلوں کے عشق میں ہوتا ہے امانت خار
کسی سے گلشن عالم میں دل نہ تو اٹکا

روح کو راہ عدم میں مرا تن یاد آیا
دشت غربت میں مسافر کو وطن یاد آیا

قید میں بھول گئے رنج و محن یاد آیا
رو دیا میں نے قفس میں جو چمن یاد آیا

آ گیا میرے جنازے پہ جو وہ ہو مشربا
کر چکے دفن تو یاروں کو کفن یاد آیا

بوسہ کیا مانگتے ہم بھولے ہوئے بیٹھے تھے	اُسنے آواز سنائی تو دہن یاد آیا

پھر امانت مرا دل بھول گیا عیش وطن
پھر مجھے روضۂ سلطان زمن یاد آیا

کیا رنگ اوڑا چرخ پہ خورشید و قمر کا	پہچانا کہین سہر کا جو مرے داغ جگر کا
کیا ٹھوکرین کھاتین درِ جانان سے نکلکر	رستہ مجھے مرمر کے ملا گور کے گھر کا
یاد دُرِ دندان مین جو ٹپکا ہی مرا دل	ناسور مین انداز ہی سوراخ کے گھر کا
اللہ دکھائے مجھے جس روز شب وصل	دے صوت کے پنجے مین گلا مرغ سحر کا
ہی ٹکڑی جو کی یار نے دانتون کو دباکر	پھر کاو مری قبر پہ ہے آب گہر کا
حیران جو وہ استادہ ہی بیٹھا ہوسے بازو	عالم ہی دریا مین آئنہ کے گھر کا
باتین تری تا چند بھلا سخت اُٹھاؤن	پتھر نہین ہی بُت یہ کلیجہ ہی بشر کا
آفت کی ہوا لاکھ چلی باغ جہان مین	پتا بھی نہ کھڑکا مرے گلشن کے شجر کا
اک روز میان کی نہ نزاکت مین پڑا بل	زلفون سے او بچھتا ہی پڑا سوہی کمر کا
دانت اسکے ستارو نکی مہ نو کے ہین ابرو	خورشید کے رخسار مین ماتھا ہی قمر کا
فرق آئیگا ای بُت مری الفت مین سراسر	زانو سے خدا کے لیے گردن کو نہ سرکا
جلتا ہی جگر جاسے جہنم مین یہ گرمی	جو نالہ سوزان ہی شرارا ہی

ل کیا

کیا فائدہ خط لے کے جو دی یار نے گالی | پیغام زبانی نہ کبوتر سے ملیگا

مطلع

وحشت میں میرے دل کا سب ارمان نکل گیا
جنگل کو چاک کرکے گریبان نکل گیا

اُس بت کی گھر میں قید کسی سے نہو سکی
رو کا جو گبر کو تو مسلمان نکل گیا

دیوانہ تیری زلف کا ٹھہرا نہ شہر میں
وحشت خُتن کو ہوکے پریشان نکل گیا

پونہچا جو بحر میں دُرِ دندان کا تیرے شور
باہر صدف سے گوہرِ غلطان نکل گیا

مارا خیال قامتِ جانان نے بے اجل
دم میرا زیر سرو گلستان نکل گیا

خطِ سیاہ دور ہوا روے یار سے
دیکھو گہن سے مہر درخشان نکل گیا

گھر قبر ہو گیا جو مجھے ہجر یار میں
گھبرا کے سوے گورِ غریبان نکل گیا

بوسہ نہ بعد وصل دیا لب کا یار نے
قابو میں آکے لعل بدخشان نکل گیا

فصلِ جنون کا میں نے لحد میں سُنا جو نام
مُردہ تڑپ کے سوے بیابان نکل گیا

بیخوف وصلِ یار کے حاصل ہوے مزے
موت آئی غیر کو مرا ارمان نکل گیا

عُریان رہا جنون میں مرا ہر طرح بدن
دامن رفو ہوا تو گریبان نکل گیا

میں خاک لکھنؤ میں اماشت کہوں غزل
گھر چھوڑ کر ہر ایک سخندان نکل گیا

٩

[illegible]

ہان کسی غیر سے کرنا سر محفل نہ کلام
آج اے غنچہ دہن بات ہماری رکھنا

شجر قد مین نکالے نہ کوئی گل و شاخ
دوش پر کب تمھیں لازم ہے ستاری رکھنا

آشنا کوئی نہین تجھ سا نہین اے دل
چاہ کی راہ نہ تجھ سے چھٹی جاری رکھنا

ہے ہوا اور ترا تخت سلیمان آخر
ہان پری جو پری ہو وہ کہاری رکھنا

دو دھن اس گل کو بنا ہے امانت سنبھل
جو بہا کشتی مین لگا کر کوئی بھاری رکھنا

زلف کی بندش نہین ہے سر مروڑا سانپ کا
کیا ہی کنڈلی مار کر بیٹھا ہے جوڑا سانپ کا

تجھ سے دیکھو تو اللہ رے گیسو کا عشق
مار ڈالا ہے لپٹ کر ہر نہ چھوڑا سانپ کا

عشق یار زلف مین مر جاؤن گر اے دوستو
عاقبت کی گور سے مین بدلہ جوڑا سانپ کا

زلف پیچان پر صدقے کرکے چھوڑا اسقدر
ہو گیا اس شہر مین آخر کو توڑا سانپ کا

گیسوؤن نے ڈس لیا ابرو نے بیدم کردیا
زہر بچھو کا زیادہ ہے نہ تھوڑا سانپ کا

خط جو نکلا زلف سے کی بڑھائی یار نے
زہر جب اگلا تو اسنے ساتھ چھوڑا سانپ کا

دیکھیے کس کو ڈستے ہیں گیسو کھینچا
سر چڑھا ہے یار کے یہ طرح جوڑا سانپ کا

گرمی گرمی کی جو شبکو باندھ لی اس نے کمر
کیا ہی منتر مار کے منہ سے موڑا سانپ کا

اسنے مار اغیر کو جو پٹی سے تو نہ سکر کہا
موذیون کیواسطے لازم ہے کوڑا سانپ کا

۱۰

[illegible]

طبیبو ہے سب بیہودہ کسی لیلیٰ کی فرقت میں
عرق سیری پیہی کھینچا او برگ بید مجنون کا

اسی صورت سے روتا ہے لہو کے آنسو ایلی
کھنچا ہے زخم سے نقشہ ہماری چشم پر خون کا

وہ سرگشتہ ہوں نہیں جسکی کہیں افلاک کو تاب
مری گردش کی آگے گرد ہے یہ چرخ گردون کا

پریشان حال ہے کچھ اندنون زلف چلیپا کا
تری لیلیٰ پہ آیا جان جہان عالم ہے مجنون کا

ہوا اہل زمین کو ہالہ مہتاب کا دھوکا
بگولا جا لگا گر آسمان کو سیر ہامون کا

مسیحا لب جان بخش کے اعجاز کا قائل ہے
سفر ہے سامری کی بت تری آنکھوں کی افسون کا

سراسر ہند سے معشوق و عاشق کے ہیں مضمون
ہر ادیوان نہیں قصہ یہ ہے لیلیٰ مجنون کا

خط سبز تر لب کا تری کیا دھوم ہے ساقی
جہاں میں آج طوطی بولتا ہے لعل میگون کا

اڑا دی جادو جانان جب نیند آنکھوں کی
سنا کرتے ہیں ہر شب خواب ہم افسانہ مجنون کا

قضا نے سلسلہ مجھ زار کو زنجیر زمین پہ کیا ہے
پھپھولا پھوٹ سکتا نہ اس کا ٹھسی گردون کا

ہوا ایسا ہے اشک یاد لعل جانان میں
بنا ہے دانہ یاقوت ہر قطرہ مرے خون کا

بھری رگ رگ میں ہے الفت جوان لیلیٰ جا بجا
ہمارا کالبد ہے عشق کیا ہے خاک مجنون کا

اٹھایا خاک سے سر اسنی مجھ جم گشتہ کا جھک کر
ہوا سیدھا مقدر آج اپنے بخت وارون کا

ڈبویا مجکو راز عشق افشا کرکے عالم میں
اثر پیدا کیا ہر اشک کے قطرہ نے جیحون کا

نہیں ہے کوئی رات ایسی کہ دن جسکا نہ ہو پیدا
سرِ رخ روشن نہ سمجھو ورنہ اس زلف شبگون کا

۱۱۱

دور خم خانہ مین ہوتا جو ہمارا ساقی
کسی کم ظرف کو اک مے کا نہ ساغر ملتا

نکہت گیسوے جانان جو پریشان ہوتے
چھانتا شہر مین سارا تو نہ عنبر ملتا

رخ جانانہ پہ بناتا مین کوئی خال سیاہ
مشک خالص اگر اک تل کے برابر ملتا

کھا کے اٹھیون چمن دہر مین مر جاتا تو
داغ میرا سا جو اسے لالۂ احمر ملتا

کس سے پوچھون رخ جانا کی خبر حیران ہون
اب تو آئینہ بھی مجکو نہین گھر پر ملتا

ہے عجب طرح کی عالم مین نفاق انگیزی
دیکھا اس دور مین شیشے سے نہ ساغر ملتا

خانۂ گور نصیبون سے ملا ہے اسے دل
مرکے بھی اٹھتے تو ایسا نہ ہمین گھر ملتا

عشق مژگان مین نہین چین امانت اک پل
کاٹتے اپنا گلا آپ جو خنجر ملتا

غیر سیاہ روکے وہ فن سے نکل گیا
سورج گھٹا کے چاند گہن سے نکل گیا

نالہ کبھی جو اپنے دہن سے نکل گیا
اک تیر تھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

دم اسطرح ہمارا بدن سے نکل گیا
جیسے کوئی رئیس وطن سے نکل گیا

آئی نظر خزا نہین جو سوکھے ہوے درخت
گلچین لگا کے آگ چمن سے نکل گیا

جکڑا ہے جو نے مجکو جو فصل بہار مین
تڑپا مین اسقدر کہ رسن سے نکل گیا

فصل جنون کا اپنی لحد پر سوا جو ذکر
مردہ تڑپ تڑپ کے کفن سے نکل گیا

ہاے دور نے کبھی پینے نہ دیا ساغرِ وصل
شیشۂ دل کو مرے اے شبِ ہجران توڑا

ساعدِ شمع کو دی تیری کلائی نے شکست
دستِ رنگین نے ترے پنجۂ مرجان توڑا

سنگدل غیر کو تمنے نہ کہنے دیا ہو شوخ
تم نے تھپڑ سے ہر اک لعلِ بدخشان توڑا

وقتِ نظارہ لیا بوسہ لبِ رنگین کا
پھول اک ہاتھ نے دمِ سیرِ گلستان توڑا

شجرۂ قد میں تو وہ میوہ بالا ہے
نہ کسی نے تجھے اے سیبِ زنخدان توڑا

حسن ہی نے تجھے بلوایا محل میں اپنے
آہ نے قفلِ درِ قصرِ سلیمان توڑا

تیرے ہاتھوں سے ملی لشکرِ صحرا کو شکست
کفِ پا سے سرِ ہر خارِ بیابان توڑا

ہوئی اس درجہ ترقی ترے دیوانوں کی
ہو گیا شہر میں زنجیر کا جانان توڑا

مر گیا دھیان میں نوکِ مژۂ قاتل کے
دمِ امانت نے تہِ خنجرِ بران توڑا

خون آنکھوں سے رواں ہر رخِ رنگین ہوا
ہاتھ میں اپنا گریبان دامنِ گلچین ہوا

قتل ہو کر بھی دلا میں باعثِ تزئین ہوا
خون سے اپنے پیرہن اُس شوخ کا رنگین ہوا

وقتِ گریہ گر خیالِ ساعدِ سیمین ہوا
اشک کا قطرہ ہر اک گل کر گلِ نسرین ہوا

ہو گیا ہر غنچۂ گل نافۂ مشکِ ختن
وا جو گلشن میں تمہارا گیسوئے مشکین ہوا

سوتے سوتے اٹھ گیا پاس سے جب وہ نازنین
خارِ صحرا تک کو اپنے ہر گلِ بالین ہوا

[illegible]

عکسِ گردن سا ... جو تربت پر ہوئی
عکسِ ... شامیانہ قبر کا زرین ہوا
[illegible]

۱۴

گلشن دہر تلک گئی برسون مین بہار
اس سبکدوش کو بھاری ہوئی منزل کیا کیا

اوڑگیا ناقہ لیلی جو ہوا کے مانند
قیس نے پاس سے دیکھا سو محمل کیا کیا

اُسنے بالون کا سر نیم جو باندھا جوڑا
پیچ مین آکے پریشان ہوئی محفل کیا کیا

خنجر ابرو و تیر مژہ و تیغ نگاہ
اک مرے جان کے پیدا ہوے قاتل کیا کیا

اوسنے غصہ سے جو پوشاک نہ بدلی کئی روز
سیلے کپڑونپہ ہوا دل مرا مائل کیا کیا

مچھلیان بازوؤن کی دیکھ کے اے بحر کرم
ہاتھہ ملتا ہون تڑپتا ہی مرا دل کیا کیا

پڑتی ہی ہاتھہ پہ اس بحر کرم کے آنکھہ
کشتیان لگتی ہین آکر لب ساحل کیا کیا

رکھدیا ہی کبھی زانو پہ جو اُس شوخ نے ہاتھ
پانون پھیلائے ہین مینے سر محفل کیا کیا

چلکے بہر حرکہہ بیٹھتا ہون مین کسی دن [illegible]
گرم ہوتا ہی وہ خورشید شمائل کیا کیا

قوت دست ید اللہ کے امانت صدقے
ناخنون سے ہوے وا عقدۂ مشکل کیا کیا

بتونکے عشق مین کیا جی کو اضطراب دیا
یہ دل دیا کہ خدا نے مجھے عذاب دیا

زبان خار کو جب آبلون نے آب دیا
سبیل کا مجھے اللہ نے ثواب دیا

سوال بوسہ ابرو کیا جو مین نے کبھی
زبان تیغ سے سفاک نے جواب دیا

[illegible] کی خیر ہوئی
جب آگ دل مین لگی [illegible] دیا

چمن کی مجکو رعایت ہی اسقدر منظور | بجاے آب گل سرخ مین گلاب دیا
گل سنی رخ بنا کر لگا یا حسن کو داغ | یہ نقطہ کیسلیے بالاے آفتاب دیا
چلا سحر کو وہ رنگین ادا جو جانب بام | شفق نے پیرہن صبح مین شہاب دیا
کیا سوال نکیرین کا نہ قبر مین رد ہا | فرشتے کو ترے بیمار نے جواب دیا
رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے | بشر کو دیدہ تر چرخ کو سحاب دیا
جواب خط جو زبانی بیان کیا مجھسے | رسول قاصد محبوب کو خطاب دیا
ہوا قفس مین یہ صیاد آشناے مزاج | کہ عندلیب کو پانی کی جا گلاب دیا
رکھی سبیل جو فرقت مین آب شیرین کی | تو مین نے روح کو فرہاد کے ثواب دیا
عبث ہی پرورش سنگدل ہا نے مین | عقیق کی نہ شہیر مین کسی نے آب دیا
کیا لحد پر جو آکر سوال جامہ دری | جنون کو مینے کفن پھاڑ کر جواب دیا
ثبات تھا جو نہ منظور بحر عالم مین | خدا نے روح کے بدلے مجھے حباب دیا
اٹھایا شور ہوا دفن جب مین خستہ جگر | دہان گور کو اللہ نے کباب دیا

چلین جسد سے امانت نہ تیرہ دل لیکر
خدا نے نام تجھے مثل آفتاب دیا

ذرا سی بات مین ہر ایک سے ہین خستہ تن بگڑا | بنا کر دوست تجکو خلق مین اپنا چلن بگڑا

۱۵

بنایا مجنون جو اسکا یاد آیا مجکو غصہ سے

۱۶

چمن میں جو آیا وہ رشکِ بہار
تو رنگِ رخِ گل ہوا ہو گیا

پسا جاتا ہی دل ترے خال پر
یہ دانا مجھے آسیا ہو گیا

چھوا دستِ رنگین سے اُسنے جو منہ
پسینا بھی عطرِ حنا ہو گیا

ہوا غیر کو وصلِ قاتل نصیب
سر اپنا جو تن سے جدا ہو گیا

یہ کسنے کیا رات پھر پائمال
ترا رنگ کیا اُسے حنا ہو گیا

کبھی وس مسیحا کو پایا نہ خوش
وہ ہم اب زندگی سے خفا ہو گیا

کسے ڈھونڈوں میں اس شاہِ خوبان کا خط
کبوتر بھی اب تو ہما ہو گیا

صبا بھی پہونچنے نپائی قریب
ہوادار اونکا ہوا ہو گیا

چھوا اُسنے زنجیرِ کاکل کو جب
گرفتار فوزِ دِ صنا ہو گیا

حلاوت نہ بوسے کی ہمکو ملی
وہ شیرین دہن بدمزا ہو گیا

ہوا دم فنا صدمۂ ہجر سے
یہ درد اپنے حق میں دوا ہو گیا

گلون کے نظارے سے صحت ہوئی
چمن مجکو دار الشفا ہو گیا

مرا رنگ بدلا جو آیا نظر
گلستان میں وہ گل ہوا ہو گیا

تڑپنے جو دریا میں سینہ لیے
وہ نا آشنا آشنا ہو گیا

ہر اِک خط کو تیرے کیا یار نے
جو تقدیر کا تھا لکھا ہو گیا

۱۷

گالیاں سنکر ہمین [illegible] نگہوں کا ملا | گفتگو کی [illegible] تماشا پڑھ گیا

امتحان ہے عاشقوں کا کوچہ قاتل ہین آج | [illegible] گیا

منزل مقصود ہم کو یہ کہا کانٹون دور | [illegible] گیا

وادی قسمت چلا [illegible] ہون ناتوان | [illegible] رستا پڑھ گیا

گھٹ گیا [illegible] روی روشن کا فروغ | کال [illegible] حسن [illegible] گیا

[illegible] گھر سے آیا جو وہ لیلی جمال | [illegible] گیا

کیا طراوت [illegible] رشک گل | [illegible] عاشق [illegible] گیا

[illegible] چھاتی پہ [illegible] ایک [illegible] | [illegible] عاشقوں کا کلیجا پڑھ گیا

دیکھنا [illegible] آسمان [illegible] سحاب | [illegible] گیا

زلف جب [illegible] ہوتا چلا وہ رخ [illegible] | [illegible] تماشا پڑھ گیا

جب [illegible] دیکھو [illegible]
کچھ بہت ہی آجکل صاحب کا غصہ بڑھ گیا

صبح وصال زیست کا [illegible] گیا | [illegible] دم نکل گیا

خالی مکان دیکھ کے وہ [illegible] | افسوس [illegible] آکر نکل گیا

ایک میں تو کیا کہ [illegible] | لیکن [illegible] گیا

فصل خزان میں [illegible]

وہ طفل سہ لقا نظر آیا جو دور سے
تھرا گئے جو عالمِ ہستی میں بست و پا
رہتے نہ پائے قصر میں جی بھر کے منعمو

جگنو کی طرح یہ دلِ داغ دار جل گیا
ساقی کے مین گلے سے لپٹ کر سنبھل گیا
پیغام کیا اجل کا تمھیں پر محل گیا

جیتا رہا اٹھانے کو صدمے فراق کے
دم وصل میں ترا امانت نکل گیا

پھر بلبل ہے گذر اُس غیرتِ شمشاد کا
آیا زندان میں قدم کس وحشی ناشاد کا
تم اک دن کھا گیا تھا نالہ مجھ ناشاد کا
جگمگا رکھتا ہے دل ہر عاشقِ ناشاد کا
باغ ہے بالکل سراپا اُس ستم ایجاد کا
ہے بہار اگلبدن کیا بلبلِ خوش نغمہ وا
خانۂ زنجیر کا پابند رہتا ہوں سدا
جانکنی مژگانِ جانان بوسۂ نشتر کا لیا
دیکھنا شوقِ سلاسل عشقِ زلفِ یار میں
عشق قدِ یار میں کیا ناتوانی کا ہے زور

آج طوطی بولتا ہے غیرتِ صیاد کا
آج تک نیلا بدن ہے چرخ بے بنیاد کا
آج تک نیلا بدن ہے چرخ بے بنیاد کا
سر و جیسے گیسو میں عالم ہے سیہ کیا دکا
چہرہ گل کا آنکھڑیاں نرگس کی قد شمشاد کا
دم پھڑکتا ہے سدا آوازِ پر صیاد کا
گھر غنیمت ہے جو سمجھے مجھ خانماں برباد کا
رنگ میرا دیکھ کر دل خون ہو فصاد کا
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں گھر ملتا نہیں جلاد کا
غش مجھے آیا جو سایہ پڑ گیا شمشاد کا

19

بزبانی مین امانت کی وہ ہین گلزبان
ناطقہ ہو نہ اہر دل بلبل ناشاد کا

نہ کسی پیچ سے رہا ہوگا
دام گیسو مین جو پھنسا ہوگا

کام غمزے سے بس ہرا ہوگا
اک ادا مین یہ حق ادا ہوگا

اب وہان جائیگا تو کیا ہوگا
تیرا بیمار مر گیا ہوگا

نہ کسی طرح دم فنا ہوگا
ہجر مین زہر بھی دوا ہوگا

رشتہ الفت کا جب وہ توڑینگے
تار رونے کا یان بندھا ہوگا

رنگ لانا نہ اسکے تلوون مین
شہر پامال اسے حنا ہوگا

یہان مین جو زار زار روتا ہون
وان وہ غیرون سے ہنس رہا ہوگا

قتل کرتا ہی کیون مجھے اے بت
سو رد لعنت خدا ہوگا

ہوگی اوس روز مجھکو کیا ہی خوشی
جب وہ اغیار سے خفا ہوگا

کم رہیگا جو یار پہلو مین
درد دل کا مرے سوا ہوگا

نقش ہم جو اپنی چالون سے
خط تقدیر نقش پا ہوگا

ہنستا ہوگا مستی ملنے مین وہ
غنچہ سوسن کا کھل گیا ہوگا

کبھی یار اوس سے جب کہا ہیئے
ق بوسہ دیگا مجھے تو کیا ہوگا

نقد دل آنکھی کہ سنے نہیں عشاق عزیز | گرم بازار ہی آسیر سفت کنعانی کا

آپ امانت کی غزل دیکھی جو تضمین اصلاح
سبکو وجہ سے ہوز استے ہیں تخت دانی کا

... ہماری دو کا ... آنچل ہو گیا	باغ میں ہر گل کو زر نقش کا آنچل ہو گیا
تیرہ بختی میں ... ٹوٹ گیا مجکو یہ طاق	سستی اس لب کی کبھی آنکھوں کا کاجل ہو گیا
... آتشی ...	آسمان نیلگون اک سرخ بادل ہو گیا
رشک ... قصر ... شعلہ رو	زلف پیچان پہ گمان دود مشعل ہو گیا
اسکی ... پڑا جس ... عکس	پھول لگا جو شاخ میں ... کا پھل ہو گیا
... گلشن رشک چمن کو تازگی	کان کا پتا نہال تن کی کونپل ہو گیا
... سکر کی ...	اسلیے تار نظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا
... تاثیر کے قائل ہیں ہم	آنکھ ڈالی جس دوشالے پر وہ مخمل ہو گیا
دیکھنا ... فلک ... آفتاب	کوشنا ... گھر میں ... ہو گیا
ابر ... گھٹا تاثیر گریہ کا ... زور	شامیانہ قبر پر ساون کا بادل ہو گیا
... گل کھلا ...	سنبل پیچاں ہوا پر دود مشعل ہو گیا
خط ... مور ... ناز	جب ... گیسوئے خمدار کاجل ہو گیا

جسم خاکی کی ... کیا خاک ...
... سینہ ... کیا ...
... وصل میں ...
... عشق ...
... ہو گئی

۳۰

[illegible]

کیا درفشاں ہے گریبانِ قبا میں روئے یار
آفتاب ایسا نہ اسنے جیبِ سحر پیدا کیا

بیچ یا لوں میں رقیبوں کو جتایا رازِ عشق
شور کرکے کوچۂ جاناں میں شر پیدا کیا

ہو کے رسوا عشق میں سیکھا لگاوٹ کا چلن
عیب کے صدقے میں ہمنے یہ ہنر پیدا کیا

کھاتے کھاتے ٹھوکریں جا پہونچے آکر تا بگور
دربدر پھر پھر کے آخر ہمنے گھر پیدا کیا

جان سرافراز ہی ہوا اینڈا کا یان شانِ کی نہ ہو
سر دیا جسنے اسی نے دردِ سر پیدا کیا

خیرہ تنقای نہیں جہان آفرین کی کوئی بات
رفعِ شر کے واسطے خیر البشر پیدا کیا

سبزہ پشت لعلِ جاناں پر طلسمِ تازہ ہے
کیا عقیقِ لب نے بھی ابدل شجر پیدا کیا

دل بہلتا جس سے تجھے ہو خیالِ یار کا
اک نہ ایسا طفلِ اشک نے چشمِ تر پیدا کیا

چشم و گوشِ یار سے دنیا میں تا دعویٰ نہ ہو
نرگس و گل کو خدا نے کور و کر پیدا کیا

چاندنی میں آجکل پھرتا ہے راتوں کو وہ شوخ
کیا امانت نے کوئی رشکِ قمر پیدا کیا

پیتے پیتے مے جو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا
ہاتھ کانپے ایسے ساقی کے کہ ساغر گر پڑا

جسم کے اعضا میں جز دل نظر آتا نہیں
چھپکے ٹکڑی سے کہاں اپنا کبوتر گر پڑا

ہوگئی مدت پیرا ایات لیکر کچھ جواب
ہاتھ سے قاصد کے خط میرا مقرر گر پڑا

میں لفظ کھڑا روتا تھا شکوہ دیکھکر وہ ابر
کان کی بجلی جو میں چمکی تڑپ کر گر پڑا

لاغری مین بھی امانت تو نہ چوکا اپنی چال
کوے جانان مین جو پہونچا لڑکھڑا کر گر پڑا

ذرا وصال صنم کا اوٹھائیگا پھر کیا
ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا

دل خراب کو اک شمع رو کی لو سے لگی
چراغ حسن مرا گھر جلائیگا پھر کیا

کسی کی لٹ کیجانب جو کھنچ رہا ہے دل
بلاے تازہ مرے سر پہ لائیگا پھر کیا

گھلائیگا مری یون ہڈیان جو تو اے غم
پس فنا سگ یار آکے کھائیگا پھر کیا

الٰہی خیر ہو کیون جوش پہ ہے دیدۂ تر
کسی کے عشق مین طوفان اوٹھائیگا پھر کیا

لگا کے راہ پہ لایا ہے وہ رقیبون کو
پہونچکے گھر مجھے رستا بتائیگا پھر کیا

بتون کے کوچے سے بہر خدا نکل اے دل
یہان جو بیٹھا ہی رہے تو اوٹھائیگا پھر کیا

نکالی غنچہ نے بات اسکے مسکرانے کی
ہنسی ہنسی مین یہ شکوہ دلائیگا پھر کیا

جلیگا آپ جو ہر شعلہ رو کی فرقت مین
کسی سے دل کی لگی کو بجھائیگا پھر کیا

گلون کی دست حنائی پہ دم نکلتا ہے
یہان مین خون شدہ دل رنگ لائیگا پھر کیا

ہوا ہے دل مین مرے اک غنچہ لب کی حسرت
یہ عشق تازہ کوئی گل کھلائیگا پھر کیا

الٰہی خیر پھڑکتی ہے آنکھ کیون بائین
غضب ہے وہ مجھے دیدے دکھائیگا پھر کیا

جفا کو جان غنیمت لگا ستم کا مکر
بگڑ کے یار سے اے دل بنائیگا پھر کیا

زلف شبگون مین چھپا ہے جو وہ مہ ناز و جمال | دن دہاڑے سے گھر چاند گہن ہو جاتا

کہتا وصف قد جانان مین آمانت جو غزل
مصرعۂ راست ہر اک سرو چمن ہو جاتا

ہی فصل بہاری مین یہ صیاد کا دھڑکا | دل اوڑ گیا بلبل کا جو پتا کہین کھڑکا
پہلے تو رہا دام مین سو طرح کا دھڑکا | صیاد کو پھر دیکھ کے دل صید کا پھڑکا
نادان کی محبت مین ہی سو طرح کا دھڑکا | دل مرد ن کسی لڑکے کو مین لیتا نہین لڑکا
بولا وہ دکھا کر خط رخسار و جبین کو | قرآن کی تلاوت کرو ہی نور کا تڑکا
پروانون کا خون ہوتا ہے سر پر ناحق | اے باد صبا شمع کو محفل مین نہ بھڑکا
آنے دے کبھی جا کے پہ مجھ سوختہ تن کے | اے پیر فلک یار کے گھوڑے کو نہ بھڑکا
جی چاہتا کہ نامہ ابھی لکھ کر اسے بھیجون | دیکھا جو کبوتر کو تو کیا دل مرا پھڑکا
وحشت نے بنایا ہی مجھے نخل ثمر دار | پتھر نہ لگا دے کوئی ایسا نہین لڑکا
افشان کے تلے ہی تری پیشانی روشن | پوشیدہ ہے اس چاندنی مین نور کا تڑکا
بلبل کی دم سرد سے اک اوس پڑی ہے | اے باد صبا آتش گلزار کو بھڑکا
آنکھون مین ہی پھرتا سحر وصل کا عالم | ق | اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا دھڑکا
سوتا کسی سرو کا لپٹ کر وہ گلے سے | ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی اور نور کا تڑکا

عارض کی گرمیوں نے عرق کیا ہے سرد
شہرِ ختن تلک تو اڑائی صبا نے خاک
دوزخ ہائی نقل گرے بازار دوست کی

چھپتا بدن پہ دو عرق رو سے یار کا
پایا پتا نہ کوچہ گیسوے یار کا
نقشہ بہشت سے چمن کوے یار کا

سر زور سے رکھو نہ امانت شبِ وصال
آئینہ ٹوٹ جاے نہ زانوے یار کا

تیری دستار کسنے دلِ شیدا باندھا
عشق ابرو مین نہ آئی مجھے تیر اندازی
نقل گیا سب کہ یہ مہتاب سے وابستہ ہے
دی گرہ زلف مین یا ہونکو جھٹک کر ہے رات
ہاتھ پہ منظور نظر آنکھ کو قابیان یار کی
نکلی بیساختہ فوراً لب نازک سے آہ
دل پر داغ مرا تیغ سے کھینچا اسنے
سب بلا مین رہا عشق قدِ جانانہ مین
رحم اسنے نہ کیا جب تو دعا مین یا نگین
ہون وہ گریبان مری آمد جو گلستان مین کھلے

باندھنو مجھ پہ جو بیٹا اسے گل عنا باندھا
ہر کمان توڑ کے درگاہ مین چلہ باندھا
اسنے جوڑا جو بنا کر لبِ دریا باندھا
دلِ عاشق کو سدا یار نے مارا باندھا
چشم نے تارِ نگہ سے تماشا باندھا
کھینچ کر اوسنے کمر سے جو دوپٹہ باندھا
بازو کا گردن طاؤس مین ڈورا باندھا
آشیان طائرِ دل نے سرِ طوبیٰ باندھا
رہِ عشق ما ن کے درگاہ مین چلہ باندھا
باغبان نے وہین ہر نخل مین جھولا باندھا

کشتہ کرکے مجھے دیوار کا نقشہ باندھا
مو بمو ہو گئے وابستہ دل و جان و جگر
کھول کر زلف دوتا یار نے کیا کیا باندھا
دھجیاں اوڑ گئیں ملبوس کی جب وحشت میں
[illegible]

۲۴

[illegible]

کندہ جہان مین کوئی نہ ایسا نگین ہوا | جیسا کہ تیرا نام مرے دلنشین ہوا
عاشق کا امتحان دم واپسین ہوا | مین مرگیا تو عشق کا اوسکو یقین ہوا
خورشید ہی شفق مین یہ مجکو یقین ہوا | غصہ سے سرخ جب وہ رخ آتشین ہوا
بیٹھا ہی آکے بام پہ وہ بادشاہ حسن | کوٹھا فقیر خانہ کا اب شہ نشین ہوا
روشن ہوا یہ مجھپہ کہ فانوس مین ہے شمع | ہاتھ اسکا جلوہ گر جو تہ آستین ہوا
چھلا دیا جو یار نے دست صبیح سے | جو گل کھلا بدن پہ گل یاسمین ہوا
بولا وہ گل پہنکے انگوٹھی عقیق کی | تمغا مین بھی آج سے زیر نگین ہوا
روتے مین آگیا جو حسینونکا مجکو دھیان | ہر طفل اشک غیرت طفل حسین ہوا
رکھتا ہی خاک پر وہ قدم جبکہ ناز سے | کہتا ہی آسمان نہ کیون مین زمین ہوا
روشن اوسی کا نام ہوا عشق یار مین | جو روسیاہ خلق مین مثل نگین ہوا
کافر گئے سقر مین مسلمان بہشت مین | مجھ رند کا مگر نہ ٹھکانا کہین ہوا
روشن حباب مین جو ہوئی شمع روے یار | دود چراغ حسن خط عنبرین ہوا
مین نے دہان یار کو ثابت کیا ہزار | اس بات کا نہ اہل یقین کو یقین ہوا
مارا جو آسمان نے تپ ہجر مین مجھے | شعلہ لحد مین بنکے بخار زمین ہوا
بازار دہر مین وہ بد اختر ہون ای فلک | میرا نہ مشتری کوئی زہرہ جبین ہوا

٣٦

زمانہ مست ہے ساقی تری رنگین بیانی کا
دہن گویا ہے اک ساغر شراب ارغوانی کا

ہنسی تیا ہے ہر زخم بدن میرا جو او قاتل
قرولی میں ہے کیا دستہ قبائے زعفرانی کا

سنہرا رنگ کیا کرتی کا او سکا چھوٹ نکلے ہے
کہ عالم سادہ بابر لیسٹ پہ ہے کا مدانی کا

شباب عمر میں بیدم کیا اس تیغ ابرو نے
فلک سے خوب پھل ہمکو ملا باغ جوانی کا

جو ہو لبریز عشرت عمر کی کب ہو مد و جا ہے
نہ دیکھا کشتی مہ کو کبھی محتاج پانی کا

جہاز زندگی اک دم میں سیر آ عدم پہنچا
ستم ہوں میں تو قاتل آب خنجر کی روانی کا

نہانے میں سنہرا رنگ کیا تیرا ہے نور افشان
گمان ہے گلبدن آب روان پر کامدانی کا

غنیمت جان اس خورشید طلعت کا وصال اکدن
بھروسا کیا ہے ایدل آسمان کی مہربانی کا

وہ اترا بام سے جب بجلیاں کا تو نہیں چمکا تھا
مجھے دھوکا ہوا تھا یکو بلائے آسمانی کا

بیاض چشم پر اک پل میں کھینچا یار کا نقشہ
تصور کے سبب میں بنگیا اوستا د مانی کا

جہان کے شور و شین دریا دلونکو قتل کرتے ہیں
سمندر کے جہازون پر اگر ہے قحط پانی کا

نگہ اوس شوخ کی چھپری جان کا خدا حافظ
ہوا ہے سامنا آ دل بلائے ناگہانی کا

ہوا اشرفی کے پھول شبنم سر گرے جسدم
عروس باغ نے اوڑھا دوپٹہ کامدانی کا

کلیجے سے لگائے ہے ہر اک گل اپنی دو دو کو
بڑا تو دا ہے گلزار جہان میں زر فشانی کا

تری رنگ طلائی کے مضامین ہیں زر افشان
زمین شعر میں چھڑکا دیا ہے سونے کے پانی کا

۳۷

چھپکیون نے تیری اے رشکِ چمن کیا گل کھلا	جو پڑا نیل اپنے تن پر برگِ سوسن ہو گیا
ہون وہ زار و ناتوان رکھا جو منہ آتش پہ	حلقۂ زنجیرِ گیسو طوقِ گردن ہو گیا
آگیا اُس شعلہ رو کے دھانی جوڑے کا جو دھیان	خانۂ دل مین کنول اک سبز روشن ہو گیا
اُسکے جاتے ہی اوڑا کیا رات کو محفل کا نور	شمع کا شعلہ چراغِ زیرِ دامن ہو گیا
رخنہ ہر شئی مین پڑا تیرِ نگاہِ یار سے	پردہ دنیا کا نظربازی سے چلمن ہو گیا
باغ کے در پر کیا اُس گل کا یان تک انتظار	جسمِ خاکی پشتۂ دیوارِ گلشن ہو گیا
کر دیا تن کو سیہ کیا قبا نے بیفروغ	داغِ سینہ کا چراغِ زیرِ دامن ہو گیا
ہو گئے ساقین جانان جو شیشکو پا نچے	اک دو شانہ نور کا محفل مین روشن ہو گیا
نشۂ مے سے ہوا روشن چراغِ حسنِ یار	ساقیا پانی سے شیشکو کا روغن ہو گیا
کر دیا حسنِ صنم نے سرخرو پیشین ہو و	دیکھی جب زلفِ سیہ کالی کا درشن ہو گیا

تیکدون مین ہر کے بند ہو جائیگی اپنی ہوا
گر امانت رام وہ طفلِ برہمن ہو گیا

منو جو سبزۂ خط کا بہار مین ہوتا تھا	نہ سینہ یار کا طوطی ہزار مین ہوتا
تری مژہ پہ نہ ہوتا اگر یہ دل مائل	جگر سے کا آبلہ کیون نوکِ خار مین ہوتا
بہارِ گل مین تو قیدِ قفس ہے قہر و غضب	دلا تو اس سے تو کنجِ مزار مین ہوتا

جھلکیا پاؤن مین جو اُس نے قدم جو صحرا مین
تو کھولا آگ کا ہر نوکِ خار مین ہوتا

ہمیشہ چھٹے فلک کا قمچ آفتاب کا
مذاح ہون کسی سخن پیچ پر حجاب کا
زیبا ہی فکر شعر کو گوشہ نقاب کا
پھینکا اگر وہ نقشہ مین ساغر شراب کا
کاسہ بنے فلک پہ مہر آفتاب کا
شبنم مین ہی چمن مین جو رخ آفتاب کا
ہر سو چھلک رہا ہی کٹورا گلاب کا

۲۹

جنبشِ مژگان سے اک پل مین ترے پیکر کی قضا
حق تمھارے ناز کا ہے اوا کیونکر ہوا

یار تو آیا نہ وعدہ پر کبھی یان تا بمرگ
ای اجل بتلا ترا وعدہ وفا کیونکر ہوا

دل شگفتہ خاک ہو فرقت مین آہ گرم سے
غنچہ کا صر صر کا بھلا موج صبا کیونکر ہوا

کام اپنا ہو گیا منہ مین زبان لینے سے تھے
یار کا آبِ دہن آبِ بقا کیونکر ہوا

کیا ترے وحشی کا زندان کی طرف آیا قدم
خانۂ زنجیر مین محشر بپا کیونکر ہوا

خونِ عاشق شوخ تھا مہندی کی رنگت سے کہین
ہاتھ تیرا یار پابندِ حنا کیونکر ہوا

تھا زلیخا کا گریبان گر نہ دشتِ عشق مین
چاک پھر یوسف کا دامانِ قبا کیونکر ہوا

دیکھی مجنون نے جو مجھ وحشی کی صورت دور سے
بولا گھبرا کر کہ مجھ سا دوسرا کیونکر ہوا

استخوانِ مین آتشِ غم نے تو رکھا تھا نہ خاک
سیر میری ہڈیان کھا کر ہما کیونکر ہوا

وصل ہونا یار سے میرا اسنا جب غیر نے
دفعتاً گھبرا کے بولا کیا ہوا کیونکر ہوا

داغ ہی رفتارِ جانان کا دلِ شقاف مین
ہون مین حیران آئینہ مین نقشِ پا کیونکر ہوا

دستِ رنگین مین لپیٹی لفت اسنے ناز سے
قید دیکھو پیچ سے دزدِ حنا کیونکر ہوا

طاقِ ابروِ صنم مین خال ہین حیران ہون مین
عین کعبہ مین گذر کفار کا کیونکر ہوا

حلقۂ زلفِ صنم مین پھنس گیا دل کیا کہون
قید یہ ملکِ ختن مین جا بجا کیونکر ہوا

یار نے دیکھا جو یوسف کو یکایک باغ مین
چونک کر بولا کہ مجھ سا دوسرا کیونکر ہوا

دوزخ کا ذکر کرکے ہمین کردیا کباب
ناصح کے منہ پہ مارئیے شیشہ گلاب کا

اوس ماہ سکانہ ون کو ٹہکانا لگے کہین
ڈھونڈھے فلک جو لیکے چراغ آفتاب کا

عاشق کو عاشقونکی زیارت ضرور ہے
روون قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

صورت تو بھال یار کی کسطرح دیکھیے
اوٹھتا نہین ہے پیچ سی پردہ حجاب کا

دریا مین بال دھوئے ہین کس نے بحسن کے
عالم ہی موج آب مین اک پیچ و تاب کا

ہو بیا محتسب کی جو شمع حیات گل
میخانے مین چراغ جلاون شراب کا

کیا سو جھی عین نشہ مین اوس مست ناز کو
ڈورا ہماری آنکھ مین ڈالا کباب کا

روشن دلون کو باد حوادث سے کیا گزند
صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا

عاشق کی ہمکو دل شکنی کا ہے خیال
بلبل کے آگے پھول نہ توڑین گلاب کا

ستون کو ہو جو دور تو دیکھو عروج مین
رکھین فلک کے طاق پہ شیشہ شراب کا

اوس نے گزک جو غیر کو دی قتل ہم ہوے
خنجر کی باڑھ بنگیا ڈورا کباب کا

کاہیدہ ایسا ہو ترے چہرے کے رشک مین
اوڑتا پھرے ہوا سے ورق آفتاب کا

دل کھینچتا ہی جذب سے ہر گلعذار کو
شیشہ مین ہیئے عطر بھرا ہی گلاب کا

اللہ ری تیرگی مری صبح فراق کی
روشن کیا فلک نے چراغ آفتاب کا

تابد ہو بے ثباتی میخانہ جہان
ہو کشتی شراب مین ساغر شراب کا

۲۹

۳۰

سیماب ہے کے آگ پہ قاصد نے رکھدیا
پوچھا ہو اوسنے دل سے اضطراب کا

سیل فنا کو صفحۂ دریا پہ موج نے
لکھا ہی فتح نامۂ شکست حباب کا

تا ساغر اجل ہے امانت کی سرکشی
توڑے گا سنگ قبر سے شیشہ شراب کا

زلفوں کا تصور نہیں جاتا نہیں جاتا
سر سے ترے وحشی کا یہ سودا نہیں جاتا

یہ حال ہے لیکن مرا رونا نہیں جاتا
اشکوں کی طرح گریہ سے اب تو اٹھا نہیں جاتا

نکلی نہ مرے دل کی ہوس قتل بھی ہو کر
پاس لحد یار سے تنہا نہیں جاتا

نظروں سے نہیں تو نے گرایا ہے مجھے آہ
نالہ بھی سوئے عالم بالا نہیں جاتا

آتے ہیں سدا پاؤں وہ ٹھکرا کے گھر میں
اک لحظہ بھی یاں آکے بیٹھا نہیں جاتا

ابھی گیسوئے دلدار تو وہ مار سیہ ہے
دل کس کا تجھے دیکھ کے لہرا نہیں جاتا

گو شاد ہیں ہر روز ہم اب وصل سے اوسکے
پر دل سے شب ہجر کا دھڑکا نہیں جاتا

قتل منکے یہ کہتا ہے مرا رشک مسیحا
بیمار کا میرے تو جنازہ نہیں جاتا

کیا جانیے گلزار پہ کیا لائیگی آفت
رونا ترا اے بلبل شیدا نہیں جاتا

اس حیلے سے آیا نہ عیادت کو مری یار
بیمار وہ ایسا ہے کہ دیکھا نہیں جاتا

جلوے پہ ترے غور کریں حضرت موسیٰ
دیکھیں تو کہ کیونکر انہیں غش آ نہیں جاتا

دل نے اوبھارا چاہ زنخدان یار کے	مین غوطہ کھا کے آب گہر سے نکل گیا
مستی مین مین نگاہی چکا تھا اسکے	بہکا جو پانون ہاتھ کمر سے نکل گیا
شعلہ ہی یا شرر ہی تھا یا وہ اسمے یا پری	بجلی چمک گئی وہ جدہر سے نکل گیا

کیا مرتبہ ہوا ہی امانت کو دستیاب
ہوا نگاہ یار مین وہ جدہر سے نکل گیا

طاق ابرو کی ترے دل کی ثنا کیا کرتا	مین کعبہ مین کوئی قبلہ نما کیا کرتا
شاعر ونمین وہ پری زلف کو دا کیا کرتا	موشگافون کو گرفتار بلا کیا کرتا
ہمنشین اسکا گلا تہی سدا کیا کرتا	بیوفا تھا وہ امانت سے گلا کیا کرتا
کھولکر مین گرہ زلف دوتا کیا کرتا	سر بسر ہاتھ کو پابند بلا کیا کرتا
کون تھا بار غم عشق اوٹھانے والا	مجکو پیدا جو نکرتا تو خدا کیا کرتا
طائر روح تھا تیار فدا ہونے پر	صدقے مین اوس شہ خوبان پہ ہوا کیا کرتا
حال اس گل کا کھلا ہے دل بلبل پر	مین ہوا باندھ کے سے باد صبا کیا کرتا
بت کہا مینے تو جھنجھلا کے لگا کہنے	سنگدل تھا وہ صنم خوف خدا کیا کرتا
جھٹکے اس کے دی جان زمین پر دہم	آسمان سر پہ مرے ٹوٹ پڑا کیا کرتا
سرفرازان ازل کو نہین پروا شرف	تاج ہد ہد ہوس بال ہما کیا کرتا

ردیف بائے موحدہ

مانگتا ہوں کبھی اک بوسہ کاکل میں اگر
زلف میں پھنسکے حسینوں سے ہوئی دل کو گرہ
زار رو ہوں نظر آتا جو مجھے تارِ نظر
پیچ کھینچو کے تری زلف نے مشکین بام میں

دل وہ ہر صورت گیسو سے دوتا کیا کرتا
جا کے پیچوں میں گرفتار بلا کیا کرتا
زردیاں سے ہیں لگا ہونکی خبر ہی کیا کرتا
پائی چوٹی کی سزا اور دغا کیا کرتا

شوق تھا شاہ خراسان کی زیارت کا بہت
دل سے لیتا جو امانت نہ رضا کیا کرتا

شرم کرنا عین محفل میں پسِ شہر سے دیکھنا
ضبط گریہ ہو یگا مجھسے نہ سرو ناں سہی میں
پہلوئے دلدار سے لپٹی ہے ناگن کیطرح
دم ہی یان آنکھوں میں بار رواں آنا ہے خواب
انتہا کی بیقراری ہجر میں اچھی نہیں
جی کے بہلانے کو عاشق کو قریں لینا ساکن
لاش ڈر جسم قاتل میں لہو کی دھار نا
کھل گئے دانت اسکے بارش میں اگر سوئے فلک
کیسکے اپنے ہاتھ سے صندل لگایا یار نے

دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا
نوح کا طوفان اٹھیگا چشم تر سے دیکھنا
پیچ کرنا زلف کا موئے کمر سے دیکھنا
خط ہمارا اسکے دست نامہ بر سے دیکھنا
جان اک دن جائیگی درد جگر سے دیکھنا
خاک پر لوٹینگے ہم تم اپنے گھر سے دیکھنا
کسکی گردن کٹ گئی تیغ نظر سے دیکھنا
خاک پر برسینگے موتی ابر تر سے دیکھنا
فائدہ مجکو ہوا کیا درد سر سے دیکھنا

[illegible]

روی روشن سے مقابل خاک ہو ماہِ تمام
نقش پا ہے یار پر ہے احتمالِ آفتاب

باتیں ہنستا ہے کی اس مہ وش نے ہم سے شب
بام گردون پر سنا ہم نے مقالِ آفتاب

حسن پر خط آ ہے ہم چوبن جوانی تک عروج
دوپہر کے بعد ہوتا ہے زوالِ آفتاب

رنگ سا فق ہوتا ہے تیری روی روشن کو دیکھ
صبح صادق ہے دلیلِ انفعالِ آفتاب

کیا حسد سے رخ ترا دیکھے عدو کے رو سیہ
شپرہ کیا لا سکے تابِ جمالِ آفتاب

حسن کامل ہے ترے کس شے پہ ہوتا ہے دو چار
محض ناقص ہے رخ پر لف خالِ آفتاب

ہے بڑا اندھیر امانت گر نہ ثابت ہو یہ بات
ذرہ ذرہ طبع پر روشن ہے حالِ آفتاب

عاشق کے قصرِ تن کو کیا لیلی جان خراب
یارب ہو یوں ہی خانۂ حسرت نشان خراب

بلبل کا گر چمن میں کرے آشیان خراب
گلچین الٰہی خوار ہے باغبان خراب

پایا پتا نہ اس بتِ ہرجائی کا کہیں
اپنے مکان سے ہم ہوئے تا لا مکان خراب

عاشق کی کام آتے ہیں اکثر یہ وصل میں
غیروں کے منہ میں سے کہ کیجیے پان خراب

پیارے کے بچھا کا تیرا عاشق کو دیکھ کر
خم وہ نہیں ہو گیا مرا ابرو کمان خراب

فرقت کا وعدہ ہے سگِ جانان ہو بعد مرگ
کہہ دو ہما کرے نہ مری ہڈیان خراب

یا ملم دکھا کے دخترِ رز کے شباب کا
کرتا ہے نوجوانوں کو پیرِ مغان خراب

وحشت میں بیٹھے بیٹھے ہیں خم گشتہ قامت ہو گیا
کی چلے کھینچ کھینچ کے آخر کمان خراب

بادہ ذقن کے پاس نہ آنے دے زلف کو
جس میں کریگا سانپ وہ ہوگا کنواں خراب

[illegible]

بھولکر دل تجھے اب دینگے نہ ہم ای سفاک
کوئی گھر بن نہین بے شکل سلیمان کی قسم
وحشیون سے تری دولت نہین جنگل سے بھرا
دام مین لا کے مجھے ہاتھ سے جانے دیگا
زلف جانان کے سلاسل مین نکالی ہے شبیہ
عشق شیرین مین نہین کوہکنی کی الفت
سرو کو دیکھکے کہتا ہے دل بستۂ زلف
دل مرا ہاتھ سے کیونکر نہ جبا کر لیتا
شرم دل آئینہ رویون مین نہ کوئی دیکھا
ہم تصور کے مصور کے ہین قائل اللہ
ولا بستۂ دل چمن رخ پہ سمجھ کر جھکنا
سیکھا غیر اسکو بلائینگے اوڑی ہے یہ خبر

رنج و غم جور و جفا ظلم و ستم یاد ہین سب
نگہ غور سے دیکھو تو پری زاد ہین سب
آئینون خانۂ تصویر بھی آباد ہین سب
بدعا سازی کی یہ باتین تری ایجاد ہین سب
ایک تصویر مین بیکلے ہوے سے جلاد ہین سب
جان کی سنگ سے اتارے یہ فرہاد ہین سب
ہم گرفتار ہین اس باغ مین آزاد ہین سب
کر فراموش کے انداز آتے یاد ہین سب
صاف ہین منہ پہ مگر وصل مین جلاد ہین سب
یون تو مشہور جہان مانی و بہزاد ہین سب
جال پھیلائے ہوے زلف کا صیاد ہین سب
محتسبین آج ہوا خواہ کی برباد ہین سب

کچھ نہ دو بیہودہ و ناقص تو امانت کا کلام
یون تو کہنے کو فن شعر مین استاد ہین سب

ردیف تای فوقانیہ

کیون ہون نہ لطافت سے پر اشعار امانت
مائل ہے رعایت پہ دل زار امانت
کی بدلے عبادت کے سدا حسن پرستی
جنت ہو بھلا خاک طلبگار امانت

وہ وحشی لاغر ہون کہ ہر سوچ ہوا نے
زنجیر بنھائی مجھے حداد کی صورت

آزاد ترے اسکے گلِ تر باغ جہان مین
ہے جاہ و حشم نشاد ہین شمشاد کی صورت

پھولون کے بچھونے پہ نزاکت سے وہ بولے
آتی ہے رگِ گل نشترِ فصاد کی صورت

جو گیسوئے جانان مین پھنسا پھر نہ چھٹا وہ
اس قید مین پھر خوب ہے میعاد کی صورت

سب باگ کے چمن مین جو اڑاتی ہے مرا تفر
بلبل کو دکھا دیتا ہون صیاد کی صورت

اک غیرتِ شیرین نے مری لیتا ہی کی تلخ
سر پھوڑ کے مر جاؤنگا فرہاد کی صورت

کھینچین گئے مرے آئینہ رخسار کی تصویر
دیکھے تو کوئی مانی و بہزاد کی صورت

یاد آیا سرِ خاک جو بسمل کا تڑپنا
دل ٹوٹ گیا دیکھ کے جلاد کی صورت

سالی کے سوا ناتھہ بھی چلتا ہے اب انکا
ہر روز نئی ہوتی ہے بیداد کی صورت

ابرو کو چھوا مینے تو بولا وہ ستمگر
دیکھی نہین کیا خنجرِ فولاد کی صورت

اشکون کو بہ کسطرح سے آنکھون مین جگہ دون
ق پیارے مجھے یہ طفل ہین اولاد کی صورت

یادِ قدِ دلدار مین جیتا مین ہی صیاد
آئے جو نظر باغ مین شمشاد کی صورت

گلزار نے تکلی عشق مین اس سرو روان سے
ہاتھے پہ الف کھینچا ہے آزاد کی صورت

دایہ نے صیادی پیہم مولدِ جانان
پیدا ہوا انسان پری زاد کی صورت

کسطرح امانت نہ رہون غم سے مین دلگیر
آنکھون مین پھرا کرتی ہے استاد کی صورت

مردم کو ہی پتلی پہ گماں نقش قدم کا
پھرتی ہی اب آنکھوں میں یہ دلدار کی صورت

پا آب خورش ہجر کے اندوہ سے تھا بیت
ناگاہ نظر آ جو گئی یار کی صورت

بوسہ لب شیرین کے لیے متصل زلف
روزہ میں ہوئی شام کو افطار کی صورت

گیسو سے سیہ دھوئے ہیں کس نے کہ کرم
بالکل کف دریا ہی کف مار کی صورت

ہیں دیدہ کا خواہاں جو ہوا ہنسکے وہ بولے
دیکھے تو کوئی طالب دیدار کی صورت

کس بت سے تری آنکھ لڑی آج امانت
ہی تار نظر رشتۂ زنار کی صورت

دیکھی جو نہیں زلف سیہ فام کی صورت
دن تیرہ مری آنکھ میں ہی شام کی صورت

دنیا سے سفر کرکے لگی آنکھ لحد میں
منزل پہ پہونچکے ہوئی آرام کی صورت

ثابت یہ ہوا چرخ ستمگر دوں کا طریقہ
ظالم کے لیے یاں نہیں آرام کی صورت

آنکھوں سے دلا میں محبت میں پھر آکر
دکھلائی مجھے گردش ایام کی صورت

جیسے کسی صیاد کے پھندے میں پڑا ہے
بیتاب ہی دل مرغ تہ دام کی صورت

مرتی ہی زیارت کی تمنا میں خدائی
بے فیض ہی ای بت ترے کس کام کی صورت

اللہ رے آہ اس شرر بار کی تاثیر
خستا نہ ہوا تجھ میں حمام کی صورت

آنکھوں کے تصور میں مجھے صورت مژگاں
اک پل نظر آتی نہیں آرام کی صورت

۳۷

[illegible]

... کی کہ ...	آخر ... سوا ... یا ...
... عشق ... آ ...	دل کو ... ہی کی کٹاری بات
... چھپا ...	... کیا ... بات ...
... آنچل کی ...	... کی ... بات
... یار ...	... کو ...
لاگی ... محبت ...	... ہزاری بات
... ہوں کو یا	... کی بات
نہ ... کی یہ ...	... کی بات
بوسہ مانگا ...	... پیاری بات

ہر ... جہاں ...
کرتی ... کو ...

ردیف ثا سے مثلثہ

فراق میں یہ عاشق ہی ذکر یار حدیث	سنا ...
شگفتگی دل ... کو ہے چمن کی روش	... گلشن اسلام ... حدیث
شریک بزم ... بلبل ...	پڑھے اگر ... گلہ ...

[illegible]

قطعی

قطعی لگے نہ حکم دلا تیرے قتل کا
سفاک سے نہ پھر شہ ذوالفقار بحث

اے فاختہ چمن میں نہ یک بات کے مکرر کہا
تو کیا ہزار سے میں کروں لاکھ بار بحث

پروے میں گفتگو سے نکلتی ہے گنگری
کرتا ہے کس سے چھیڑ کے تیر استار بحث

کھوئے ہے جو منہ عدو صفت زخم یک بہ یک
تلوار کی زبان ہی مناسب ہے یار بحث

گلریز یوں سے ناطقہ کردے کہیں نہ بند
بلبل ہمارے گل سے نہ کرنا کہا کے خار بحث

کیوں بوسہ دیگا سیب ذقن کا وہ نونہال
اک پھل کے واسطے نہ دلا بار بار بحث

حاصل کیا ہے علم تو بلبل کو ٹوک کر
کر بوستان کے بابے پیاں ہی گلا ندار بحث

کھاتے ہیں منہ کی بزم سے اٹھ جاتے ہیں قدم
جن جاہلوں کے سر پہ ہے رہتی ہزار بحث

بڑھ جائے اس صنم سے امانت نہ گفتگو
کر جبر دل پہ دیکھ نہ بے اختیار بحث

ردیف جیم

الجھا دل ستم زدہ زلف بتاں سے آج
نازل ہوئی بلا مرے سر پر کہاں سے آج

تڑپونگا ہجر یار میں ہے رات چودھویں
تن چاندنی میں ہے کا مقابل کہاں سے آج

زلفوں کو وا کیا ہے مرے گل نے باغ میں
بلبل ہزاروں جال میں پھنسا دیکھا آج

غیروں کے ساتھ قبر پہ کیوں ہے کیا کرم
جھگڑا یہ لائے ہو مرے سر پر کہاں سے آج

مستی دکھا کے ناز کو لوٹا دھڑی دھڑی
لاکھون سکندرون دم مین کیے رنگ پان آج

اندھیر تھا نگاہِ امانت مین شام سے
تم چاند کی طرح نکل آئے کہان سے آج

ردیف حاء مہملہ

روان دوان نہین یان اشک چشم تر کیطرح
گرہ مین رکھتے ہین ہم آبرو گہر کیطرح

سنی صفت کسی خوش چشم کی جو مردم سے
خیال دوڑ گیا آنکھ پر نظر کیطرح

چھپی نہ خلق خدا سے حقیقت خط شوق
اوڑا جہان نہین کبوتر مرا خبر کیطرح

لہو کے ساتھ نہ چپکے سے دم نکل جائے
کھلے ہین زخم مرے قصر نشین در کیطرح

زبان موج سے تشنہ دیا جو دریا نے
برس پڑی مری آنکھ ابر تر کیطرح

میان بزم نکلتی ہین گالیان منہ سے
دہن کو باندھے ہے بہر خدا کمر کیطرح

بیان کیا جو کسی سرو قد کے پستان کا
پھلا کلام مرا باغ مین شجر کیطرح

چلی جو حشر کے دن میری سمت تیغ عدا
تو آب آگیا آڑے وہان سپر کیطرح

ملی جو عاشق صادق کو حکم خط و پیام
رسول جائین ترے پاس نامہ بر کیطرح

تمہاری کلم سخن ہے یہ مجھکو کھٹکا ہے
دہن نہ منہ کو چھپائے کہین کمر کیطرح

نگین مین رخ دلچسپ کا نہ عکس پڑے
عقیق مین ترا نقشہ کھنچے شجر کیطرح

۳۹

ردیف الحاء المہملہ

ہوا ہوا ارد تو فقرا کست مین
نبات کے لب شیرین سے یاد سے آگئی
حباب وار مکان [illegible] بند ہوا یا

لچک رہی ہے کلائی تری کمر کیطرح
پڑی گرہ پہ گرہ دل مین نیشکر کیطرح
پسند آئی نہ مجھے جہان مین در کیطرح

مشاعرہ کا امانت ہے کسکو مجھ مین ہوش
کہان کی شعر کہان کی غزل کدھر کیطرح

قرآن مین ہے زبان خدا بیان صبح
والفجر سے عیان ہے زمانے مین شان صبح

اللہ نہین شفق کا سحر کا نشان ہے
ہے رنگ پان سے لال گویا زبان صبح

دیتی ہے [illegible] سفید و سیہ کو جلا [illegible]
مہتاب شب کی جان ہے خورشید جان صبح

تارے [illegible] فلک پہ دم سحر
رکھتا ہے لطف خندہ گوہر فشان صبح

پھری [illegible] داغ عشق کا جلوہ [illegible]
تو یہ آفتاب سا دل ہے نشان صبح

مہتاب ہے سحر کے ستارہ [illegible]
ہے [illegible] اسد [illegible] کاروان صبح

ہوتی ہے دور کلفت شب چرخ پیر کی
ہے آفتاب اختر بخت جوان صبح

[illegible]
ہے شام زلف یار پہ مجھکو گمان صبح

[illegible]
انجم کی فوج مین یہ کھلا ہے نشان صبح

کیا قہر کر رہا ہے موذن شب وصال
ہے [illegible] گمان کو [illegible] گمان صبح

کیون ہو نہ خوف [illegible]
ہو گئے عارض سے [illegible] کیسو [illegible] سفید

۳۰

[illegible]

میلی ہو پوشاک ہیں اکثر بدن کی اور تھا بستر سفید
اپنی لاشے کو کفن بھی نہیں درکار سفید

شکل نسرین کو نہیں جوش چمن میں بلبلی
ہے نزاکت کے سبب چہرۂ گلزار سفید

امتحان کے لیے قاتل نے جو کھینچی تلوار
ہو گیا خوف سے رنگ رخ اظہار سفید

خون میں تو سرخ سمجھے کہ نہیں شکوہ بجا
ہے زمانے کا ادا ہی بہت خونخوار سفید

کر رکھو اہل تماشا کے کفن کی تدبیر
سینکڑوں پھرتے جو پہنکر سر بازار سفید

گھر میں شب کو جو وہ رشک قمر نکلا
ہو گئے پرتو رخ سے در و دیوار سفید

نظر پڑی تری آنکھ جو دیکھیں آئی نکل
شکل نرگس ہوں ان آنکھوں دیدۂ انتظار سفید

لب و دندان کے تصور میں جو رو دیا شب کو
اشک دو چار ہیں سرخ تو دو چار سفید

ہوئی سرسبز جو صحبت میں امانت ازل
رنگ دشمن کا ہوا رشک سے اک بار سفید

ردیف الف

٣١

کہے سے جو اوس رخ پر نور کا نظارا اچھا
بڑھے یہ رشک کہ ہم ہی کو گشتہ یار اچھا

وہ جایا کرتے ہیں تو چندی کو جو اپنے گھر
تڑپ تڑپ کے گذرتی ہے ہم کو سارا اچھا

ہمارا دل سے نکلتا نہیں تصور یار
پری کی طرح سے شیشے میں ہے اتارا اچھا

فراق یار میں اندھیر ہو رہا ہے جہاں
ہمارے گھر میں نہ آئے غضب کا مارا اچھا

تمہارے سامنے جب تک ہے اڑا آنکھ
غروب ہوئے تو یہ جان لو کہ مارا اچھا

[illegible]

لاغر وہ ہوں اٹھائے اگر کشتی شراب | گویا کسی نے رکھدیا پیمانہ دوش پر
اللہ رے شمع ساعد جانانہ کا فروغ | جلتا ہے آکے بیٹھے جو پروانہ دوش پر
رکھتا ہوں باندھ باندھ کے اسباب مےکشی | شیشہ کمر میں رہتا ہے پیمانہ دوش پر
زنار سے صنم کے الجھنے کی وجہ کیا | ڈورا ہے ڈالتا دل دیوانہ دوش پر
رونق فزا وہ رشک سلیمان ہے آج | پریاں نہ کیسے اڑیں مرا کاشانہ دوش پر
غیروں کے سامنے مری کیا آبرو ہوئی | ہاتھ اسنے رکھدیا جو ہیں مستانہ دوش پر
وہ مست ہوں پھرے جو ذرا محتسب کی آنکھ | رکھوں سبو و بادہ و پیمانہ دوش پر
عاشق سے بل کیا تو بخوبی سزا ملی | لٹکے ہوئے ہیں گیسوئے جانانہ دوش پر
وہ سست بخت ہوں کہ نہ تا گوش یار جائے | ٹکرا کے گر پڑے مرا افسانہ دوش پر

کان نزاکت اسکو امانت کہے نہ کیوں
ہو عکس دُر گوش سے جب دانہ دوش پر

بل کیا کرتی ہیں عشاق سے جاناں سر پر | چڑھ گئی ہے بہت اب زلف پریشاں سر پر
آفتیں آئیں دلا اس سے فراواں سر پر | میں تو لونگا کبھی قاتل کا نہ احساں سر پر
فصل گل آئی چمن میں کہ قیامت آئی | عندلیبوں نے اٹھایا ہے گلستاں سر پر
نالے ہم نے کیے ایسے کہ پسینا آیا | آئی عریانی میں گر فصل زمستاں سر پر

آدمی کیا وہ فرشتے کی نہیں سنتی ہیں | بھوت بنجاتے ہیں جب چڑھتا ہے نشہ بالاکا

سوچکا چین سے اب چونک امانت ہوئی تمام
دن گیا وصل کا آئی شب ہجران سر پہ

مستعد ہیں وہ شب ماہ میں بیخوابی پر | چاندنی برق سی بچھواتے مہتابی پر
مدتوں سے غم جانان میں ہیں بیتابی پر | طائر دل کی نکل آئیں نہ سیمابی پر
پھر اُستی ہیں جو بدمست ادا سے مارا | بط مے کا مجھے دھوکا ہوا مرغابی پر
ہم مہینوں سے ہیں مشتاق ہلال ابرو | دیکھنے چاند کبھی آیئے مہتابی پر
تیرے تن سے یہ بھڑک ہے کہ ہے محرم کا لباس | آتشی رنگ کا دھوکا ہے گلابی پر
زیب ہے جس کی جبیں سے ہے جہاں عالم میں | پستئی گوٹ بہت کھلتی ہے عنابی پر
گر لگاوٹ ہے نہیں اغیار سے یا لا بالا | گوٹے لیے آتے ہیں کھلاتے ہیں مہتابی پر
چاندنی رات ہے کمرے میں سنگاو نہ بستر | آفتابی کا مزا آج ہے مہتابی پر
تو وہ ہے صید فگن دشت میں رکھے جو قدم | آنکھیں آ کے ٹھہرتے ہیں گرگابی پر
اپنے کا تکلے سے جگر ہے مری زاری پیدا | پارہ پارہ دل سیماب ہے بیتابی پر
چرخ پر ضو مجھے ثابت ہوئی سیارہ کی | اوس تانکے جو ستارے کی گلابی پر
سہرا دیکھا نہیں عالم نے عروس شب کا | تم بھی چھوڑ کسی رات کو مہتابی پر

۴۳

[illegible]

... دل ... [illegible]

کب ہاتھ میرا ... [illegible] ... پہونچے ... سوسن ... [illegible]

درمیاں ... [illegible] ... برابر

دل ... ہوا ابر ... اسکا عاشق ... [illegible] ... برابر

... محبت میں ... [illegible]

... پان ہے مسی ... [illegible] ... باغ میں ... [illegible]

در پردہ ہے منظور انھیں ... کھلانا ... اغیار کو ... [illegible]

ہے چاند تو کیا چیز کہ ہو تجھسے مقابل ... سورج بھی نہیں ہے ... روشن ... [illegible]

فرقت میں گل ... ہیں انگارے ... [illegible] ... نہیں ... [illegible]

صحبت ... ایسا ہے ... [illegible] ... دوست ... دشمن ... [illegible]

یوں کوچۂ جاناں میں مجھے ... [illegible] ... آنکھیں ... روزن ... [illegible]

45

ادترا ہے غصہ سوسن کہاں نار پھول کا
تیوری کا چڑھ گئے وہ بہار فرار پر

چوٹی ہیں متصل جو لپیٹا ہے یار نے
ہے کیچلی کا شبہ ہنبلی کے ہار پر

دنبالہ سرمہ کا نہیں کیوں چشم مست میں
کوڑا لگاؤ ابلق لیل و نہار پر

افسانہ اپنے دیدۂ بیدار کا دلا
لکھے بیاض صبح شب انتظار پر

کاوش گئی نہ خاک ہوئی پر بھی یار پر
تودہ لگائے تیر ہمارے غبار پر

فرقت میں پچھاڑ کھاتے ہیں اپنے مکان میں
پنجہ کا شیر کے ہے گمان پشت خار پر

سینہ فگنی کا قصد وہ ظالم اگر کرے
تیروں سے مانگے اڑنے کے [illegible]

ہنس ہنس کے وہ بجاتے ہیں غیروں [illegible]
[illegible] انگلیاں [illegible] یار پر

چھینٹیں جو دیکھیں ہم سری دانتوں کے وصف کی
پانی پھیریگا سیاک در آبدار پر

سایہ کا دل میں خوف نہ کر وقت فاتحہ
لو نیند آ رہے پری ہی ہمارے مزار پر

عشق بتاں میں کھائی ہیں یاں سخت ٹھوکریں
پتھر پڑیں الٰہی رہ کوہسار پر

آنکھوں میں پارۂ دل سوزاں ہے متصل
روشن کرینگا گنبد مینا [illegible]

سوسن کا دل نہ شانے میں اس زلف کو
مستی سے رنج دیکھیے دندان یار پر

باندھو سبک روی کی ہوا باغ دہر میں
گھوڑا اڑاؤ توسن باد بہار پر

اعضائے جسم یار سراپا ہیں رشک گل
کیا حسن کا چمن ہے امانت بہار پر

تیغ وہ ہی ہے کرکس کس جا بسا ہین تلوار

اٹھایا سر جو عدو نے اسے شہادت سمجھی ہے

در آئی ہے سر کے زبان جا بسا ہین تلوار

تمہاری تیغ نگہ سے ابھی بتاؤ ہین

کبھی جو سامنے آیا ہین تلوار

کہا یہ نامہ مین شوق نظارہ ابرو

جو کھولی قاتل نے تو نکلی کتابا ہین تلوار

جمال ابرو قاتل کی دیکھ تماشا

ارکی سر آفتاب مین تلوار

دیا جام پہ قاتل نے کون تیغ پہ کرم

نہین دور وہ تو یہ نشانی ہے دوست کی	ایذا نہ میرے پانون کو دو خار کھینچکر
بیتاب شکل زلزلہ ہو ہے سر وہ قدم	تصویر اسکی لائے رفتار کھینچکر
مین قتل ہو چکا ہون ہے تیغ ناز سے	کیون ہاتھ تم دکھاتے ہو تلوار کھینچکر
چاہ ذقن کی چاہ سے دریا مین ڈوبتا	لے آئے آشنا جو نہ دو چار کھینچکر
سکو آپ نہین پہلو مین آسکے تم	لائے ہین اپنے طالع بیدار کھینچکر
وحشی ہون مانی صفحہ سے بھاگو نگا کشتہ کو	تصویر میری کھینچنا دیوار کھینچکر

ہو کر خفا چلا جو امانت کے گھر سے یار

لے آئے دور سے آسے غمخوار کھینچکر

خنجر کھڑے ہیں قاتل کی ڈاب مین تلوار	یہ خوف ہے کہ نہ اٹھے رکا سب مین تلوار
کبھی گرا جو قاتل کا پڑ گیا پرتو	چلی گئی موج سے جام شراب مین تلوار
پئیو صفائی عشاق روز مل کر	برہنہ رکھتے ہین وہ آفتاب مین تلوار
بنائے دیکھیے کس کسکے قصر تن کی بنا	ہے دست قاتل خانہ خراب مین تلوار
ہے ہلال ہے گردوں پہ مین پدر	کچھ اچھی لگتی ہے ایدل شباب مین تلوار
وہ محو قتل ہون سمجھا نشان ابرو کو	چھپا کے لایا ہے قاتل نقاب مین تلوار
ہوا ہے غرق مین ابرو کی یاد مین سرخم	گری کمر سے نکل کر شراب مین تلوار

[illegible]

[illegible]

دولت وہ عدو میں رہا بعد مرگ بھی ہے
رخ پر ہدف مژہ کا دل داغدار ہے
مستونکی طرح جھوم رہا ہے ترا پتنگ
روشن ہے حال چرخ کے اندھیر کا دلا
نفرت ہے اسقدر رہ دیر سے ہمیں
چھوڑیگی بندش در دندان فلک طرح
عریان تنی کا بعد فنا بھی رہا اثر
ہے یاد زلف میں دل پر داغ منتشر
بیچا ہے اسپ و خیمہ و خرگاہ پر غرور
تا شعاع شعلہ ہے محفل میں دور دور
فرہاد سے عزیز کیا شربت وصال ہے
جھٹکے جو بال دست حنائی سے یار نے
بعد فنا بھی نعمت دنیا کی چاٹ ہے
منہ اسکا چاند سا جو کبھی ہو چراغ بزم
پہنی ہے مچھلی کان میں کس سحر حسن نے

اگر رقیب ناک چڑھاتے ہیں گور پر
تیروں کا مینہ چمن میں برستا ہے مور پر
کیا شیشۂ شراب کا ٹانچا ہے ڈور پر
آگہ نہیں ہے رستم دستان کی گور پر
مضمون کبھی لڑا نہ طبیعت کے زور پر
موتی ہیں چڑھ گئے نگہ غوطہ خور پر
چادر کو تکیہ دار نے چھوڑا نہ گور پر
کالی گھٹا کے شوق میں کھوئے ہے مور پر
ذرے لوٹتے ہیں تربت بہرام گور پر
کیا شمع کے پتنگ بھی اوڑتے ہیں ڈور پر
شیریں کا دونگا فاتحہ میں آب شور پر
کوڑے ہزاروں پڑ گئے مہندی کے چور پر
گھی کے چراغ جلتے ہیں زاہد کی گور پر
جھنجھلا کے شمع ماہ کو مارے چکور پر
کھولے ہے مرغ دل صفت غوطہ خور پر

تہ دندان کی لڑیان موتیون کی ہین کیونکر ہم بتائین
کہ ٹھہرتی نہیں ہے سلک گوہر پر

کسی نشتر سے عشق مین نہ ڈرتا ہون
گمان ہے چشم گریان کا مرے طالع کے اختر پر

نہ آزردہ ہوجیے عدم کے قافلے والو
اٹھاؤن پانون کیونکر جلد ہی بارِ گنہ سر پر

ورد قدرت نہ بار دیکھ آتا ہے جو دریا مین
تو ہمین خواب مین وہ پیستے ہین دانت گوہر پر

ہوا ہے آنکھ کو نرگس ہی ایسا شوق ان کی دید کا
کہ مجھ حیران کو بیٹھے کہین ملتا نہیں گھر پر

دل پہ داغ کا مضمون جو شیخ خط مین لکھا ہے
گمان طاؤس کا ہوتا ہے مجھ کو ہر کبوتر پر

ہم نشین شب گزرے تھے ہجر کی نازنینون کو
کہ ہو جیا ... شیشہ ٹکرے ٹکرے گرکے پتھر پر

کسی شب باغ مین وہ غنچہ لب آیا جو ساقی
لہو ... ٹپکا گل سے بستر پر

خرامان ہو جو وہ آفت کا ٹکڑا صحن گلشن مین
پھری تلوار ... چلین آری سے صنوبر پر

جنون کا ہو پیرا رشت بدن کرتا نہیں ...
کہان ... بہار سے ہم لاغر پر

صف مژگان کا عالم سحر کی تحریر دیکھو
کسی نے نشتر ... کیا باندھی ہے خنجر پر

وہ ہے عشق مین کیا زار ہو کر بیٹھی موت آئی
اٹھانے کو جو لوگ آئے ملا مردہ بستر پر

قدم رنجہ اٹھون کی کیا جب ...
چلا مین گور سے در پر تو وہ آئے مرے گھر پر

تصور ... قد کی ...
مجھے ... شاخ نخل طوبی عین کوثر پر

خط رخسار جانان کو وہ زلفین گھیرے رہتی ہین
چڑھائی ہے سیاہ شام کی زنگی کے لشکر پر

معرکہ میں جو گلا کاٹ کے دی تیغ جان
مر گئے خنجر چھری چل گئی جلاد دو نیم

ہم بھی خالق سے نہ لیں داد لیے دم لیکن
سہم ایجاد جو آمادہ ہی بیداد دو نیم

حق نے کیا حسن کہ دنیا میں شق و فتنہ بنا
طعنہ زن حضرت انسان ہی پری زاد دو نیم

ٹ ہیں کسطرح نہ ہم کھا سکے رگوں پر نشتر
خون کے چھینٹوں کی تھیا کھلتی ہے فصاد دو نیم

قد جانان سے جو گلزار میں چل نکلے ہیں
دانت اتر و نکا لگا رہتا ہے شمشاد دو نیم

رہ گئے خالی قفس آیا جو گلستان میں گل
بلبلیں ٹوٹ پڑیں باغ میں صیاد دو نیم

کیا مرے دشت میں سبزہ پہ گرے ہیں تگ و
کہکشان کا ہے گمان چاندنی میں چاند دو نیم

دیدۂ تر جو مرے جوش پہ برساتا ہیں آ
زور ساون کا گھٹا اوس پڑی بھادو دو نیم

بزم سلطان کا نہیں کون امانت مشتاق
اہو اُستاد کرے پڑتے ہیں استاد دو نیم

ڈھونڈھو نہ میرے قتل کو شمشیر آبدار
تیغ نگاہ ناز ہے تصویر باڑھ دار

ابرو نہ پائیے جب دم تقدیر باڑھ دار
کھینچی ہمارے واسطے شمشیر باڑھ دار

کٹتے ہیں دل میں سیف زبانی سے خوبرو
نام خدا ہے یار کی تقریر باڑھ دار

پڑتی ہے آنکھ سنگدلوں پر جو یار کی
تیغ نگہ ہے صورت شمشیر باڑھ دار

کٹا لوں گلا تصور ابروے یار میں
تلوار دے اگر مجھے تقدیر باڑھ دار

۴۹

ردیف میم

ابرو کی کاٹ کا جو امانت لکھا ہے وصف
خامہ کی ہے زبان دمِ تیغ پر باڑھ دار

آج چھوڑی ہی سروہی کسی نے شیان حال کے
خون کے فوارے ہیں یہ قاتل ترے رومال کے

پھول ڈالے ہیں ہزاروں رنگ کے گلشن کے
بلبلیں مرتی ہیں تیری آستین کی چال پر

ساتھ سونے والوں کی چاندی ہی جاگ...
کیمیا کی بوٹیاں ہیں کیا تمھارے شال کے

اُس سے ہلتی ہی زمین اور اس سے ہلتا ہے دل
آپکی رفتار کو ترجیح ہے بھونچال پر

تیری رُو سبز پر خالِ سیہ کی کیا وجہ کیا
خط کی صورت دیکھ ہے نقطہ کہاں ہے...

سبزۂ خط کا گمان بیجا ہی اے نازک بدن
عکس پھوٹا ہی نگینہ ہی کا تیرے گال کے

دم میں دنیا سے تجھے ملکِ عدم تک لیگیا
آفرین ہے توسنِ عمرِ رواں کی چال پر

خاک میں ملجا حسینوں کی جو کرتا ہے سطیح
پھول گرتے ہیں تجھ سے سبزہ پامال پر

بیقراری سے نہیں اے بحرِ حسن اک پل تجھے
دل ہیں بے سوز لفت میں یا مچھلیاں ہیں جال کے

سکہ ہی داغِ دل کا ملکِ تن میں پہ چلتے
سینۂ سوزاں کو میرے فوق ہے ٹکسال پر

کی شبِ وصلت تجھے کے ساتھ امانت نے قضا
دم یہاں ٹوٹا پڑی وان سوگری گھڑیال پر

پانوں نخوت سے جو رکھتے تھے سرِ افلاک پر
ہاتھ اٹھا کر زیست سے وہ سو رہے ہیں خاک پر

ردیف نون

باغ عالم کے حسینوں کو نہ پایا مربوط
گل خورشید نہ دیکھا گل مہتاب کے پاس

تیرے جگنوں کی تصویر میں بلائیں لی لون
ہاتھ پونچھے جو مرا کرمک شب تاب کے پاس

بیٹھے باسے ترے یاد آتے مجھے دریا پر
آ گئی مچھلی جو کوئی حلقۂ گرداب کے پاس

خط مشکین نہیں گرد اس لب رنگین کے ہم
چیونٹیاں پھر رہی ہیں دانۂ عناب کے پاس

سب کے ہر وقت ہیں کرتے ہیں کنارہ آنسو
آیا ساحل نہ کبھی ماہی بے آب کے پاس

رخ پہ ہے زلف جبین پر ہے طلائی افشان
روز روشن ہے نمایان شب مہتاب کے پاس

خاکساروں سے غرض رکھتے نہیں اہل طمع
چور آتے نہ کبھی چادر مہتاب کے پاس

طاق ابروے صنم پر مرا دل جبسے گیا
خون مسلمان کا ہوا کعبہ کی محراب کے پاس

سربلندوں کو نہیں پنجۂ دشمن سے خطر
ہاتھ گلچین کا نہ پہونچا گل مہتاب کے پاس

شب کو یاد آیا جو اطلس کا ترا پاجامہ
نیند آئی نہ مرے دیدۂ کمخواب کے پاس

خط کی آسیب سے محفوظ رہے روئے صنم
نہ خزان آئی الٰہی گل شاداب کے پاس

چاندنی میں یونہی آیا کرے وہ رشک قمر
میرے طالع کا ستارہ رہے مہتاب کے پاس

ناف اس سحر کرم کی نہ دکھا کر اے فکر
خوف کشتی کو سمندر میں ہے گرداب کے پاس

آگ عاشق کے غضب ہے یہ کمر سے لپٹی
اپنی زر سے میں اوڑا او نگاری ڈاب کے پاس

ساتھ دیتا نہیں مشکل میں امانت کوئی
صبر آیا نہ کبھی عاشق بیتاب کے پاس

ناز سے بیٹھے ہیں وہ کیا خوب ادا ہوتے ہیں
قمر سے چہرہ یار سے بیس غرہ معشوقانہ
دل چمن میں جو آتے ہیں تو ہنستے ہیں
رنگ جیتا نہیں کا ہے کو یوں رہتے ہیں
عاشق سے ہم ہم شکست کا ہو غیرت کل
سرخ اس گل کی نشانی جو پہنتے ہیں
چھپتی ای تیر سے کی رو رہا ہوتے ہیں
دم خفا ہوتا ہے کیا کیا خوش ہوتے ہیں

[illegible]

سبزہ رنگت نے ترے رخ کو بنایا برگ پان	کیل ہے یا ناک میں یا ہے گڑی کیل میں
یار کی مسی کے آگے رنگ چھٹنے کا نہیں	کالا منہ ظلم کرے اب جا کے رو دیں میں
دیکھیے کب شب ہو کب آ کے گلے ملتے وہ ماہ	دن تو ہے نور و رز کا خورشید کی تحویل میں
ہاں حنائی ہاتھ سے چھپتا چلے اے صبح حسن	آتش یاقوت کا مینہ برسے موتی جھیل میں
استخوانوں کو ہمی ملا دشت فضیری کا ہمر	چھلکے نارنگی کے آگے صرف ہیں قندیل میں
زہرہ کیا تانی ہو گردوں کو ان آنکھ کا ہے خیال	آج کل آ واہ ہے اس مہ لقا کی ریل میں
وصل کا وعدہ وہ سو سو طرح سے ہیں ٹالتے	عاشق جانباز کا دل کھینچتے ہیں ڈھیل میں
دل ہے گھبرایا اندھیرے سے لحد کے یا خدا	ہو چراغ زیست روشن ہے کی قندیل میں
چھپ گئی انگیا کی ہے کیا سرخ پیدا ہیں میں ضو	قمقمے ہولی کے روشن ہیں گر قندیل میں
ہو گئی گر چشم تر محو در دندان یار	غوطہ خور ان کو نظر آئیں گے موتی جھیل میں

ای امانت سب میں ذکر دوست کیسی ہے
دیکھیے فرقان میں توریت میں انجیل میں

باغ میں پھول اس لیے کھلتے جو وا ہوتے نہیں	ای صبا غنچوں کے کیا ہوش ہوا ہوتے ہیں
روح خوش ہوتی ہے جب خوش وہ ذرا ہوتے	دم خفا ہوتا ہے جس وقت خفا ہوتے ہیں
عشق میں ہم تنوں کے جو فنا ہوتے ہیں	خاک میں مل کے وہ اکسیر بلا ہوتے ہیں

[illegible]

پھیری آنکھ اُسنے تو اِکدم مجھے آرام نہیں
گردشِ چشم کم از گردشِ ایام نہیں ہے

بوسۂ چشمِ صنم پر تو عبث مرتا ہے
کوئی کھائے جسے اے دل یہ وہ بادام نہیں

شاد ہو ہو کے میں دلبر کے گلے ملتا ہوں
سحرِ عید سے کم وصل کی بھی شام نہیں

ہر سخن پر مجھے دیتا ہے وہ بدخو دشنام
کونسی بات مری قابلِ انعام نہیں

نیکنامی ہے دلا فرقۂ عشاق میں عشق
ہے وہ بدنام محبت میں جو بدنام نہیں

چشمِ جانان کے تصور میں دلا روتے ہیں
اپنا ہر اشک کم از روغنِ بادام نہیں

چہرۂ یار کے سودے میں کہا کرتا ہوں
رخ ہے یہ صبح نہیں زلف ہے یہ شام نہیں

کبھی اسکے رخِ رنگین کا چکھا یا مزا
اے زبان سیر دہن میں ترا اب کام نہیں

آنکھ دل پر نہیں پڑتی ہے کسی ساقی کی
منہ لگاتا مرے شیشے کو کوئی جام نہیں

بوسۂ چشم جو مانگا تو وہ ہنسکر بولے
دیکھ لو دور سے کھانے کے یہ بادام نہیں

حلقۂ زلفِ بتان میں ہے بھری نکہتِ گل
اے دل اسلام میں بو گل اسلام نہیں

ابتدا عشق کی ہے دیکھ امانت ہشیار
یہ وہ آغاز ہے جسکا کہیں انجام نہیں

باغ میں جا نکلے ہم تیرے جو قد کی یاد میں
سیکڑوں شاخیں نکالیں قامتِ شمشاد نے

وقتِ سیر اے دل جو خنجر ہو کفِ جلاد میں
عالمِ گنجِ شہیدان ہوا میں آباد میں

[illegible]

دل چپکتے ظالم کے رفتار اسے کہتے ہین
یوسف اسے کہتے ہین بازار اسی کہتے ہین
آئینہ کو حیرت ہے رخسار اسی کہتے ہین
تسبیح اسے کہتے ہین زنار اسی کہتے ہین
زاہد اسے کہتے ہین ابرار اسے کہتے ہین
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
جنبش بھی نہین کھاتی دیوار اسی کہتے ہین
مونس اسے کہتے ہین غمخوار اسے کہتے ہین
خم کر دیے سب خالی میخوار اسی کہتے ہین
بیہوش اسے کہتے ہین ہشیار اسی کہتے ہین
بوسہ نہ دیا اسنے تکرار اسے کہتے ہین
جنگل اسے کہتے ہین گلزار اسے کہتے ہین
ابرو نے مجھے مارا تلوار اسی کہتے ہین

نکل کر جو وہ نکلا اک شور ہوا برپا
اس راہ کا ہر جلوہ عشاق کی محفل ہے
تصویر کو سکتا ہے کہتے ہین اسے نقشا
اک شعلہ الفت ہین کر دن ہین ہزار رنگی
ہے ورد زبان دل کو نام اسکا سدا وظیفہ
محشر کا کیا وعدہ یار شکل نہ دکھلائی
ٹکرا تا ہون سر اپنا کہا کیا در جانان
دل نے شب فرقت مین کیا ساتھ دیا
اک قطرہ نہین مے کا میخانہ مین ای ساقی
دل ہجر کی شب غش ہے بیدار ہے چشم اپنی
شب گذری ہے تڑپ کر یک بیک تھکا عاشق
کیا باغ کو نسبت ہے اسکے رخ رنگین
مژگان نے کیا کیا بسمل کہتے ہین اسے خنجر

خاموش امانت ہے کچھ آف بھی نہین کرتا
کیا کیا نہین اسے پیارے اغیار اسی کہتے ہین

۵۳

[illegible]

۵۵

حلال کرتا ہی زاہد جسے نصیحت سے
ہم آپ کب سے آپ حرام دیکھتے ہین

شفق مین ہم تا ہی رنگ آفتاب کا جکو
جو مے کا اس کی رنگین مین جام دیکھتے ہین

ہوا گھنگھور سیہ رہتے ہین صبح و شام سوار
وہ کب سے گوش مین ہر گام دیکھتے ہین

تصور رخ و گیسو مین زندگی ہے وبال
اجل کی راہ ہم اب صبح و شام دیکھتے ہین

چھپا ہین جال مین صیاد کو دلا کیونکر
گرہ مین اپنے نہین ایک دام دیکھتے ہین

لبون کی نقطہ نگاہ کرتے ہین مگر ہم
نشان جب نہین ملتا تو نام دیکھتے ہین

اکیلے گھر مین جو ہین اس سے دور کر لیا
کہ ساتھ اپنے در و دیوار و بام دیکھتے ہین

تصور قد موزون مین پڑھتے ہین سیپاران
خیال رخ مین گلستان تمام دیکھتے ہین

جو بیٹھون صورت قرآن کہ ہم نہین واقف
تمہارا مصحف رخ لا کلام دیکھتے ہین

خدا نے جنکو امانت دیا ہی ذہن رسا
وہ چشم لطف سے اپنا کلام دیکھتے ہین

واجد کی اس نازنین نے زلف پر شکن پیچ مین
ہم نشان بولے کہ لہراتی ہی ناگن آب مین

جب نہانیکو وہ آتا ہی گرداب مین
دن دہاڑے ہو گئی اک شمع روشن آب مین

کیا طلائی رنگ دکھلاتا ہی جوبن آب مین
پرتو رخ سے دکھا جاتا ہے کندن آب مین

غرق رہتا ہی جو فور اشک سے تن آب مین
مردم آبی ہو نہین میرا ہے مسکن آب مین

شبکو روئے کسقدر ہیں سے لحد پر آشنا
تیری پھرتی ہی اتباک شمع مدفن آب مین

یون ہین اس خورشید کو دریا مین کرتا ہوں تلاش
ڈوبتا سورج کو ہی جیسے برہمن آب مین

اسقدر روتا ہون میں پھر پھر کے اسکے گھر کے گرد
غرق ہو جاتے ہین دیوارونکے روزن آب مین

نہ یہ ہین سنگل مچھلیان گردن سی لپٹی ہین تمام
آج آیا ہی نہانے کسکا تو سن آب مین

مستی ملکر تھو کے گرتا اب مین وہ رشک گل
نیلو فر کے بدلے پیدا ہو سوسن آب مین

شاہد راہ سحر الفت مین چلا چل بیخطر
ہی امانت کچھ نہین ہی خوف رہزن آب مین

کٹ گئی رشک سے ہر خستہ جگر کی گردن
تمنے محفل مین ادہر سے جو ادہر کی گردن

ایسی دیکھی نہین پر نور بشر کی گردن
غیرت مہر ہے اس رشک قمر کی گردن

روسیاہان جہان حبشی ہین ناقص مین ولا
نہ کلائی ہی نہ شانہ نہ سپر کی گردن

فلک حسن کہون اسکو نہ کسطرح بھلا
جسکا خورشید کا چہرہ ہو قمر کی گردن

پھیر اپنے یار نشہ مین نا کے یہ مجھسے شب وصل
نہ ادہر کی نہ ادہر کی نہ ادہر کی گردن

رند ہون مجکو نہین سبحہ و زنار سے کام
ہی نہ پابند ادہر کی نہ ادہر کی گردن

تیغ ابرو کے زنار سے نے لہو رلوایا
کٹ گئی آج مگر مرغ نظر کی گردن

ہی یہ زینت سے تنفر کہ لگا دون پھانسی
ہوئی مشتاق اگر سالک گھر کی گردن

کس زبان شوق وصلت سے کیا کہیے
لبون سے وہ میری زبان کھینچتے ہین
خدا آبرو دے رخ کے لیے امانت
وہ شیخ جو استخوان کھینچتے ہین

...کھتا ہون کب التجا کے لیے سر	عبث آپکو آسمان کھینچتے ہین
ہوا وصلت روح و تن سے یہ ظاہر	سبکدوش بار گران کھینچتے ہین
کشاکش نفس کی گلے کو ہے خنجر	عجب سختیان ناتوان کھینچتے ہین
رخ زرد عاشق کا لیتے ہین بوسہ	وہ عطر گل زعفران کھینچتے ہین
کشیدہ ہین گلچین کشاکش ہین دم ہے	شجر سے مرا آشیان کھینچتے ہین
جنون آوے صحرا کو کیونکر چمن سے	کہ دامن مرا باغبان کھینچتے ہین
گلون کے خط و رخ کا لکھتے ہین مضمون	شبیہ بہار و خزان کھینچتے ہین
بلائے نہ منہ کی انھین پھیر گردون	بہت آپ کو نوجوان کھینچتے ہین
بدمنہ ہی کھولے مرے تن کے خاطر	زمین کے تلے آسمان کھینچتے ہین
نہ ہوگا نشانہ ہین تیر قزہ کا	عبث چلّے ابرو کمان کھینچتے ہین
لگائے ہین فراشی پنکھے جو اُسنے	ہوا خواہ کیا ڈوریان کھینچتے ہین
شجر سبز کرنے کو پانی کنوین کا	عبث چاہ سے باغبان کھینچتے ہین
عرق ریز ہے آتش گل سے لالہ	چمن بادۂ ارغوان کھینچتے ہین
لگایا ہی کیا دانت غم نے بدن کو	مرے پوست کو استخوان کھینچتے ہین
لگاونکی ہی قلیان کشی حسن محفل	نزاکت سے کیا کیا دھوان کھینچتے ہین

۵۷

عصیان کا بوجھ ...
مژدہ ...
ناقص ...

اپنا ڈوب کر عرق انفعال میں ...

روشن ہو نام دو سو بادی ست پاہ

پھر نگاہ ہم و رشک سے تر کریں

قاتل بنا ہیں طاقت سے منزل عالم دل

زلفوں سے سلسلے سے کچھ دم کریں

پیچھے فلک کے واسطے یہ بان اشک دشمن کو نگار

پارو سے اثر تو عالم ہیں نہ تیغ زاری

پھٹا ہی ہو پری اور وہ آنا کھا خوار ہیں

تو قصۂ عشق کو ہیں ہم اسے سیر کریں

ہو وا جہان غیر پہ عشق و ہ سنگدل

نالے یہ وہ نہیں ہیں جو دل میں اثر کریں

گھر چھوڑیں عشق تیغ میں جو ہم دار و نثار

خالی ہمارے واسطے آج گھر کریں

سو کیا ہیں کون کسے دیکھیں جو ہو شرکا

پوشیدہ گیسوؤں میں وہ سینہ سپر کریں

ابر و نہیں ہیں سُرمہ کے دنبالہ کے قریب	بسمل تیغ کا لگا ہی یہ شاخ غزال ہیں
آواز کا ہی عذر شکایت سے ساز کی	تجھ سے ہزار دل کو رستہ ہیں وہ اک خیال ہیں
غیب سیاہ روکا نہ منہ سپٹ پر کسو	کاکل کا کیوں لگاتے ہو یہ بہتان ہیں
خالی کماں ہیں عیب ہے حاکم کے سر بلند	قبضہ نہیں ہی دیکھ لو تیغ ہلال ہیں
زینت شکستہ دل کی کسی کو نہیں پسند	شانہ ہوا نہ کا سہ چینی کے بال ہیں
ڈوری پھڑک پھڑک کے جو ہیں توڑ لی لگا	صیاد بولا دام لگاتے ہیں جال ہیں

یوں ساتھ ہیں نبی کے آمانت امام سب
بارہ مہینے جیسے کہ ہیں ایک سال ہیں

تیغ نگہ کا وار جو یہ خوش نظر کریں	آنکھوں سے سینہ ہر دم دنیا سپر کریں
فریاد ہجر میں نہ کبھی نے بسیط بسر کریں	مر جائیں بھی تو ہم نہ کسی کو خبر کریں
ہم وہ نہیں کہ جان کا خوف و خطر کریں	کھینچیں جو آپ تیغ تو سینہ سپر کریں
سو توڑ آہ و نالہ نہ ہم عمر بھر کریں	ہو جائیں ہونٹھ خشک تو آنکھوں کو تر کریں
دل زندگی سے سیر ہی مر جائیں پر نہ یوں	ایسا ستم ہو کہ جہان سے سفر کریں
ممکن نہیں کہ رحم نہ اس سنگدل کو آئے	پتھر کے دل میں نالے ہمارے اثر کریں
در در پھرایا اُس نے کیا جسکے دل میں گھر	ہی چاہتا ہے گور کے اب دل میں گھر کریں

[illegible]

[illegible]

کیا غم ہے تیرا سیہ گر باغ جہاں نہیں
اے تیر فگن جان نہیں ابرِ کماں نہیں

اوقات بسر اپنی ہوئی شہر رفقا نہیں
نالان رہی بلبل کی روش باغ جہاں نہیں

کیا خار ہوا دل کو ہمارے رسقا نہیں
کانٹے جو پڑے پیاس سے اُس گل کی زباں نہیں

خورشید پہ ہے عکس فگن آب رواں نہیں
تن اُسکا ہے یا پیرہن آب رواں نہیں

پیری میں جلاتا ہے مجھے داغ جوانی
کیا جوش پہ ہے آتش گل فصل خزاں نہیں

گلزار میں اُڑ جاتی ہے خاک آتے ہی آنکھیں
صرصر سے عجب سبزہ قدم باغ جہاں نہیں

کی طعنہ زنی کس سے مالیدہ دہن پر
شبنم کے جو چھالے پڑے سوسن کی زباں نہیں

چھن جاتا زمانے کا جگر تیر نظر سے
چلہ بھی جو ہوتا تری ابرو کی کماں نہیں

دل شیفتہ ہے شعلہ رخسار صنم کا
پروانہ میں اس شمع کا ہوں بزم جہاں نہیں

رونے کا مرے پر بھی ہے سلسلہ یارو
قطرے کو لپیٹو مرے تم آب رواں نہیں

آفت زدہ کا رنگ بدلتا ہے غم سے
سبزی نہیں زردی کے سوا برگ خزاں نہیں

عشق مژہ یار میں دل رستے ہے تنگ
پیوست یہ نشتر ہوا الٰہی رگ جاں نہیں

اطلس کا نشلو کا نہیں اسکے ڈر کیا
مچھلی ترے بازو کی ہے آب رواں نہیں

دے ربط کے احکام جو اے رشک قمر تو
ہو چادر مہتاب کا پیوند کتاں نہیں

عقدہ نہیں کھلتا ہے تری ناف کا ہم پر
شاید کہ گرہ کھینچی ہے سوئے میاں نہیں

٥٩

فصل جو آ جاتا ہے یاد رخ رنگیں میں کبھی
گل شگفتہ باغ میں دامن کی ہوا دیتے ہیں
میں جو کہتا ہوں کہ ہوں تشنۂ لب تیغ نگاہ
منہ سے گردن کی صراحی وہ لگا دیتے ہیں

[illegible]

غم سے ہوتا ہی جو سینہ کسی غنچہ کا چاک
تار اشکون کا ہم آنکھون سی لگا دیتے ہین

کڑوی ہو جاتے ہین بوسون پہ لب شیرین کے
شربت وصل مین وہ زہر ملا دیتے ہین

خط کے ہو رنگون کا ای گل تر ستہ کا
داغ یہ سیب زنخدان کو لگا دیتے ہین

دیکھ کر تیغ بکف بیٹھے یہ دلبر سے کہا
جان لیتے ہین نہ دل آپ مرا دیتے ہین

بولا وہ غصہ سے منہ ڈال گریبان مین مرا
مانگتے کب ہین جو کچھ اہل وفا دیتے ہین

ایسے اوچھونکی خدا چھینلو اسے نہ کبھی
ڈھونڈھ کر گھر سے ترا دل ابھی لا دیتے ہین

کہتے ہین دیدۂ تر مین مرے اشک تر
آبرو ابر کی ہم ٹہر کے گھٹا دیتے ہین

شکوہ وہ چنگ اڑاتے ہین تو جل جاتی ہی
شمع رو آگ پتنگون کو لگا دیتے ہین

دل اپنی انگیا کی وہ پھڑکا کے حسین
طوطی صیاد کے ہاتھون کو اڑا دیتے ہین

کیا سمجھا یا ہی انھین آپ نے ہم مین اب
کسقدر جلد مجھے تیر و نگہ سے مرا دیتے ہین

باتین سنتی ہین شب وصل کی در پردہ
پردے والا نہین کانون کو لگا دیتے ہین

بعد مردن بھی گوارا نہین عاشق کا فروغ
شمع تربت کو حسین جلکے بجھا دیتے ہین

چرخ سے ابر کے ٹکڑون کے کہین بو جلد
چادر ماہ مین یہ داغ لگا دیتے ہین

پھیرتے ہین مجھے در پردہ شب وصل
راگ کی رنگ مین سب رات گنوا دیتے ہین

جبکہ وہ زہرہ جبین کرتا ہی سو توف ستار
لہرا سارنگی کا تب لا کے لگا دیتے ہین

گوشۂ رومال سے کر تجھکو لگا دیتے ہین
[illegible]
شب کو نالے فرقت سے ہو تو ... جگا دیتے ہین
ماہ کو داغ لگاتی ہی جبین ...
چاندنی مین وہ اندھیری جو چھپا دیتے ہین
راہ پر آتی نہین وا وری قسمت کا پھیر
روز رستا وہ اما نت کو بتا دیتے ہین

۹۰

[illegible]

٦١

گھونٹ شربت کا ہی شاید کہ وہ درشتی نہین
کہ پیے جاتا ہی ہر عاشق زار آنکھون

قطرے شبنم کے نہین ہین نرگس پہ عیان
موتیا بند ہی اسے باد بہار آنکھون سے

بل بچکے خاک ہین سراپن زار اے بلبل
باغ عالم کے گلو تک بہی ہی یہ خار آنکھون

دید بازی ہی جو انان چمن سے کرتے
تا بلبلین رکھتی ہین نرگس کو ہزار آنکھون

دشمن گر کے تجھے رویا نہ اماشت کوئی
اشک بھر لائی مگر شمع مزار آنکھون سے

دل اپنا گلبدنون سے کب انجمن مین نہین
یہ عندلیب کے مانند کس چمن مین نہین

ہنسے شگفتگی شیرین زبانی کم سخنی سے
وہ بات کونسی ہی جو ترے دہن مین نہین

تم اسے برہنہ جلاتے تجھے ہو ناحق
رخ اسکا زلف مین ہی چاند گہن مین نہین

ڈرے نہ دل مرا کسطرح گور کے گھر مین
تھی ایک جان ہوا سو وہ بھی تن مین نہین

لیا جنازے پہ یارو جو کوئی یار کا نام
یقین جانو کہ مردہ مرا کفن مین نہین

جگر کے چاک ہین ہم کر رہی ہین رفو
کہ تار اشک سوا تار پیرہن مین نہین

چھٹے جو دام سے گردن وبال وحشت سے
گلے مین طوق ہی اپنا تو کون رسن مین نہین

لگا کے زلف عنبر وہ مجھسے کہنے لگے
یہ مشک وہ ہی کہ جو کشور ختن مین نہین

ز شباب سے بوسے فراق آتی ہی
شمیم وصل حسینان گلبدن مین نہین

کبھی وہ دیتی ہین گہہ گالیان دیتے ہین جھنجھلا کر
بناتے ہین ہنسی ہین ہم تو وہ کیا کیا بگڑتے ہین

جبین پر اس کے ورنہ پاونگا تو چین ہرگز نہ اٹھنے کو
کہان تک اور دوسر احباب کیون چندال رگڑتے ہین

نہ کیون تنکر چلین خوش قامت ان باغ عالم مین
کہ اس بیہودہ قد پر سرو گلشن مین اکڑتے ہین

نہین اچھا ہی خون عالم کا کرنا مہندی مل مل کر
حنا سے ہاتھ اٹھاؤ ہم تمہارے پاؤن پڑتے ہین

لگا کر عطر عالم کو ہین کرتے آپ سے باہر
بساتے ہین وہ جب پوشاک گھر لاکھون اجڑتے ہین

وہ ہنستی ہین جو مجھ پر سنگ سلتے ہین کیا ان کے
چمکجاتی ہے جب بجلی تو تیشہ دو پہاڑ پڑتے ہین

عدو کٹتی ہین ہاسی ہوس اوڑتے ہین قیس جو
وہ جب نکل اوڑاتے ہین تو سب پیچ پڑتے ہین

ہر اک کہتا ہے پہلے سر فدا ہو شمع پر میرا
ہوا جب تیز ہوتی ہے پتنگا آپ ہمین لڑتے ہین

جگر ٹکڑے ہی غم سے دیکھیے کیا تو رہو اسکا
امانت پردہ انداز ون کے پیہ عیب جو ڑتے ہین

ہو جائین شل جو دو دستو مجھ خستہ تن کے پاؤن
سر دوڑا جائے کوچہ قاتل مین تن کے پاؤن

مشتاق دشت کے ہون نہ طالب چمن کے پاؤن
گڑ جائین کوے یار مین مجھ خستہ تن کے پاؤن

مہندی لگی ایسے سرخ ہین اس گلبدن کے پاؤن
جیسے حنائی ہوتے ہین دولہا دلہن کے پاؤن

پھر شاخ پر نہ بیٹھے دسے مرغ چمن کے پاؤن
گل دیکھ لے اگر مرے غنچہ دہن کے پاؤن

اڑجاتا ہے جنون مین بدن میرے کس طرح
ظاہر ہین ہین نہ پر نہ مرے پیرہن کے پاؤن

ہر گلعذار دشت میں پھرنے لگے گل گلی گلی
آئی بہار سیٹ سے نکلے چمن کے پاؤن

جو عضو ہاے ہو حدسے سوا نازک و شباب
چیتے کی دی کمر اودی حق نے ہرن کے پاؤن

رنگ حنا نے اسکو جواہر سا کر دیا
یاقوت کے ہین ہاتھ عقیق یمن کے پاؤن

ثابت قدم رہا جو امانت کیا کمال
کانپے کب اس زمین مین کب اہل سخن کے پاؤن

چاند مین ہی داغ روے یار پر اک تل نہین
ناقص اسکے سامنے کیونکر مہ کامل نہین

اے طبیبو سنگ ہے سینہ مین اپنا دل نہین
سل کی بیماری ہے تجھے تدبیر سے حاصل نہین

ماہ نو بڑھتا ہے ہر شب اور ہم گھٹتے ہین روز
عشق ابرو مین کوئی اپنی طرح کامل نہین

دود قلیان کے عوض اٹھتا ہے آہون کا دھوان
حسن محفل مین ترے اے صاحب محفل نہین

پاؤن ناقہ کے کھنچے جاتے ہین سوے دشت نجد
تیرا احسان قیس پر اے صاحب محمل نہین

باغ عالم کے حسینو نمین نہین رنگ وفا
اس گلستان کا کوئی گل دید کے قابل نہین

اے فرشتہ خصلتو زہرہ جبین ہین پر فریب
دام زلف انکا کم از قید چہ بابل نہین

دانے ہین اسپند کے آنکھیں نہ ہون چشم بد
گورے گورے منہ پہ تیرے کالے کالے تل نہین

مست ہین جام مے عرفان سے زاہد تابکی
کون سا ہشیار اس میخانے مین غافل نہین

دیکھ کر کشتون کو دل ٹوٹا تو یون بہلا دیا
مسلخ قصاب ہے یہ کوچہ قاتل نہین

٦٣

وحشت ہی دل کو حلقۂ گیسو کے دھیان میں
گردون سے ہیں تجھ سے شکل سے جہان میں
بلبل ہزار غل کرے سنتا نہیں ہے ایک
تلوار کی سب آنچ سے سیاہ ہو گئے
کیونکہ نہ باغیوں سے لگاوٹ کرے وہ گل
دیتا مثال میں فلک حسن ماہ سے
تیروں کے دلمیں ہاتھ غم سے پڑے ہو نیل
ہر پل ہیں سینوں سے نظارہ بازیاں
خط سے کرے وہ صحبت عارض کیوں غرور
بجلی گرے نہ خرمن دل پر الٰہی سپر
غمزے تمھارے دیکھنے پایا نہ دو گھڑی
برسات میں دکھاتی ہے کیا رنگ سبکشی
سمجھو ہی اک ہلال تو ناقص ہے وہ کمال
کرتا ہے اسکے شباب تو لولا رواق چشم
ای اہل گاہ فروش نگاہ میں ہیں …

سودا قفس ہے حسن بتان کی ہر دکان
زنگاری چھت لگی ہے گلابی مکان
پھولوں کا نسیم صبح سے کیا گل سے …
ٹھہرا نہ کوئی غیر ترے امتحان پر
پڑھ پڑھ کے روز پھول کھلاتے ہیں پانیر
ہوتا اگر نہ چاند کا داغ آسمان میں
کس گلبدن نے چٹکیاں لیں ہیں ہری ہری میں
آنکھوں نکلے پر دے سے چاہیں لگے سکا نہیں
سورہ ہے آپ پر سے یوسف کی شان میں
کچھ کہتی ہیں وہ بالیاں جھک جھک کے کان میں
عاشق کو جی پہ آن بنی ایک آن میں
شیشہ رکھے ہیں سبز گلابی مکان میں
حسن زمین شعر نہیں آسمان میں
چھالا ہے سوئی … سے سیانا نہیں
شبنم لگا گلاب کی اپنی دکان میں

[illegible] چمن سے نہیں [illegible] — سرو کو دیکھا تو [illegible] نرگس [illegible] یار میں

[illegible] نرگس کا تماشا دیکھ [illegible] تیر کا — [illegible] آنکھ [illegible] مرتا دیدار [illegible]

[illegible] کمان ابرو نے مارا [illegible] — [illegible] عالم [illegible] وفا میں

[illegible] کا [illegible] دریا [illegible] — [illegible] اس [illegible] خار میں

[illegible] سرو کی صحن چمن میں [illegible] — [illegible] گلزار میں

[illegible] کا [illegible] ہے وہ نونہال — [illegible] بوستان [illegible] گلزار میں

[illegible] ایمان [illegible] دیکھے [illegible] — [illegible] یار [illegible] دربار میں

[illegible] — [illegible] کہسار میں

[illegible] نظارے کی [illegible] — [illegible] بازار میں

[illegible] سینے پر [illegible] یار [illegible] — [illegible]

[illegible] خورشید [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] خدا کی [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] کہا — [illegible]

پیکار استحصال کا کس لب کی چاٹ مین
سینہ پہ عکس ابرو سے خنجر کی دیکھنا
پھل مارتے بنا ہی انکی گھاٹ مین
پیوند نگاہ حباب سے اسکی ودلائیان
آب روان نگاہ نگاہ دریا کے پاٹ مین
چراغ حسن سے وہ کئے ہین مرہم مین دل
تیغ زبان ہی کیا درست زخمی کا سنگ مین

قند و نبات سے ہے کر زبان کو کام
دریائی مار کشم کو نگاہ کے پاٹ مین
اتنا تامری لاش کو نہ اٹھا کے گھاٹ مین
آب روان کی کر تے نہ اراکے گھاٹ مین
پیچ پیچ نے کچھ سکو دریا کے پاٹ مین
پیپا شو از مین کو کی کا کہ کر کھا

چوکیان درگاہ مین بھرتے تھے سو ہیرو لعل تجہیر
حسن ہو دی پر خدا کی مار نہ ہرا وگلا غضب
ہونٹ پیٹرا ئے جو اسکی گرمی صحبت رات
وہ خستہ زخم جگر آنکھون کے پسی سے ہا
آیا بہر غسل ساحل پر جو وہ پردہ نشین
راہ حسن یار مین اپنی گئی جان اور مال
مرکے بھی اٹھا ہو ئے عشق تیا نہین تبریز
ہم تصور مین یہ روئے اسن تیت یار ساکے رونا
بھر کے چپک مین جو شبکو اتش رخسار یار

آ رکھے دل کی مرادین ہمیشہ روشن
بڑھ کے وہ زلفین سے پسینہ کوٹا کر
جھاڑ مین شمعین بکھرا کر دو ہم روشن
پلکین قاتل کی چھپسی کی سوز
دوڑ کر موجین سخ دریا پہ پلکین
تھک بیٹھی ہے آنکھ زلفین یار رہزن
ہڑیان پل کھا کے ناقوس سے ہین
پتلیان آنکھونکی دھو دھو اکر ہین
سیتلا کی دیولیان چھپیر روشن

اوسکی آنکھون کا تصور تھا جو ہنگام فشار
ہڑیان سرمہ آمانت نے پہ مدفن ہوئین

ڈوبا ہون چاہ مین تو انگیا کے گھاٹ مین
اس تسلے جو یہ بنتے ہین بار نہ دلا
دل عاشق نکلے ہین ترے سینہ پہ
تیغ بھالی اسکو تکلف سے بچے

چادر کفن کی قطع ہو دریا کے پاٹ مین
کیا پاؤن فرد شمع کا دیوتنکے کا
کیا مچھلیان تڑپتی ہین انگیا کے گھاٹ
کشتی لپیٹ دیجیے دریا کے پاٹ

تھے گھورا جو سے شب کو تو بولا یہ شکر ہے
جی میں آتا ہے نکلواؤں تمھاری آنکھیں

حال کھل جائیگا اپنے حسرت دیدار ترا
بند ہو نگی نہ سو پر کبھی ہماری آنکھیں

لاکھ پیا آنکھ پڑی پر نہ وہ آنکھ آئی نظر
غم میں جس آنکھ سے ہیں کر رہیں زاری آنکھیں

جب نظر کی تو پڑا ابر کے منجدار میں پل
رہی نم ہو گئیں اس تیغ سے ہماری آنکھیں

غش ہوا تب تو ترے عشق میں رو دیا ہا
لیے سوتے ملا یہ عالم آج سے ہماری آنکھیں

دیکھا کرتے ہیں کسی کے رخ رنگین کی طرف
عین گلزار میں بستی ہیں ہماری آنکھیں

کھینچ دے یار کا نقشا تجھے ایسا مانی
وہی ابرو ہوں بعینہ وہی پیاری آنکھیں

دیکھا نرگس کو نظر بھر کے اماں نے پھر
آ گئیں یاد چمن میں جو تمھاری آنکھیں

دل کسکا تجھ پہ اے گل تر مبتلا نہیں ہے
کسکو ریاض دہر میں تیری ہوا نہیں ہے

باتیں بتاتے ہیں وہ ہمیں لیکے مال و زر
سچ ہے کہ مفلسی میں کوئی آشنا نہیں

کرتے ہو عاشقوں پہ ستم جان جان کر
واللہ اے بتو تمھیں خوف خدا نہیں

ناحق گلے لپٹ کے مناتے ہو ہر گھڑی
ہم زیست سے خفا ہیں کسی سے خفا نہیں

انسان ہے تو کیا فلک کی ٹھہرتی نہیں ہے آنکھ
خورشید ہے زمین پہ ترا نقش پا نہیں ہے

ایسے مزے چکھائے غم ہجر یار نے
واللہ دل لگانے کا اب حوصلہ نہیں ہے

۶۷

[illegible]

عشق کا خنجر لگا ہے دل کاری اندازوں
زخم کی صورت ہے خون آنکھوں سے جاری اندازوں
باغ میں جاتی ہے اس گل کی سواری اندازوں
دم چرا کے پھرتی ہے باد بہاری اندازوں
دے کے تمھیں کچھ قاتل میں لیجاتا ہے دل
دشمن اپنا کر رہا ہے دوستداری اندازوں
بھولی بھولی شکل پر دل پڑا جاتا ہے مرا
کیا ہی صورت ہو گئی ہے پیاری پیاری اندازوں
[illegible]

سر کھلا پاہی جو زلفون سے عشق لیت یارین | پاؤن کو در کار ہی زنجیر تمہاری اندنون

راگ لا کر ہم عاشق ہین یہ آکرتے ہین حال | چھیڑ چھیڑ ... ہین ستاری اندنون

پلکین جھپکا نیکا قائل کو ہوا ہی تازہ شوق | چل رہی ہی جو دلپہ عاشق کے کٹاری اندنون

ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو ہر دم امانت کس لیے
جان جاتی ہی کہو کس پر تمہاری اندنون

آج ہنا لسنے نکلتے ہین پندار سے گھر ہین | آگ لگجاے کسی دن نہ ہمارے گھر ہین

عید کا دن ہی پڑا دھوم ہی سارے گھر ہین | راجہ اندر کا اکھاڑا ہی ہمارے گھر ہین

آسمان کا ہی گمان سب کو زمین پر یاہ | تیری پابوس کو گرتے ہین ستارے گھر ہین

ہون وہ دیوانہ سلیمان کی قسم ہان جو کرون | تخت پریون کے صبا لا کے اتارے گھر ہین

چاند سا ہر رخ روشن پہ کیا ہمنے نثار | تارے صدقہ کے ستارے ہی اتارے گھر ہین

داغ رخ سینہ پہ ہی دل ہین ہی یاد دندان | چاند دروازے کے باہر ہی ستارے گھر ہین

ایک بیکس شب کو جو رہ رشک قمر نکلا | چاندنی کھل گئی فورًا مرے سارے گھر ہین

سب امانت سے یہی پوچھتے ہین صبح وصال
چاند اتر آیا تھا کیا شب کو تمہارے گھر ہین

وہ پرفتار الجھے زلفون ہین موتی کے جو بالے ہین | تمہارے گوش ہی وہ نیا سانپ جو کوڑیالے ہین

٦٨

[illegible]

لگائی آگ پانی مین لگا کر عکس ... / حبابون کا نہین جھرمٹ دل دریا مین ...

... کا نینہ ابرو سی جو ہی چھنگر گری ... / رو پہلی ہیرقین ... ہوتے سی کی ...

امانت عشق کے پھندے سے چھٹنا مشکل ہی

خدا ہی جان کو رکھتے پڑے ظالم کے پالے ہین

چہرہ ایسا ہی منور کہ جسے کہتے ہین
ہاتھ آیا ہی وہ دلبر کہ جسے کہتے ہین

کیا حقیقت ہی ترے غنچہ و گل کی بلبل
مین دکھاؤن وہ گل تر کہ جسے کہتے ہین

قاصدا سنہ ہی دیتا کیا جو اسے دے پیغام
ہی ہمارا وہ پیمبر کہ جسے کہتے ہین

آدمی کیا کہ ہو حشر تلک روح کا قول
مر کے پیدا کرین وہ گھر کہ جسے کہتے ہین

لاکھ ٹکرائے کوئی سر نہین ہوتے ہین خبر
دل تو نکا ہی وہ پتھر کہ جسے کہتے ہین

وصل جانا کی کوئی بن نہین پڑتی تدبیر
ایسا بگڑا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

چشم مجنون نہین کھٹکا ہی تنکے کی طرح
سن ہمارا ہی وہ لاغر کہ جسے کہتے ہین

کشتی سیر چلی دشت جنون مین کیا کیا
ہین بگولے وہ ہوا پر کہ جسے کہتے ہین

جستجو ہی کسی قاصد کی پئے نامہ یار
مرغ دل ہی وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

ہاتھ سے اپنے پلائے مرا ساقی جو شراب
وہ چڑھاؤن کبھی ساغر کہ جسے کہتے ہین

خواب مین بات رقیبون سے نہین کہ ...
یار کو ہی وہ میسر کہ جسے کہتے ہین

ناصحا عشق کے دریا سے ڈراتا ہی کسے
دل ہرا ہی وہ شناور کہ جسے کہتے ہین

دیدۂ تر سے جو رومال کا گوشہ ہٹ جائے
موج زن ہو وہ سمندر کہ جسے کہتے ہین

پھلجھڑی قبر پہ وہ چھوڑتے آئے شب دفن
لائے پھولونکی وہ چادر کہ جسے کہتے ہین

اڑ گیا مین جو قفس سے تو پکارا صیاد
ابکی کاٹون وہ ترے پر کہ جسے کہتے ہین

خون سے ہو دامن گردون سے قاتل افشان
ایسا ٹوٹے یہ خنجر کہ جسے کہتے ہین

گھر مین کس آئینہ رخسار نے رکھا ہی قدم
آج آمانت ہی وہ ششدر کہ جسے کہتے ہین

وڈرا او آنکھ کو نہ صنم عین راہ مین
موج آئی نازکی سے نہ پائے نگاہ مین

دیکھے جو وانت اُس در یکتا کی راہ مین
موتی پرو دیئے چشم نے تار نگاہ مین

آمد جو اُس سہی کی ہوئی صیدگاہ مین
آنکھین چھپائین آہو دل نے عین راہ مین

پڑتی ہے آنکھ شعلۂ مشعل پہ راہ مین
روشن ہے کینہ یار کی تار نگاہ مین

ہر دل عزیز ہے یہ ہماری نگاہ مین
تل ہی ترے ذقن مین کہ یوسف ہے چاہ مین

تاثیر دے خدا جو مرے دود آہ مین
کاجل لگاؤن دیدۂ خورشید و ماہ مین

دیکھا جو اُسنے مر گئے ہم عین راہ مین
تیر قضا کا توڑ ہے تیر نگاہ مین

خون بہ گیا پہونچتے ہی قاتل کی راہ مین
خنجر مرے گلے سے ملا عید گاہ مین

[illegible]

مجھ زار کو ہے عشق بہت تیر نظر کا
دیکھا جو اوسنے گھور کے پہر ہل سکا نہ تہا
افشان روپہلی یار کے بالون پہ ہے چنی
دل خال و خط سے تا خم ابرو نہ جا سکا
اندہیر ہے کہ آنکھ مین سرمہ کی جا نہین
پردہ اوٹھاؤ در سے حرم مین تو تو اب
ٹوٹے پلک جو آنکھ مین کھٹکو نہ اے چشم

باندہا خدا سے گو کہ ہو ہر ہر نگاہ مین
مشکین ہماری نیند گئین تار نگاہ مین
چہمکی ہے چاندنی شب زلف سیاہ مین
رہزن ہزار دن مل گئے کعبہ کی راہ مین
اتنے حسین سما گئے ہین اپنی نگاہ مین
رکھو سبیل شربت دیدار راہ مین
پیکان کی احتیاج ہے تیر نگاہ مین

چاہے جو تو شرف وہ امانت کو ہو عطا
کس بات کی کمی ہے تری بارگاہ مین

بیان حسرت کا کیا کیجے خیال آرزو [illegible]
تکلف آسمان کا دلکو پایا ہم نے [illegible]
کبھی گل توڑ کر رکھے سر آنکھ جو گلشن مین
تری آنکھو سے کے غم مین لاغری یہ تمنا ہے
اسیری مین تری نے کہو دیا مجکو [illegible]
برابر ہو گئے دیکھو جو غنچے صحن گلشن مین

ہماری آنکھ مین پتلی نہین مردہ ہے مدفن مین
قیامت ہے دہنک بجلی کی ابر تر کے دامن مین
گریبان تک بہر کر کے ڈالی ہے بجلی تیرے دامن مین
سلائی بن کے ہین سرمہ لگاؤن چشم سوزن مین
قفس سے چھوٹ کر صیاد کے [illegible] دامن مین
تو ٹانکین خار کے سوزن کی کلیان [illegible] دامن مین

[illegible]

ای دل روشن فدائے جلوہ جانانہ ہو
ای چراغ غم شمع طور کا پروانہ ہو
عشق میں اس رشک مسیحا کے جو دل دیوانہ ہو
قصہ مجنون زمانے میں مرا افسانہ ہو
دور میں گر نہ اسے دل ساقی مستانہ ہو
گردش شام ہی ہو گردش پیمانہ ہو
ہو گلشن کا نگاہ نرگس مستانہ ہو

وہ ہون نخچیر قسمت پر مرے جاتی ہے پھر کسنے کی
جگر میں تیر ہے بازو ہے دست ناوک افگن میں

وہ کافر ہون کہ بت سے صنم کا پڑھتے ہیں کلمہ
صدا اللہ اکبر کی ہے ناقوس برہمن میں

جھپکتی آشنا ہو نکی ہین آنکھیں لیے یہ خوبی
یہی لہرون میں سورج یا ترا چہرہ ہے چلمن میں

عدو پرور وہ ہون طالب جو نقد جان کا ہو کر
سر اپنا کاٹ کر رکھدون امانت دست دشمن میں

دل اپنا کلمہ پڑھتا ہے نبی کا جی سے یارون میں
یہ طوطی ہانک سچی بول اٹھتا ہے ہزارون میں

کھنچے صدا خاص ہین اے بت ترے خدمتگذارون میں
سکندر آئینہ دارون میں ہے خضر آبدارون میں

صنوبر کی سی بیکار وہ کھیلا نہ یارون میں
ہوئی چہرے کی صورت شوخ نیون کے سوارون میں

یہی ہیات وضع بدوضعون میں ہے اور وضعدارون میں
شرابی زاہدون میں متقی ہیں بادہ خوارون میں

صدائے گل و شمشاد ہے یہ ساقون میں گلشن
لپٹ ہے اے جوانان چمن جوہی کے ہارون میں

پھلون میں ہون برا ہین اور بدو ہین نیک اخترون
گلون میں خار ہون اے عندلیب گل ہون خارون میں

گزی کی بھی نہ ہوگی چادر اک صد دو تنہم ہے
رکھی ہین تھان ناحق جامدانی کے ستارون میں

ردیف واو

باغ عالم میں دل محو رخ جانانہ ہو
عندلیب اس گل کا ہو اس شمع کا پروانہ ہو

فصل گل میں رات دن لب بام ہو ساقیا
ساقی مہوش ہو مے ہو شیشہ ہو پیمانہ ہو

تمہارے حسن کی کیونکر نہ اک عالم میں شہرت ہو
پری ہو حور ہو رشکِ قمر ہو مہر طلعت ہو

سحر گر وصل کی دیکھوں نہیں سر ہی پہ نوبت ہو
صدا نقارے کی مجکو صدائے کوس رحلت ہو

دلِ وحشت زدہ اپنا جو مستِ جامِ وحدت ہو
ابھی ہشیار ہو جائے اگر کیسی ہی غفلت ہو

ہو کھانا نہیں نعمت دنیا کو ہم دل سے حلاوت ہو
اگر ذوقِ زبان پر چاشنیٔ ترکِ لذت ہو

ترے کوچے میں گر عشاق کو حاصل شہادت ہو
حسین آباد ہو جائے شہیدوں کی زیارت ہو

نہ کیونکر دیکھ کر تمکو بشر کی غیر حالت ہو
غضب ہو قہر ہو آفت کا ٹکڑا ہو قیامت ہو

پھریں کوچے میں ہم اغیار سے واں آ سکتے ہیں ہو
ہمیں کلفت ہو آسمان غیروں کو راحت ہو

جلاتے ہو مجھے اغیار کا رکھتے ہو دل ٹھنڈا
کہیں برقِ غضب ہو تم کہیں بارانِ رحمت ہو

مزا ہم وصل کا لوٹیں رقیبوں کو چڑھے لرزہ
بخار اپنا نکلجائے جو انکو تپ کی شدت ہو

نظر آیا نہیں ایسا کوئی معشوق آنکھوں کو
نگہ غمزہ کی ہو ناز و ادا ہوں تان و شوکت ہو

درازیٔ ہجر کی شب کی فزوں تر روزِ محشر سے
کہیں پیدا خدارا جلد اسکی صبحِ قیامت ہو

یہ بھی کب آ خورشید رو لازم ہے محفل میں
کبھی ہم ٹھنڈی سانسیں غیرت تو گرم صحبت ہو

مقابل چہرۂ روشن سے اسکے ماہ ہوتا ہے
برنگِ مہر اسکی بھی الٰہی زرد رنگت ہو

اگر وہ بادشاہِ حسن جاوے قصر میں اپنے
ہر اک تصویر کو سکتا ہو آئینہ کو حیرت ہو

ہم اس معشوق پر اب ہونگے عاشق جس میں اے ہمدم
عنایت ہو کرم ہو لطف ہو مہر و محبت ہو

تلاوت مصحف عارض کی ہے خال سیہ رو کو
مسلمان یار نے شاید کیا ہے طفل ہندو کو

گنہ ہے صاف آئینہ سے نسبت دین اگر رو کو
صریحاً ہے خطا مشک ختن کہیے جو گیسو کو

ہٹا لو مصحف رخسار سے تم بند گیسو کو
برابر بیٹھنا قرآن کے کب لازم ہے ہندو کو

سراپا بنے قاتل کا کیا اسطرح حسن رو
کہا خنجر کمر کو تیر قد کو تیغ ابرو کو

نہ خاطر جمع ہوا اپنی کبھی گلزار عالم میں
رہے دل پر پریشانی کہیں سنبل جو گیسو کو

تصور چشم جانا نکا فقرہ زن آنکھ میں رہ کا
پہنسایا دام میں صیاد نے رم کر کے آہو کو

تری بلبو سکی نکہت جو پہونچی صحن گلشن میں
نہ تنگ ہوں بلبلیں پہر گل کی پیراہن کی خوشبو کو

لگایا ہاتہ جب سینہ پہ غش آیا شرم کو مارے
کیا تیر حیا نے منفعل برگ لجالو کو

وہم گلگشت کی ہوس نہ ہو مج گردن مینا
قلم گلزار میں نے بنایا شاخ شبو کو

یہیں پیدا ہو سنگ قبر گل ہے نشانی
جپا کر بات عاشق کی لحد پر تم اگر بیٹھو

یہ ہم کو نہ در وا کر سیہ تا ہاتہ دکہاو
نہ چھوڑیگا وہ جو کمسن دیکھیگا پایا جو بازو کو

قریب ہو بہت تری آنکھوں سے کا ہم کیا کہیں
خدا محفوظ رکھے تو اطلس سے سحر جادو کو

مری آنکھوں میں پھر جاتا ہے عالم کنج قفس کا
شب فرقت میں خالی دیکھتا ہوں جب کہ پہلو کو

رہے گردیدہ تر میں تصور قد موزوں کا
نہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر ہم کبھی سرو لب جو کو

نہ رنگ گل سدا خندان ہو گلزار عالم میں
نہ دیکھا عمر بھر میں نے کبھی آنکھوں سے آنسو کو

۷۵

...یا گنہ مین نے کیا تہا ترا اے سوت بہلا — بیٹھے بٹھلائے جو دنیا سے اوٹھایا مجھکو

...یا گئے جاگتے پہر اگئین آنکھین شب ہجر — سیری بیداری نے تربت مین سُلایا مجھکو

...پر کے غنچہ زار کو ربتہ گل باز یکا ملا — آسکے خوش چشمون نے آنکھون او ٹھایا مجھکو

...ل دیا خط مین بہنسا خال رخ جانانہ — ابہی دانا نے یہ دام مین لایا مجھکو

...کردیا زار یہ عشق دہن جانان نے — ملک الموت نے بستر پہ پایا مجھکو

...بندہ گئی یار کی شکل کی ہوا نظرو تمین — شمع سان شبکو پتنگون نے جلایا مجھکو

...شہر یا انصاف بہلا ہو کوئی یہ بہی ہے ظلم — بیٹھے کہایا تجہے اور تو نے نکہایا مجھکو

شہر کے لوگ ہوئے دست و گریبان جو کبہی — اپنے دامن مین بیابان نے چہپایا مجھکو

کہا کہ افیون مین گیا جانے ہی للا عذار — خال سے تل کے محبت نے لگایا مجھکو

رخ پر نور سے اوس بت نے اوٹہائی جو نقاب — جلوہ قدرت کا امانت نظر آیا مجھکو

آپ کے وعدہ پہ چین آیا نہ اک پہر کا سردہ — کل کل ایسی کی کہ کل کر گئی بیکل مجھکو

کیا دکھاتا تو پڑا پہرتا ہی جنگل مجھکو — اے جنون کوچہ دلدار مین لیچل مجھکو

دل لیا جاتا ہے آنکھو نپہ پڑی ہی چشم — سرمہ ہو جاؤنگا دکہلاؤ نہ کاجل مجھکو

چرخ کے دور مین رکھون جو دو انکا ہو — یہ سیہ بخت نہ اوڑھائی کبہی کمل مجھکو

مرگیا عشق مین سیب ذقن جانانکے — شجر قد کے ثمر سے یہ ملا پھل مجھکو

ترے بیمار کیا جانے مسیحا ادن مریم کو
جو پہنچا دم ہم کہتے ہوا سے دم جرا یا ہے
یہ دم سمجھو اسے اس دم نکالا ہے کر کئی دم کو

[illegible]

تن سے داغون نے جلا کر مار ڈالا ہے ہمین
رشک سے ہر و صافت خاموش ہاتی ہے مرہم
سخت باتین ہم سبک طبعون کی ان سے گران
داغہائین پہ بعد مرگ بھی یہ آگ ہے
عکس رخ کو عکس ہم کہتے ہو تم آنکھون پہ
تم جو گھور و تو ہم سے مر جائین ہم نازک مزاج

جسم پر بدلے کفن کے مرہم کا فور ہو
دل مین تپ سے نہ کیون اے شمع رو مانا
نازبرداری کرے صاحب کی جو فرد و رہو
مین کفن پھاڑون تو پھر شمع لحد کا نور ہو
چار دن کی چاندنی پر کیتقدر مغرور ہو
آنکھ کے ڈھیلے سے اپنا شیشۂ دل چور ہو

زہر کھا کر جان پر کھیلو امانت ہجر مین
اختیاری امر مین کیو اسطے مجبور ہو

عرق آلودہ عارض کا نظارہ کرنے دے ہم کو
الم خط کے نکلنے کا نہین کچھ ایک قطرہ ہم کو
جو دیکھا ہجر قاتل مین کسی ماہ محرم کو
پھرا کرتا ہی زخم خنجر ابرو سے پر خم کو
جلایا قصہ نار سقر سے زاہدا ہم کو
ہوا محراب کعبہ پر گمان جب طاق ابرو کا
وہ بیٹھا اور ادھر آب روان کا شرخ نہ گیا ہے

گل خورشید پر دیکھا نہین قطرات شبنم کو
ترے ماتم کا غم ہے اسے پرو سارے عالم کو
اگر انور پیا دو چو تک...سے پر او ٹھا کے
خط (؟) انگیس سے توڑا طلسم سحر جادو کو
بنا (؟) تدبیر مین خالی دیکھتا ہون جیب پہلو
تر (؟) مین آنکھ اوٹھا کر ہم کبھی سر زلف خم کو
روا (؟) ...مین لے کبھی آنکھو ن سے آنسو کو

٧٦

[illegible]

قیامت مین چلیگا بانکپن ہرگز نہ اے رندو | جو ٹیڑھا ہوگا اُس سے جائیگا سیدھا نہ جھگڑ کو

علی کا نام دل پر نقش رہتا ہی امانت کو
نگینِ قلب پر کندہ کیا ہے اسمِ اعظم کو

ردیف یا

عشقِ بتان سے پوچھ نہ ای دل کہ کیا ہی یہ | آفت ہی قہرِ حق ہی غضب ہی بلا ہی یہ

کہتے ہین سب مجھے کہ بڑا بیوفا ہے یہ | الفت کی ابتدا کی وِلا انتہا ہے یہ

اچھا ہی روزِ ہجر نہ فرقت کی شب وِلا | دیوِ سفید وہ ہے تو کالی بلا ہے یہ

کہتا تھا دل سے مین کہ نہ عاشق ہوا سپہ تو | صدمے جواب اوٹھائے تو اسکی سزا ہے یہ

تصویر کیا ٹھہر سکے اُس رُخ کے سامنے | آئینے دنگ ہوتے ہین جوبنِ صفا ہی یہ

شانہ شکن کو دیکھ کے بولا یہ مجھسے دل | اُن گیسوؤن کے کوچے کا ادنے گدا ہی یہ

کیا لطف ہے اپنے چمن آیا نہ اک پہر کی | جھونکا خزان کا وہ ہی تو بادِ صبا ہے یہ

کیا دکھاتا تو پڑا پھرتا ہی جنگل مجھ پہ پیام | آکر منا تو دل کو کہ تجھسے خفا ہے یہ

دل پیا جاتا ہے آنکھون سے پری ہی چھوا | ای بلبلِ شہید ترا خون بہا ہے یہ

چرخ کے دور مین رکھون جو وہ شانہ اک نگار | کب یار کی ہتھیلی مین رنگِ حنا ہے یہ

مر گیا عشق مین سیبِ ذقن چاتا ہین | آتی صدا افلاک سے کہ دوا الشفا ہے یہ

۶۶

دیکھا تو مجھکو کر تسلی ہزار کچھ
یہ بات کا تمھارے نہیں اعتبار کچھ
وہ بات کیجیے کہ رہے یادگار کچھ
دونون کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ

ڈستی ہی سانپ بنکے مرے دل کو وہ خدا
کرتا ہون عشق زلف مین اگر ہر بار کچھ

شاید چمن مین آتا ہے ہنستا ہوا وہ گل
سنکارتی ہے غنچون کو باد بہار کچھ

کھٹکے عدو کی آنکھ مین کیونکر نہ افلاک
کانٹے سے کم نہین ہے مرا جسم زار کچھ

بیٹھا ہی شاید آج وہ پہلو مین غیر کے
اوٹھتا ہی درد دل مین مرے بار بار کچھ

دیکھا رقیب کو تپ ولرزہ مین مبتلا
آج اپنے دل کا دستو نکلا بخار کچھ

کلمہ وہ بت پڑھیگا امانت کا روز و شب
کر دے گا اپنا فضل جو پروردگار کچھ

چتون سی کیا چیت وہ کبھی پٹ نہ پڑی آنکھ
بادام سے نرگس سے چکار سے کر لڑی آنکھ

آنکھو نہین دم آیا جو کبھی اس سے لڑی آنکھ
دل چھین کیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ

اک پل مین لگا دیتی ہی اشکو کی جھڑی آنکھ
عاشق کو دکھائے نہ جدائی کی گھڑی آنکھ

زنجیر پنہائے نہ کہین جوش جنون مین
جلاد کی پڑتی ہے ولا تجھپہ کڑی آنکھ

منہ وصل کے بعد اسنے کبھی دن نہ دکھایا
صحت ہوئی کچھ دل کو تو بیمار پڑی آنکھ

وہ لعل بدخشان کو بناتے ہین جو نیلم
اشکون سے چھڑا دیتی ہی ہستی کی لڑی آنکھ

پانی سے بنا جب نہ مرا دیدۂ پرخون
یاقوت کی تصویر کے چہرے مین جڑی آنکھ

بوسہ مژۂ یار کا مانگا جو کسی نے
تلوار پکڑ کر ہوئی ابرو کی کڑی آنکھ

پھوٹ نکلا عارضِ پرنورِ جاناں کا جو عکس
ماہ سی افزوں ہوئی تنویرِ پشتِ آئینہ

شوق سے چاندی کا ہوتا ہی کہ گھر وہ سیم تن
ہی جھپک پر آجکل تقدیرِ پشتِ آئینہ

حالِ دل در پردہ لکھ کر بھیجے مشاطہ سے ہم
تو دکھا دینا اسے تحریرِ پشتِ آئینہ

کھینچ لاتی ہی سدا دستِ حسیناں آپ کا
ہوتے ہیں بس قائلِ تاثیرِ پشتِ آئینہ

آئینہ دکھلائیے میں دیکھے جو وہ رخسارِ صاف
بنگیا حیرت سے میں تصویرِ پشتِ آئینہ

شوقِ خونریزی نہیں کس کو تمہارے عہد میں
ابرو تصویر ہی شمشیرِ پشتِ آئینہ

کر دیتا ہی خانہ نشینوں کو بھی وہ ہی کارساز
سطحِ سیماب سے ہے جاگیرِ پشتِ آئینہ

اونکے گیسونکو دیکھہ کر خود رفتہ کیونکر ہو سکے
ہی علی بند آپ کا زنجیرِ پشتِ آئینہ

ابرو و مژگاں ہم ہیں چہرۂ تصویر میں
دیکھے قائل کماں و تیرِ پشتِ آئینہ

گھر نہیں سیم و طلا کے باعثِ افتادگی
خاکساری ہے بڑا اکسیرِ پشتِ آئینہ

پتھری جڑوائی ہے اس شیریں دہن نے کیا حج
دیکھ اے فرہاد جوئے شیرِ پشتِ آئینہ

کھیلا کرتی ہی سدا الٹی کی الٹا ابلق کا
طائرِ تصویر ہے نخچیرِ پشتِ آئینہ

خاک پر پٹکا جو تو نے شکر کا سجدہ کیا
ٹوٹنے کی ہی سدا تکبیرِ پشتِ آئینہ

دیکھی چھپنے سے وہ گل جو لیو سے شمع کا
ہم انگوٹھی کو ہیں تسخیرِ پشتِ آئینہ

دستِ جاناں کا ہی وصل اسکو ہمیں تا ہو کہ
کیا امانت کیجیے تدبیرِ پشتِ آئینہ

٧٩

دم مین نکالیتی ہین زلفِ بتان کا بل
لشانون کو بھی خدا نے دیے ہین بال کے ہاتھ

دولت خداپرست لٹاتے ہین جو فقر کی
پھیلائے ہین بادشاہ بھی آگے گدا کے ہاتھ

پہنچی سزا وہ زلف کے چھونے پہ دور کی
بیچا ختن مین کاٹ کے اہلِ خطا کے ہاتھ

دریا پہ آشناؤن مین رہتا ہے آبرو
چھینٹا لگا کے مرتے منہ مین ڈبا کے ہاتھ

گر ہوائی شب کو یار نے چولی قبا کے
باندھے چڑھا کے پیچ پہ کیا کیا حیا کے ہاتھ

ذلت کے ڈر سے لغزش آمانت ہی پاؤن کو
عزت مری ہے عشقِ بتان مین جھکا کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

جہان مین زہرہ نغم ہے وہ غیرت لیلی
تمہارا دن تنگی ہو جو اسکی ہتیلی

کہو نہین کیونکر اُسے چودھوین رات کا چاند
نقاب اُلٹ کے ہو اٹھی تو چاندنی پھیلی

لٹیے کا رنگ طلائی کا حال خط مین جو لکھا
بکھر گیا شرفیون سے مین وانگ تھیلی

ہوا نکھار تو میری نہ اُسنے پوچھی بات
بدل کے پیرہن اجلا نگاہ کی میلی

دل آہوون کا ہوا پسکے نشتک سے سیر
تمہارے آنکھ کے کاجل کی جب خبر پھیلی

نہین جو عاشق صادق ہین جلوہ معشوق
کہا زبان سے مجنون نے کیون لیلی

کسی نے ہاتھ ملے نعرہ زن ہوا کوئی
ق
زمانے مین مرے مرنیکی جب خبر پھیلی

دیا کے دانتون مین انگلی وہ بیوفا دلا
پھر فراق نے عاشق کی جان بھی لی
[illegible] سے حور کی نفاست کا
[illegible] پہ نظر کی گئی
[illegible] کو خیال ہے [illegible]
دل چھین ہی لیا [illegible] نون نادان چلوہ قیامت کی چال سے
جھوڑا نگاہ قہر کو پاے خیال سے
پامال لاش کی مری قہر و جلال سے
وہ خاک مین ملا کے بھی چوکے نہ چال سے
بوسہ کی ہی طلب مجھے اُس گل کے گال سے
کیا پھول جھڑ رہے ہین دہان سوال سے
دل دو بدو ہے چشم بت خور و سال سے
بچھڑا نہ کب ہی آنکھ چھپکی غزال سے

[illegible]

مجنون کا دشت تجکو مبارک ہے جنون | ہون زندہ دل غرض نہین دشت کے دل سے
وہ معرکے مین جھوڑتے ہین ہم تیغ یار کا | روکے سپر رقیب کھڑے ہین نڈھال سے
اس زلف مین عبث دل بیتاب ہے ملپان | مچھلی کہین تڑپ کے نکلتی ہے جال سے
الفت نہین ہے پاک مکدر کسی کو خاک | ستی مری خراب ہے گرد ملال سے
دم زلف پر نکلتا ہے ہے کمر پہ جان | وابستہ اپنا دل ہے ترے بال بال سے
دنگیکے جو چشم مست صنم سے مثال ہم | آفاق مین شراب کی پینگے کلال سے
واقف جو منزلت سے نہین عشق پاک کی | گرتے ہین منہ کے بھل سے بام [illegible]
ابرو جو اوسکی چاندسی رخ پر نظر پڑی | کانا کا کاچاور [illegible] تیغ ہلال سے
[illegible] بالی کے جوڑا اٹھا کے بال [illegible] | بالی کی مچھلی [illegible]
اپنے دل قوی کو ہے موے کمر سے لاگ | تقدیر نے پہاڑ کو باندھا ہے بال سے
پیر فلک کے دور مین ہین فرد ہم فقیر | کس کی آرزو ہے کنارا ہے شال سے
اس سحر حسن نے جو کہا تجکو دو بیار | دونا عرق ہوا عرق انفعال سے
الستکر خوف ابروے قاتل کی تیغ کا | مریخ مانگتا ہے سپر وہ ہی ہلال سے

ملک سخن مین منصف و ذی فہم کے سوا
واقف کوئی ہوا نہ امانت کے حال سے

چنبیلی زرد ہے سو اک چھوٹے نگینے مین کھلائی ہے — ہتھیلی پر بہار باغ نے سرسون جمائی ہے

لب جان بخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے — مریض عشق مرتا ہی مسیحا کی دوہائی ہے

شب تاریک فرقت مین کسی کو ان اپنا دل روشن — چراغ اندھا ہی چرپی شمع کی آنکھو مین چھائی ہے

وفور خط سے ہی بدرنگ جلد صحف عارض — کلام اللہ کی کافر نے کیا صورت بنائی ہے

نہین چھپتا گری ہاتھ کی افشان روسیاہ نہین — جبین نے شربت دیدار پر چھپکر کی ہوائی ہے

رخ رنگین کسے بوسے غیر کی غیبت مین لیتا ہو — اوڑا ہی باغ سے صیاد و بلبل کی بن آئی ہے

جگہ ہے فضل خدا سے اک بت کافر کی ہے دل مین — فرشتہ جا نہین سکتا جہان اپنی سائی ہے

تصور ہی جو دل مین ہر گھڑی اک کمر خوبی کا — فلک کہتا ہی اس کو رستے مین دریا کی سمائی ہے

بو نہیر دم ہی گھلتا ہون مثال شمع فرقت مین — تیون کے غم مین جل جلکر خدا سے لو لگائی ہے

ملاقات اس سے ہی شمشیر زنگ آلود کی صورت — رکھائی منہ پہ ہی ہر دم مگر دل مین صفائی ہے

لیا ہی ابرو قاتل کا بوسہ جس غصے مین — جگر دیکھو ہمارا ستم پہ کیا تلوار کھائی ہے

ہلاتا ہون فلک کو بعد مردن بھی اکسے نالون — لحد مین پانون پھیلا کر زمین سر پر اٹھائی ہے

کوئی پامال غم ہی خون کرتا ہے کوئی اپنا — لہو پیکر دست قاتل پر حنا کیا رنگ لائی ہے

ترقی آبرو کی چاہتا ہون آکر عالم مین — کنارا سب ہی دریا دلون سے آشنائی ہے

جب انکے عشق مین ہم دیوانہ ہوئے کہتے ہین — بتاؤ کیون مرتے ہو طبیعت کیسی آئی ہے

غل مچاتے کیون نہ برہم ہو کے وہ جلاد آہ
باک کیشکر زلف کی زنجیر آدھی رہگئی

میرے زخم دل نے دکھلائی جو تا شیر حسین
ہاتھہ مین سفاک کے شمشیر آدھی رہگئی

قبر کے اوپر لگایا نیم کا اُسنے درخت
بعد مرنے کے مری توقیر آدھی رہگئی

طول دیکھو بال مشاطہ نے باندہی سارہی آ
پر شب زلف بت بے پیر آدھی رہگئی

یار نے بنوا کے خط رخ پر رکھین قلمین فقط
اس کلام اللہ کی تفسیر آدھی رہگئی

ہوگیا منصب جنون کا جبکہ مجھہ وحشی کا نام
ایکدن مین قیس کی جاگیر آدھی رہگئی

کب تلک کاٹیگا سر اندھیرے اچھا ہین
شمع محفل بتو اسے گلگیر آدھی رہگئی

پھٹ گیا دل آج دست اندازی اغیار سے
ہاتھہ مین میرے تری تصویر آدھی رہگئی

دشت پیمائی مین مجھہ وحشی کے جھٹکے دیکھنا
آیا دن مین پاؤن کی زنجیر آدھی رہگئی

کام میرا اسکی ناوک سے نہ جب پورا ہوا
سر کے مین آ پڑے تیر آدھی رہگئی

مین مکدر یون ہوا دو ٹکڑے تیغ یار سے
ٹوٹ کر جیسے گلی تصویر آدھی رہگئی

حال دل سارا نہ شب کو کہنے پایا یار سے
نیند اُسے آئی مری تقریر آدھی رہگئی

عالم رویا مین دیکھا وصل کی بوسہ ملا
ہو کے ظاہر خواب کی تعبیر آدھی رہگئی

چھوڑ کر سر مرگیا شیرین کے غم مین کوہکن
بیستون پر آکے جوئے شیر آدھی رہگئی

ناتوان وہ ہون کہ سارا خط نہ اسکو لکھہ سکا
ہاتھہ سے چھوٹا قلم تحریر آدھی رہگئی

۸۳

مجھپہ آنچ ہمیشگی نہ وو رخ ہین ٹھ | ساتھہ اسے چشم تر جو تو ہوگی
ہاتھہ دہوئینگے جبکہ دنیا سے | نہ ہمین حاجت وضو ہوگی
چاٹ لیسگی مرا لہو جس دم | تیری تلوار سرخرو ہوگی
اے زمین ہڈیان مین دونگا نہ خاک | سگ جانان سے بڑہ کے تو ہوگی
گل ترے رخ سے ہوگا صاف سفید | نرگس آنکھون سے زرد رو ہوگی
عطر ہرگز لگا نہ مشاطہ | یار کے پیرہن مین بو ہوگی
لخت دل اے چشم تر کی طرف | روشنی اب کنار جو ہوگی
اگر اس گل کے گوش کی ہوئی چاہ | در شبنم کی آبرو ہوگی
مے کشی اپنی ہے ترقی پر | جام سے خواہش سبو ہوگی
ہجر مین ہمکو قلقل مینا | صورت گریہ درگلو ہوگی
یاد رخ مین بہے آئینگی مری چشم | عین گلشن مین آب جو ہوگی
کھوئے بلبل زبان چمن مین ہزار | پر نہ تیری سی گفتگو ہوگی
کسکو جز کوے یار دنیا مین | باغ جنت کی آرزو ہوگی
زر کی دہا نہین ہے رخ اپنا | اشرفی آگے زرد رو ہوگی
خاکساری جو ہوگی واہ سے جدا | خاک ساری ہی پھر آبرو ہوگی

عطر کے آگے تو دن مین بو ہوگی
نہین یہ جو باغ مین بو ہوگی
چہرۂ گل کی شست و شو ہوگی

85

وہ پہنتے ہین جنپئی پوشاک — زعفران آج زرد رو ہوگی
ای قیامت بلا ہی قامت یار — کیا بھلا اوس سے بڑہ کی تو ہوگی
تھہر سا ایسے گا عنبر سے — وا اگر زلف مشکبو ہوگی
پہونچی اوس لب پان کی لالی — اب یہ لاکھون مین سرخرو ہوگی

لین گے نام علی امانت ہم
جب فرشتون سے گفتگو ہوگی

زلف مین نقرۂ سوبا کی تیاری ہے — دل بیمار پہ یہ رات بہت بھاری ہے
یاد رخسار کی کل مین مجھی مشغلۂ زاری ہے — بوندیان پڑتی ہین برسات کی اندھیاری ہے
ساتون جسکو جنم ہے زمانہ کہتا — اک مرے نالۂ جان سوز کی چنگاری ہے
خیمۂ چرخ مین تا روکی جگہہ مین سوراخ — شعلۂ آہ شرارت یہ تری ساری ہے
آدمی کو یہ لپٹتی ہے بلا کی صورت — تف ہے دنیا یہ عجب طرح کی ہتیاری ہے
نیلگون چرخ سے معلوم ہوا عرش کے پاس — قصر دلدار کا یہ پردۂ زنگاری ہے
بوسہ اوس بت کا دلا لیکے اوٹھا تو بیٹھا — چوم کر چھوڑ دے پتھر یہ بہت بھاری ہے
کھیلتے ہین ہی ہولی بت سفاک سے ہم — رنگ ہے خون کا اور زخم کی پچکاری ہے
وزن بنتے ہین بان چھوٹتی ہین آتون کو انار — آتش افروز قیبون کی یہ گلکاری ہے

چھپین آفاق مین ایک نہین ہے فکر سخن
ہرزہ گوئی کی امانت تجھے بھاری ہے

پہنچا تیغ کا بات مری مان لیجیے
مین جان دونگا آپ پہ چالان لیجیے

دست جنون تھا ہی پہ اشارہ مری طرف
دامن کو چھوڑیئے تو گریبان لیجیے

لب خشک چشم تر ہے زبان لال چہرہ زرد
عاشق کو شکل دیکھ کے پہچان لیجیے

خلعت خرید نہ دو دکانسے یہ رقیب
پہلے مرے کفن کے لیئے تھان لیجیے

شانہ ہلاتی اوتنا ہو وہ شوخ سنگدل
تربت میں ہاتھ پاؤن دراتان لیجیے

بلوا لئے نہ تیغ ہی پاؤ سکو رقیب سے
مر جائیے نہ غیر کا احسان لیجیے

مرتا ایک دم مین لوتھ سک کر رقیب
ستر مین ہمارے ستر ہی جوا کیان لیجیے

بے تاج جو اوت تہ ہما نا ہو اچھے ضم
للہ پھیرو ین کی کوئی تان لیجیے

کہتا ہوں غیب جنون نہین سر کو دیکھکر
پنجے مین آسمان کا گریبان لیجیے

محفل مین کسکی آپ دزدیدہ ہے نظر
آنکھیں لڑا کے چور کو پہچان لیجیے

آیا مری لحد پہ یہ کہکر وہ پردہ دار
چادر کفن کی منہ پہ دراتان لیجیے

شیشہ مین ڈون پری کو اوتار ہی چکی پاؤن
سر پر چڑھا رقیب کو شیطان لیجیے

مرنا مجھے قبول ہے صد ہے نہین قبول
دل دیجیے خدا کے لئے جان لیجیے

[illegible]

جھونکا نہیں پہنچا ہے کو نسیم سحری کا
ہوگا کوئی دنیا مین نحیف اس سے سوا
شبنم کو لگا ہو نہیں جگہ دیتی ہے نرگس
آہو نکا دہوان ہے طرف چشم تر اے بت
لب مین لب جام اور دہن اوسکا گلابی
بالونکی گرہ کہولکے بولا وہ یہ کہہ کر
ہاتھ آتے ہین بلبل کی عوض دام ہزارون
پروانہ پتنگو گو ہو تو گلا کب
اغلب ہے نہ قلقل کی صدا خوف سے نکلے
جب یار کی نظرون مین سما کر ہی غش آیا

ہر شمع کو حسرت کا یہ پروانہ ملا ہے
پامال ہوا ہون جو ادہر کر چلا ہے
کیا آنکہ کا پانی چمنستا نمین ملا ہے
گنگا کا یہ مردہ کسی ہندو کا جلا ہے
ساغر سے یہ دست آنکہ صراحی سا گلا ہے
جنجال مین پڑی مری زلفونکی بلا ہے
صیاد کو کیا ظلم گلستا نمین بھلا ہے
فانوس مین جوبن ترا ای شمع بلا ہے
ہر ست گرہ غنچہ مین صراحی کا گلا ہے
پینکہا مجہہ پر آنکہہ نے فتنہ کا لئے جہلا ہے

ور سے نہ اٹھاتے کو اوٹھا جان کے تن مین
عاشق ہے ترے دم کا یہ اچھے کہ بھلا ہے

سبکو ہمارے بعد یہ جینے سے ننگ ہے
ہر سمت بود و باش نصارا کا ڈھنگ ہے
کیا دلمین رہ کہ نیکا مرغوب ڈھنگ ہے

پتھر بھی اپنی قبر کا مروارسنگ ہے
اس سال لکھنؤ مین گلو تنگ ہے
اوسکی نوجوانی کا فانوس بھی تنگ ہے

۸۷

کس نازنین کو ہوئی ہے عذر [illegible]
آئینہ عکس یار کو قید فرنگ ہے
خورشید کی کرن اوٹھاتی ہے [illegible]
پڑھ لے نماز صبح ولا وقت تنگ ہے
جانا ہے سوئے یار اوڑا و کس طرف
پروانہ شمع رو یہ ہما پتنگ ہے
دل کسقدر خوشی سے [illegible]

[illegible]
ازروی عرض غنچہ کو اولاد تنگ ہے
[illegible]
فانوس [illegible]

تار نگاہ فاختہ سی سرو ہی ستار
مضراب کا نسیم کی جنبش مین ڈھنگ ہے

موج صبا کی ضرب قلم کی ہی آشکار
شبنم سے ہر ایک گل جلی ترنگ ہے

آنکھ اپنی محو چشم ہی دل مست خط سبز
ساغر مین ہی شراب صراحی مین بنگ ہے

ہے چشم تر مین اک بت مہ رو کا عکس
کیا چاندنی کھلی ہوئی بالای گنگ ہے

بعد فنا بھی ضیق مین دم ہی خدا گواہ
مشکل وہان یار مری گور تنگ ہے

دیکھا ہی جبسے اوس رخ و قامت کا ڈھنگ
ششدر و فاختہ گل و بلبل مین جنگ ہے

جاتے ہین چار پائے بھی انکسار سے
صحرا مین جو ہی شیر ہمارا پلنگ ہے

سرمہ کی کھٹک ہی نزاکت سی آنکھ مین
تیغ نگاہ یار مین بھی آج زنگ ہے

پتون کا سبز شبنم گل مین نہین ہی عکس
لبریز پھول کی کٹھری مین بنگ ہے

دل پر لگی ہی جبسے خیال صنم کی چوٹ
پای خیال راہ محبت مین لنگ ہے

لگیا ہی ایک بت کی مری چشم تر کی پاس
بنگلہ پڑا ہوا لب دریای گنگ ہے

ہون تنگ فی زمانہ امانت یہ زیست سے
قید حیات بھی مجھے قید فرنگ ہے

محال اب مفسد شکا بہم جانا نہین گذارا ہے
صلاقہ کیا قیمو نسے امانت کا اجارا ہے

کب اون نے منہ نہین مچھلی کی گلو ہی آشکارا ہے
نمایان عکس کو تر مین زمرد کا شرارا ہے

۸۹

جہاں میں ایک مشکل ہیں کشتو کے قدم جمنا
پریشاں تھا جو رکھنا پیچ سی منظور دنیا میں
رکھا رستا ہی آنسو پونچھنے کو چشم گریاں پہ
سوال اوس سنگدل سی جب کیا ہی میں بوسکا
شہید غبار ہو ہیں کوئی جاتی نہیں اپنا
وفا نسبت ہی آہ رستے کیا گیسو یار کو
نشاں پتلی کی نقش نعل میں اسکی کمیں بھی
رخ اوسکا دیکھو تو ہی یہاں تک آ نہ خط
چڑھی ہیں کیف مئی سی آسمان پر کی اپنی
برابر نقرئی کٹھے کو گوٹے کی جو ہی گنڈی
پہنو کان میں اے جان پتی زمرد کے
دل بیتاب کو میری سحر کرکے وہ بولے
مری غنچہ دہن تو جب چمن میں جا رہتی ہیں
سہانے ہیں یہ شبنم کی پھول آنکھوں کی نقب
تن اوسکا ملک کا سینہ میں ہو ہاں جھلکے

تری تلوار کی ہے دھار یا گنگا کا دھارا ہے
تری زلفوں کو صبا نے سہارے سے آرا ہے
مری رومال میں اشکوں کے دریا کا کنارا ہے
کبھی ہے سخت بات ایسی کہ پتھر میں پچ مارا ہے
ہمیں قاتل تری تلوار کے دم کا سہارا ہے
ہوا ٹھنڈی یہ جنت کی اوہ زلف کا اشارا ہے
زمیں سوار کی فیض قدم سی چاند تارا ہے
غزال چشم مست اپنی نگاہوں میں چمکارا ہے
پھرن آہو وہی عین مستی میں نظارا ہے
شب تنہا میں اوسکا اگر کہیں چاند تارا ہے
چھپا پا کر غزال چشم سمجھے کہ جا مارا ہے
پھڑکنے کی ہی جا لوٹن کبوتر نے ہی مارا ہے
کیا پھولوں کے کنٹھے پر گلوں نے سنوارا ہے
تمہاری کان کی لو پر یہ سکا جل ہی پارا ہے
شفق ہی کہکشاں ہی چاند ہی سورج ہی تارا ہے

ہوا ہے ایک طفلِ سنگ دل کا شوق اندروں
لیس فرق وڑ گیا آک دہن بسترِ ہستی کا
گلستاں میں کبھی اک لالہ رو پر دل جلایا تھا
بنائی ہیں نشانِ تیر نے پھول گیند یکے
ہمیں رنگ کا ہے شوق اوسکو گیسو ہی سے مطلب
تکلف سے بنا فصلِ بہار میں یہ ساقی کا
چمن کو پھر میں بنا وڑ گئی بہار اوسکی صیاد
سدا کرتا ہوں نالہ حالِ اپنا کچھ نہیں سکتا
غضب بیچا بنا شعر اپنی طبیعت میں اگر تھکی
وہ غرق بحرِ غم ہوں آئینہ دیکھا جو تو میں
خجل گلشن میں یا فرمان ہوا ہے ذکر لالا کا
کبھی تھا تو نکلی کیا اوس گلابی کو زر کی بدن
اشارہ چشم کی نرگس کا ہے در پردہ عاشق ہے
وہ خوشی ہوں انتر قی میں مر جنگل میں جب سے یا
مر اجانا ہے مشکل یار کا آنا نہیں ممکن

ہماری بزم میں گانی کی بدلے نوحہ خوانی ہے
لحد میں لیٹ کر پھولوں کی چادر جو بنائی ہے
یہ داغ اپنے جگر کا آتشِ گل کی فشانی ہے
بنائی چادر آپ نے وان سر کا مدانی ہے
ہرا اپنا بدن ہے یار کی پوشاک دھانی ہے
بھری لالہ کے ساغر میں شرابِ ارغوانی ہے
کہو بلبل سے آ گیا یاد اگر گل کی کہانی ہے
دہن پابند ی رکھتا ہوں میں سر بے زبانی ہے
شہر بیچ میں ایسے جیسے اطرح اک کباب چھانی ہے
سمجھ کر پھر بولا قد آدم آئین پانی ہے
سنا وصف اوسکی ہستی کا جو سوکھی زبانی ہے
بھری ہر جا مدانی ہیں مشرق کا مدانی ہے
پسینہ ہیں کیونکہ ہم مردی کا پردہ زعفرانی ہے
زمین پر گر کے کہتا ہوں بلا ہے آسمانی ہے
نزاکت انتہا کی ہے وہاں یہ ناتوانی ہے

لگا کر غوطہ بحر فکر میں ہو آبرو پائی
مضامین تہہ کے گوہر گل ہماری بات پائی ہے

محبت کا جو پایا بند ہوں میں ضعف کے ہاتھوں
سپیدہ ہو وصل و دیکھ سکتا نہیں ناتوانی ہے

نہ رنگ کی جہیں ہر طرف پایا ہوں گلکار
صبا از صحن گلشن پر بنائی کامدانی ہے

پسینے کے بدن باغ جہاں میں ہر روش کو
مرے ہاتھ میں کیوں اوڑھا دوپٹہ زعفرانی ہے

کسی نے دیکھا میاں وڑ لیا تو اعضا لچکیلے ہیں
خیال یار میں کیا ضعف کیا ناتوانی ہے

جھمکا دلکا ہے خال عرق آلودہ عارض پر
وہ بلبل ہے وہ گلشن ہے وہ دانا وہ بانی ہے

ق

خنا سے پاؤں گلناروں گل عنا کی بکن
پسند آئے ہے کاسنی ریشم کا گیندا بوٹا نی ہے

سیہ بافت پاجامہ گلابی چھینی نیفہ
دوپٹہ سرخ انگیا سبز کرتی زعفرانی ہے

کساں ہر وخم ناوک بلا گیسو پری پیکر
مگر اوسکی معما ہے دہن از نہانی ہے

لگا یا میں محبوب ڈسیا تار سونے کا
پتی آنکھوں کے پر دونپر سنہری کامدانی ہے

خرد اوسکا و یکی مجکو نامہ بر دیکھا کہاں
کہا لینے بہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت وا کیا ہر شعر میں موتی پروئے ہیں
ہر اک مصرع تر اسلک گوہر معانی ہے

ورقا آنسو نکلے نار میں حیدر کا نام ہے
سمجھے ہیں اپنے در نجف کا امام ہے

دل رنج و غم سے تارک لب طعام ہے
ہر چاند کو بحر میں ماہ صیام ہے

دیکھو کہ اک ورق میں گلستان تمام ہے

اصحاب کہف کہتے ہیں سگ کر ام خوش

دانا ہوں سو علی ہے [illegible]

انجام میں ہے حسن کا آغاز کی بہار

[illegible]

91

یکتا ہی اپنی دین مین شایان بندگی
اسلام مین بھی ساتھ الف کی سلام ہے

کیون مرغ دل نہ زلف رخ یار پر گرے
پھیلا ہوا گلاب پہ سنبل کا دام ہے

عارض پہ عین حسن خم زلف دیکھنا
خط کے قلم سے یار نے لکھا یہ لام ہے

خط آیا جانتا ہی مقدر کی سمت سے
حسن عذار یار کی مدت تمام ہے

زر دوز شب کی کارنمائی کو دیکھنا
صاف اطلس فلک پہ ستارون کا کام ہے

یوسف سی حسن یار کی کامل نہین مثال
ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہ تمام ہے

بیس جا ہے خوف ہی کہ نہ مجھ ناتوان کی فکر
مضمون کا دلمین صدمے سے ازدہام ہے

ایا ہے روے یار سے ام الکتاب کا
یعنی الف ہی میم دہن زلف لام ہے

کاٹا ہے یار نے مری باتون کو بے تقدیر
گویا دہن مین کام زبان کا تمام ہے

دو عارض اونسے پائی ہین گیسوئی سیاہ
وہ دن وہ رات ہی وہ سحر ہی وہ شام ہے

زاہد کو ہے نماز مین بھی یاد قد یار
قد قامت الصلوۃ زبان پر مدام ہے

کوٹھے پہ جاکے ہیئت زیور بدل گئی
مچھلی تمھارے کان کی بالے کی بام ہے

فصل خزان مین نالہ جانسوز ہے گران
بلبل کے مرثیہ کو ہمارا اسلام ہے

راضی نہین ہے تجھسے خدا کی ہین کیا بول
کفار کی زبان پہ بھی رام رام ہے

بوچھار دیکھنا زرگل کی صبا کے ساتھ
بچھی ہوئی چمن مین تمامی تمام ہے

مرجاؤنگا پھڑک کے گلا کیجئے قفس
صیاد لیچلا ہی چمن سے کہاں مجھے

کس صندلی قد کا ہے مجھے ہجر دلکو آج
ہی دود آہ گرم اگر کا دھوان مجھے

بوسہ کے شوق میں نکروں تیک کیوں غذا
کھاتی ہیں پیٹ بھر کے تری گالیاں مجھے

قد خم ہوا ہی حسرت مژگان یار مین
تیرون کی آرزو نے بنایا کمان مجھے

ہو کر نحیف زار جبینوں کے سر چڑھا
گیسو سے حلقہ دار ہوا نردبان مجھے

ادرس ترے تو آتشین یہ ہوا اشتیاق ریت
آیا نظر جو شمع کی لو پر دھوان مجھے

گل تو ٹہنے یہ عندلیب کو باندھا درخت سے
تونے نہال کر دیا اے باغبان مجھے

قبضہ کیا تھا وقت گل میں نہ سنتر کیا
بھاتی نہیں ہزار تری داستان مجھے

خاموش ہجر میں نہیں ہوتی ہیں رات دن
خالق نے دی ہی شمع کی گویا زبان مجھے

کھو دے خط سیاہ کی کثرت سے آئینہ
بیاد دشمن ہی یار کا اندھا کنوان مجھے

ہدا و غم میں طالع خفتہ کی ہی جنون
سو تیکی ایک سال ہنسا بیڑیان مجھے

شادی ہی دلکو یہ مرگ رقیب کی
تابوت پر ہی شبہ تخت روان مجھے

تلوار کھینچا جو نزاکت میں یار نے
ابرو کے پیچ سے کر و پہچان مجھے

غم میں خط سیاہ کے جاری ہے سدا میں اشک
اندھا کرے گا آتش رخ کا دھوان مجھے

ملتا ہی ٹھوکروں میں فراز سمند یار
آنکھوں سے ہی زیادہ تری ہتیلیاں مجھے

۹۳

سوا ہو لن کسی لب کی لالی پہ اب دل	جنازہ سے پہلا کہی وشالہ پڑا ہے
سیہ کان ہیں وسکو سوتی کی لڑیاں	دلا ابر گیسو سے جھالا پڑا ہے
عیاں ہے کچہ پوسے پہ سوتی میں گیسو	اجی مار ڈالو یہ کالا پڑا ہے
وہ جاڑو نین ہیں غیر سے گرم صحبت	ہمیں ٹھنڈی سانسوں ہی پالا پڑا ہے

امانت کو پوچھا کسی نے تو بولا
مرے کوچے سے وہ نکالا پڑا ہے

روح کو اضطراب ہی جی کو ہی کل سی بیکلی	جلد خبر لو ہمدمو جان فراق میں چلی
باد صبا جو یہ قدم باغ میں تا سی چلی	نخل نہال ہو گئے پھول گئی کلی کلی
سایہ کی طرح خط بڑھا چہرہ صاف ہو گیا	آیا زوال یار پر حسن کی دوپہر ڈھلی
تکر کو کفن کی ہو گئی لگ گیا خاک میں بدن	قبر میں کہہ کے دوستو آہ مری خبر نہ لی
منہ کو پھرا کے خلق سے کوچہ میں وسکو جان دی	شہرہ ہوا ہے عشق کا کیوں نہ ہو گلی گلی
پارسا نا نہیں کوئی کب سے ریاض میں ہیں	[illegible]
چلتا ہی باغ میں گل جبکہ ادہا کی پا ہچی	خار ہر ایک پھول کو [illegible] کلی
کہتے ہیں جذب عشق آہ چلکے پہ تنگ اگر	ساتھ ہستی کی طرف [illegible] چلی
تار کشی ودیہ تو اوڑھے کرن چوٹانک کو	ہو شب ماہتاب میں [illegible]

تلخی غم کے سبب زہر کی ہوتی ہے تلاش
حق میں عاشق کے نہ بات آپکا کرنا سم ہے

ہان وہ کہاتی ہین ہین تہوکتا ہون لہو
اوسکو پہونچنا ہی سرخی مری لب دم ہے

کسکے نالون نے کیا بزم کو روشن مطرب
آج کیون شعلۂ آواز ترا اتنا ہم ہے

قتل کو سیر ہی ہے کسکے رجہ بیشمار قاتل
سرنگون قوس ہی شمشیر کی گردن خم ہے

کسکو شامت نے لیا الٹنے ہی کیسے سنبل
کیون مزاج آج ترے گیسو کا برہم ہے

کبھی پہلو مین جگہ دیتا ہون گردن پہ کبھی
ہجر مین خنجر خونخوار مرا ہمدم ہے

دور ساغر مین نظر آتی ہے سیر دنیا
جم گیا جام کا جب رنگ تو ساقی جم ہے

سرکشی گہر مین خدا کے نہین چلتی ہرگز
دیکہہ لو کعبہ کی محراب سراپا خم ہے

قصر دنیا مین عمارت ہی محل عبرت کا
جسکا جشن آج ہی کل اوسکا یہان ماتم ہے

کان شیطان نے پہونکی کہ لگی حسن سے لو
تیری خود بینی سے ناکام مین [illegible] آدم ہے

بدگمانی سے ہی دم بند کرون کیا تدبیر
اوسکی انگیا بہی مری آنکہ سے پنہان محرم ہے

کیا کرین کیا نکرین کسپہ جہرین کس سے ملین
عیش دنیا کی بہت زیست کا غم کم ہے

اسد اللہ کا ہون بسکہ اباشت مداح
مدعی کے لیئے ہر شعر مرا اسم اعظم ہے

مرتا ہون ترے ہجر مین ای یار خبر لے
اب جان ہی جاتا ہی یہ بیمار خبر لے

95

آغاز محبت مین یہی [illegible]
مرتا ہے ترا تازہ گرفتار خبر لے

گیسو

گیسو بہ شکل روز آب آتا ہے وہ صنم
تیری کدورت کا ہوں خستہ حال کیسا
دیوانہ تیرا جا کے نہ صحرا کو اسے پری
رنگین وہ بکلین شعر کہ مرجائین جن پری
غش ہوں جو اوسکو دیکھ کے بزم حبیب مین
اوس گل کی طرح غیر پہ مائل نہیں یا نہیں
ملک عدم مین دور ہے حشر تک مرا
دل غیر کا چھدا ہو تو ڈالیں آنکھ ہم
پھبتی مین ہم نے لب کو کہا نیشکر کی [illegible]
اوس شعر کی تیغ زبان سے کہاں پناہ
ٹکڑے کرونگا دامن محشر [illegible]
سوراخ در کے بند کرو چھوڑو [illegible]
سو رنج تپ فراق صنم کی [illegible]
ڈالے نہ سر حیا سے اوس مہ کے [illegible]
زلف بتان کے عشق نے مجھکو کیا تباہ

اوقاتیہ بلا سر عاشق سے ٹال دے
مٹی کے بدلے قبر مین گرد ملال دے
ہاتھوں کا طوق پیار سے گردن مین ڈال دے
اونگلوں مین لعل وہ جو دہن مین اوگال دے
چھپٹے ہزار با عرق انفعال دے
کوئی ہمارے دل سے کلیجا نکال دے
اپنا دوشالہ وہ جو جنازے پہ ڈال دے
فرنگان کی چھپ کو کوئی دیکھ بھال دے
گیسوں کا لیان [illegible] شیشے مین مقال دے
باتین ہو کہ غیر کو عاشق پہ ٹال دے
[illegible] ہاتھ کفن سے نکال دے
[illegible] تمھاری شہر مین فتنہ نکال دے
[illegible] عوض خدا [illegible] ڈال دے
[illegible] نکال دے
اوس [illegible] کی دو ما [illegible] ال دے

٩٧

پھر آئی آنکھ اوسنے مر گئے ہم ۔ ادا کافر کی پیغام قضا ہے

نبات و شہد کی کیا اصل جانے ۔ ترے ہونٹھون نمین دنیا کا مزا ہے

جسے خورشید کہتا ہے زمانہ ۔ مرے رشک قمر کا نقش پا ہے

سپہر حسن سے نسبت مین کیا وہ ۔ فلک مین چاند کا دھبا لگا ہے

تری آنکھون مین کب سرمہ لگایا ۔ منڈھا مجھپر یہ ناحق طوطیا ہے

گرہ کھل جاتی ہے عاشق کے دل کی ۔ ترا ناخن عجب مشکلکشا ہے

دل شیدا اسکا خواہان ہے ہر اک گل ۔ مرے بلبل کا طوطی بولتا ہے

شجر کیا آم کا ہے شاخ مرجان ۔ ہمیشہ اشک کا ٹپکا لگا ہے

سناتے ہو جو تلخ و ترش باتین ۔ ہمارے دل لگانیکا مزا ہے

مین آہین بھر رہا ہون سرد لیٹو ۔ کرو آرام کیا ٹھنڈی ہوا ہے

نہ پہونچے ہاتھ تک کیون نیکے زیور ۔ کہ سونیکا نصیبا جاگتا ہے

نہ آنا وصل کے چھیٹو نہین ایدل ۔ وہ بحر حسن کسکا آشنا ہے

کس ابرو کے ہین تیر انداز مشتاق ۔ کمان مین آجتک چلا بندھا ہے

تری آنکھونسے نسبت دی ہرن نے ۔ غزالان ختن کی کیا خطا ہے

قدم رکھتے ہین سب صف و سن مین ۔ عدم کی راہ کا ڈھرّہ لگا ہے

[illegible]

وہاں آنکھیں ہیں اسکی جو کہتے آئین	ہمیں یہاں موت کا کھٹکا لگا ہے

سر محفل طلب کرتا ہے بوسہ
امانت کیا تمہارے منہ لگا ہے

خدا کی یاد کرتے ہیں بتوں سے گرم صحبت ہے	یہی مذہب یہی تقویٰ یہی ہے عبادت ہے
وہ کیا شے ہے کہ جس سے بشر کی غیر حالت ہے	تعشق ہی تعشق ہے محبت ہی محبت ہے
حسینان جہاں لے کے صنم اس لئے کو نفرت ہے	مجھے تیری محبت ہے مجھے تیری محبت ہے
خدا کیواسطے جلدی دکھا دو حسن کا جلوہ	قیامت کو ترے دیدار کا وعدہ قیامت ہے
تماشا گاہ عالم میں مجھے حیرت کا ہے عالم	ہزار آئینہ دل میں ہے ہی بس ایک صورت ہے
بشر کی کیا حقیقت ہے فرشتہ خاک ہے بیکس	اوٹھائے بار تیرے عشق کا کسکی طاقت ہے
نہیں لگا نہیں کم ہے میکدہ میں قیل و قال اسکا	صدا ہو حق کی ہے قلقل میں شیشے کا چہچہا ہے

بھروسا زندگی کا ہے امانت کسکو دنیا میں
بتوں کی یاد میں اپنا جو دم ہے سو غنیمت ہے

جھکا کر سر قدم پر گرد جھاڑی گیسوئے اسکی	دلا چھین ہے جبین آستین قاتل کی جھکن کی
عمر سے روز سیہ کو ننگے دم ہو تو نہ جب آپ سے	چراغ سے فلک فی شمع پروانے پر روشن کی
دماغ اپنا معطر ہو گیا جب لگ گیا دامن	انگرکھے میں تر کیا غنچہ لب کلیاں میں کلیاں کی

[illegible]

۹۸

[illegible]

[illegible]

اوکہاں ای غیرت گل گوکہر دکنبہ ہو کا چکلی ہے	گریباں پیرکہیں پہنچی نہ وصحرا کو دامن کی
شراب لالہ گون کا جام سینہ برسا دای ساقی	گہشا اوہنچی ہے گلزار میں بہار فصل دامن کی
چمن میں برق کیسیو تر جو گہوڑا اوسنی دوڑایا	گلوں نے بجلیاں ہیں نشان نعل توسن کی
ہمیشہ پہول مانند چمن رہتے ہیں انگیاں	کشود کارہی ہے پال ہو گل ہی دیوار گلشن کی
فروغ شعلہ رخسار آتشناک کیا کم تہا	دہم قفس صنم مشتعل ہے بر رہتی ہی روشن کی
سواری کونسے شاہ بتاں کی آتی ہے یارب	ترنم میں صاف ہو آواز ناقوس برہمن کی
بتا کر زلف انگشت حنائی سے دکہتی ہیں	شب گیسو میں بکہیں شمع ہی لال شب گون کی
خراش خار غم بی طفل شاہ پر ہو پیرگہ میں	مری سینے سی آہ کہیں صدا آتی ہی ارکن کی
رہی کم رات راحنی وصل سے ہو باغ میں تو	پڑی شبنم کہول گل چاندنی نکلی ہوا سنکی
قرولی مارتیہا ٹہنڈی سانسیں جب پیرہن	لگائی ہے بتاں ... صراحی آب آہن کی

دلِ ناداں پھنسا کر عشق میں نیا سی کہو بیگا
امانت دوستداری ہی کبھی جانا نہ دشمن کی

دریا پہ واہ رہتی ہے کیا نور چاندنی	کوسوں تلک ہی تختہ بلور چاندنی
مجھ سے لقنگار کو نہ شب ماہ میں پہرا	زخمی کے حق میں ہے ای چور چاندنی
ہوتا ہے مجکو قبر کی چادر کا اشتباہ	کیا ہے شب فراق کی بے نور چاندنی

آؤ وہ ماہ شب کو نکلا کہ جو باغ میں
بہ چاندنی کے پہول ہیں مستور چاندنی
دریا میں نصف جلو چادر تھا لطف ہے
چھائی ہی ہے ساغر بلور چاندنی
جاتا ہی دل سے خوف خطر دزد و شحنہ کا
ہوتی ہے شام ... دیکھ کے ... چاندنی

[illegible]

دو ڈرا نہ سنگدل شب مہتاب میں ہمیں
آئینہ کی طرح سے نہ ہو چور چاندنی

ہوں بال جب سفید تو گریباں نہیں درست
کردیتی ہے ستارونکو مستور چاندنی

حور و نکو کیا جو نہیں نیلگوں سپہر کرنیہ
سورج ہے دھوپ چاند سے ہے دور چاندنی

آئے ہیں شام نظر تابان ماہتاب
لائے کہاں سے گرمی تنور چاندنی

بیقدرت بھی کرتے ہیں مہرو مہ عیش
فرش سفید ہے پئے مزدور چاندنی

سوراخ ہے جگر میں شب تار ہجر سے
بتی کو ڈھونڈھتا ہے پئے ناسور چاندنی

اوڑتی نہیں نوافتیں کہ بخت رات بھر
قلقل میں تیرہ بخت ہوں کافور چاندنی

ٹھنڈا ہی تھم دل شب مہتاب وصل میں
پھاہا ہے چاند مرہم کافور چاندنی

مہتاب سے جو دل پہ انا الحق کی ہے صدا
تار شعاع دار ہے منصور چاندنی

دیکھوں نہ ہم اٹھا کے امانت شب فراق
دنیا میں آئے بن کے اگر حور چاندنی

گر کسے غربت میں بھی ہو غفلت بدن ٹکڑے
دل مرا کیوں نہ کرے یاد وطن ٹکڑے

بل کی لے قامت موزوں حسینان سے اگر
ہو ہوا سے کمر سرو چمن دو ٹکڑے

بادہ خواری میں مرا دھوپ جی چلتا ہے
کھینچ لا ہر کسے ای چرخ کہن دو ٹکڑے

لب رنگین تری دیکھیں تو صنم ہیرے سے
سب عقیقوں کو کریں اہل یمن ٹکڑے

جانے نہ دونگا اُنکو سننے کا کچھ نہین ۔ باتین بنا کے وصل کا وعدہ نہ ٹالیے
سینے مین دیکھیے جگہ نقش زلف کو ۔ موذی کو دل کسطرح بغلمین پالیے
سہیات دست رس نہوا ہمکو تا قدم ۔ ہاتھون مین اوسکے رنگ حنا نے جما لیے
غنچے کو دیکھیے دلکا کھلا کب ہی حضور ۔ آئی بہت ہنسی تو ذرا مسکرا لیے
ہاتھ منہ کی آنکھ نہ انگیا پہ جا پڑے ۔ سینہ کھلا ہے دوپٹہ سنبھالیے
تصویر کھینچدی جو نشست یار کی ۔ مانی کے ہاتھ آنکھون سے مین لگا لیے
دریا مین ہمکنار اگر ہو وہ بحر حسن ۔ خوش ہو کے سر حباب کی ٹوپی اچھالیے
در گزرا ہین تاپ بیٹھے کہان کا پیار ۔ پھیلا کے پاؤن ہاتھ گلے مین ڈالیے
اک بوسہ پر یہ گا ایمان اللہ کی پناہ ۔ کچھ مین بھی اب کہونگا زبانکو سنبھالیے
مسند بچھی ہے بزم مین آیا ہو شاہ حسن ۔ دل ہاتھون ہاتھ دزد حنا نے چرا لیے
نظارہ روے صاف کا منظور ہی ہمین ۔ دکھلا کے زلف کو نہ بلا سر کی ٹالیے
عاشق کو زہر غیر کو مصری کی ہو ڈلی ۔ اسطرح کی نبات زبان سے نکالیے
رسوا کریگا خلق مین ہمکو یہ جھانکنا ۔ روزن سے حسن پاک مین رخنہ نہ ڈالیے
زلف صنم کو زیر مین پایا جو لاجواب ۔ شانہ کے دانت سانپ نے منہ مین لگا لیے
دنبالہ دیکھیے سرمہ کا چشمان مست مین ۔ ہان آہو کے حسن شباب مین نکالیے

[illegible] زلف جانان یاد ہے
[illegible] گلستان یاد ہے
[illegible] بیابان یاد ہے
[illegible] یاد ہے

101

[illegible]

آدمی کیسا فرشتہ ہو تو ٹھکراتا پھرے
دیکھکر تیرے دہن کو تنگ ہیں پیالک
شیشکو بغلیں نہ ہم میں رہ کر تھی رسوا کیا
کیوں ستمگر کی طرح صیاد دیتا ہی سزا

راہ مجبت سے غول مجکو وہ بیابان یاد ہے
چاہ بابل مجکو اے چاہ زنخدان یاد ہے
آنکھ تیری پھیر یا اے چشم گریان یاد ہے
بوستان تھی مجکو بلبل کو گلستان یاد ہے

ہوگا کبھی وعدہ امانت سے وفا اے بیوفا
تجکو اے پیمان شکن کچھ عہد و پیمان یاد ہے

کب پیچ سے عشاق کو مارا نہیں کرتے
گستو وہ زلفوں کو سنوارا نہیں کرتے

کٹ ظلم کو ہم دل پہ گوارا نہیں کرتے
شکوہ ترا پر اے ستم آرا نہیں کرتے

تم بوسہ کا دینا بھی گوارا نہیں کرتے
ہم وہ ہیں کہ دل آپ سے پیارا نہیں کرتے

اغیار کو ل بندہ گئی ہیں کو جیلن کو تیر
ہم تیغ کی گھاٹ اونکو اوتارا نہیں کرتے

اندھیر جہان رہتا ہی آنکھوں میں ہماری
جبتک رخ جاناں کا نظارا نہیں کرتے

پتھر اگئیں آنکھیں ہیں اسی حسرت میں ہماری
تم چشم مروت سے اشارا نہیں کرتے

پہلے ہی جواب ایسا ملتا ہی ابدل
بوسہ کا سوال اونسے دوبارا نہیں کرتے

دریائے غم و رنج میں گو رہتے ہیں ہم غرق
پر بحر محبت سے کنارا نہیں کرتے

اے رشک پری محو تماشا ہیں ترے ہم
گر حور بھی آئے تو نظارا نہیں کرتے

راتیں ہوئی ہیں تب بسر سودائیں زلف یار کے
دیکھو ہیں جنہیں با تصور جا نزدیک رخسار کے
کتنے ہیں دن ای باغبان ہم چشم مست یار کے
پھول تربت پر چڑھانا نرگس بیمار کے
مر گئے ہم عشق میں ابرو کے خمدار کے
ان جوہر کھل گئی عالم پہ اس تلوار کے

[illegible]

بادشاہی کی کسے خواہش ہے ای ظل ہما
سلطنت کرتے ہین ہم سایۂ گیسو مین یار

آئیگا آنکھوں سے دو مہر اشک سیچا باغ مین
پھول جسدن ہون گے بلبل نرگس بیمار کے

وصل کی شب شام ہوتے اوسکو آجاتی ہے نیند
بخت سوتے ہین ہمارے طالع بیدار کے

ابروی خمدار پر ہوتی نگہ سے لاگ ڈانٹ
دیکھنا اک روز سر کٹ جائینگے دو چار کے

وصل کی شب بھی امانت سے رہے لیکن دو پہل
اور کیا آتا نہین تکیہ سے اٹھکر ... کے

بخشی ہے نزاکت یہ مری تربت کو خدا نے
لگتی کبھی کسی کی جو مین تو مشکل ہو گئی شانے

گلیون مین جو کیا تو لگا ... پانے
کیا لیا مین تو ہین لگاوٹ کی بہانے

جاتا ہون مین غزلین جو سر روز سنانے
پہونچا بھی یار تلک طبع رسا نے

پاتا نہین بند جو کوئی جانے
کیا باغ مین رنگ پنہا جایا ہے حنا نے

رویا نہ شب فرقت کوئی جبکہ سرہانے
تربت پہ مری شمع لگی اشک بہانے

کہتا ہے کہ آئے گا سگ یار چبانے
کھایا ہے مری ہڈیونکا سفر سہانے

سینے پہ لگائی ہین کمان دار نشانے
توڑا دل افلاک مرے تیر دعا نے

یوسف کا بیان کرتی ہین شیخ سے عاشق
پروانے لگے شمع کو محفل مین جلانے

صیاد کو کیا بلبلین عشق کرتی ہین ...
اتھوڑہ ہزارون کی لگے ہوش اوڑانے

١٠٣

گھر میں مری جو صبح تلک وہ کبھی رہے
کیا عیش رات بھر ہے کیا دل لگی رہے

ساقی کسی مہینے بھرا سے جی رہے
ماہ رجب سے عید تلک میکشی رہے

ماہ رجب سے عید تلک میکشی رہے

بدلے نماز روزے کے چرچا ہے
غنچہ کی طرح پھول سی لب پر ہنسی رہے

اوس گل کو باغ دہر میں یارب ہے ہی جو
آنکھ اپنی در کے سمت کو اوس دن لگی رہے

وعدہ ہوا اوس سے آج ہی شغل جاہیے
سو جائیں ہم بھی تو آنکھ ہماری کھلی رہے

گر جیں عدے پر کسی ذرا آئے تو
کہنے لگا کہ مجھ سے نہ یہ دل لگی رہے

بیتاب ہو کے شب کو گھسیٹا جو تھا
چھاتی پہ سل ہے صبر کی کب تک دھری رہے

پتھر سے پھوڑتا ہوں کہ سنگدل ہے
زنجیر کیوں نہ یار کے در پر لگی رہے

دیوانگان عشق کا اک غل ہے شہر میں
[illegible] رستی نہ [illegible] کجی رہے

ٹیڑھی نگہ سے دیکھیں جو یارب تجھے حسین
شیشہ وہ ہے کہ جس میں ہمیشہ پری رہے

ہے جلوہ [illegible] دلمیں کسی رشک حور کا
سلک گہر سے آنکھ ہماری لڑی رہے

عالم دکھائے گر دُر دندان یار کا
حیوان بن گئے ہیں [illegible] آدمی رہے

کچھ نیک و بد کی ہم کو نہیں عشق میں تمیز
کیوں میکشی کے بدلے نہ فاقہ کشی رہے

آتے ہیں صیاد جو فصل بہار میں
پھولوں کی میری ہاتھ میں اکثر چھڑی رہے

اگر قدم پہ گرتی ہیں گلشن میں بلبلیں

دان کی بہتی ہی کرتی جو آپ نے | آگیا مین چاہیے ہر کٹوری حباب کی
ہون دل کا حال بیان روبرو یار | یوسف سی پوچھتا ہون مین تعبیر خواب کی
کی تیغ سے جو سینا ٹپک پڑے | حاجت نہ پھر ہے خنجر قاتل کو آب کی
ق جو بوسہ مانگے تو معشوق گالی دے | کیا خوبصورتی ہے سوال و جواب کی
ر پھرایا خاک بسر عشق یار نے | اس کوچہ گردی نے مری مٹی خراب کی

یارب نجف مین پہونچے امانت کی مشت خاک
الفت اسے بہت ہے شہ بوتراب کی

ہے گلچین کا الٰہی ہے دامن خالی | گل سے گھر اپنا بھر کر دیا گلشن خالی
کرتا ہون گریبان تو چھٹتا ہی جگر | نہین ہوتی ہے رفو سے کبھی سوزن خالی
دیتا ہی دعا مجھکو تو کوئی دشنام | دوست دم بھرتے ہین دل کو تو ہین دشمن خالی
لبیدہ لبہا وسکے ہین عرق آلودہ | نہین شبنم سے ہے برگ گل سوسن خالی
ن روون خیال لب دندان مین سدا | ہو نہ اس لعل و گہر سے کبھی دامن خالی
کا چاہیے دنبالہ صف مژگان مین | نہین ہوتی ہے نشان سے کوئی پلٹن خالی
گئے ہوکے خفا کوچہ سے تیرے عشاق | بلبلین اڑ گئین سب ہو گیا گلشن خالی
گیا دل مضطر مری چشم تلک | خانۂ تن نہ رہیگا پس مردن خالی

چھیڑے کو نہ کبھی بلبلِ بستان ہو جھ کو
مسکرانی کو نہ تیری گل خندان پہونچے

سر کٹایا تو ملی کوچۂ قاتل میں جگہ
جان پر کھیل کے ہم گنج شہیدان پہونچے

مر گئے پر بھی ہوا کبھی کافر و دیندار نہ تھے
کبھی پہونچے نہ لحد پر نہ مسلمان پہونچے

ڈوبتا اپنا ہوا عشق ذقن میں منظور یہ
ہم کنوئیں تک سببِ چاہِ زنخدان پہونچے

دل اگر پایا کہا سیر ہوا پیدا نکل کو
اسکو ہر اک یہ پری تختِ سلیمان پہونچے

تہنیت کا ہو نہ کیون خانۂ زنجیر میں غل
سیر یوسف جو قریبِ درِ زندان پہونچے

میں وہ مجنون ہوں اٹھاؤں جو قدم جانبِ دشت
پیشوائی کو لیئے خارِ مغیلان پہونچے

گرد صحرا نے دیا جسم کو پیراہن خاک
دشت وحشت میں جو ہم باتنِ عریان پہونچے

پوچھا کیا ہے لبِ زلف کی دیوانوں کو
کچھ نہیں پہونچی تو کہتے شہر بدخشان پہونچے

پا بہ گلزار ار رہ گنا ہی ہے ترا انگ
اس گلستان کو نہ سعدی کی گلستان پہونچے

تو سلجھتی نہیں شانہ کئے جاؤں کب تک
اب تو مشکل ہو گیا اسے زلف پریشان پہونچے

شدتِ ضعف نے پوشیدہ رکھا رازِ جنون
ہاتھ اپنے نہ کبھی تا بہ گریبان پہونچے

چرخ مجمر ہو قمر شعلہ ستارے اخگر
گر فلک تک کوئی آہِ دلِ سوزان پہونچے

غم میں رو کے جو کسی کو میں یہان ہم اکثر
ششتر کے معرکے میں با لبِ خندان پہونچے

ہاتھ بھولے سے لگائی نہ وہ مہندی کو کبھی
دستِ قاتل تک اگر خون شہیدان پہونچے

١٠٧

مست غرور راستا ہی جوم گلچین کر آئی شاخ گل	دیکھ لینا ایکدن صرف خزان ہو جائیگی
ہاتھ سے اپنے جو گل لیویگا وہ شمشاد قد	شمع محفل رشک سرو بوستان ہو جائیگی
خانۂ تن سے جو نکلیگی نگون کی تیر مین	روح اپنی بلبل بی آشیان ہو جائیگی
گر عدم کی راہ سوجھیگی نہ آنکھون سے ہمین	سرمہ خاک نقش پای رفتگان ہو جائیگی
یا الٰہی جاؤنگا کس در زمین زیر زمین	کہکشان آنکھون سے شکل آسمان ہو جائیگی
ہاتھ مین قاتل کی جسدن دیکھ لی تیغ سبک	گردن اپنی تن پہ ایکبار گران ہو جائیگی
مر گئی مین ہم حسینون کی کمر کی عشق مین	رفتہ رفتہ قبر اپنی بی نشان ہو جائیگی
یار پہر حال دل اغیار سننے کا نہین	گوش زد گر اپنی غم کی داستان ہو جائیگی
تیر سا درگاہ جاؤنگا مین چلہ کہو لیے	دوستی جب تجھسے ای ابرو کمان ہو جائیگی
غنچۂ دلکی مقدر مین نہین کہلنا لکہا	یان صبا بھی آنکے باد خزان ہو جائیگی
ساتھ یارون کا نہ ہم چھوڑین گی بعد مرگ بھی	خاک اپنی گرد راہ کاروان ہو جائیگی
تیری پستان کی نزاکت دیکھکر ای مہجبین	پانی پانی جسم آب روان ہو جائیگی
آتشین عارض پہ رکھیگا صنم خط سیاہ	دیکھ لینا آگ اک دن دہوان ہو جائیگی
الفت دندان مین ہو جائیگا غرق بحر اشک	کشتی تن آب گوہر مین روان ہو جائیگی
گلرخون کی بزم مین کہنا امانت کا سلام	ای صبا تیری رسائی گر وہان ہو جائیگی

گھر سے تو میوہ فروشونکو اگر دیتا صلہ — غیر سنکر کی طرح آواز سنکر بولتے
باتین کرتے کرتے قاتل اپنا دم تھا تو فنا — ہم دہان زخم سے بھی بیر خنجر بولتے
یا وزلف و رخ مین چھپا ہین عنبر و سیاہ — چاندنی مین اکتو کوتے ہین اکثر بولتے
لگالیان سنکر کہو خاطر سے چپکے ہین حضور — آپ کیا کرتے اگر ہم بھی برابر بولتے

حسن عالم سوز کا ہوتا جو پروانہ اگر
یون امانت شمع رو تجھسے نہ جلکر بولتے

خط کی آفت سی سدا آرو بتان دور رہے — آتش حسن سے یارب یہ دھوان دور رہے
ایسی بندہ جا زمانہ مین حسینونکی ہوا — شمع سی باد صبا گل سی خزان دور رہے
دست گستاخ کیا وصل مین ہین جو دراز — ہوے وہ ہاتھہ مری جسم سی بان دور رہے
ای لب یار تری پاس ہی دنیا کا مزا — ہی وہ کس کام کا تجھسے جو زبان دور رہے
ای فلک ہم سی نہ احسان کسی کا اوٹھا — اپنی گردن سی تو یہ بار گران دور رہے
نالہ اک کھینچ کی کر دونگی کہین خاک سیاہ — کہہ دو خرمن سی مرے برق تپان دور رہے
قبر کے پاس ہو چھکر تین پیچان نے کہا — جس مین ہم رہتے تھے اب دل و مکان دور رہے
تیرہ و تار ہوا اپنی نگاہون مین جہان — کبھی وہ اس مہ تابان سی جہان دور رہے
شعلہ دگرمیون سے جلتی ہین سب ای شمع — لب گلگیر سے محفل مین زبان دور رہے

١٠٨

کی قناعت میں سب نے رو [illegible] | [illegible] لب تک سوال آتا ہے
کیسے مر [illegible] ہم [illegible] | [illegible] ہال آتا ہے
جب چھپاتا ہے آفتاب و ماہ | [illegible] ال آتا ہے
کس کی زلفوں نے دل کو اوجھایا | پیچ [illegible] ہال آتا ہے
باتیں اوس لب کی کر کے ای غنچے | کیوں زبان کر کے لال آتا ہے
وجد ہے دل کو اوس کا قال ہوں | جیسے صوفی کو حال آتا ہے
ہے ترا کسی کا دل کو پسند نہ | دھیان میں کب خیال آتا ہے
ایک دن اوڑ جائے گا غیرت سے | روز وال [illegible] آتا ہے
رخ کو چھپا آفتاب کہتا ہوں | کیا ہی [illegible] آتا ہے
گل کو ہاں زرد کر دیا اے رخ یار | کر کے منہ لال لال آتا ہے
کیا زمین میں بھری ہے دولت ان | [illegible] آتا ہے
زلف سوی کمر سے ہو ما [illegible] | دیکھ [illegible] جال آتا ہے
پھر نہ اے ماہ آفتاب میں روز | پھر رخ پر زوال آتا ہے
غم نہ کھا [illegible] صبح کا [illegible] | خوش ہو روز وصال آتا ہے
نقد دل دین تو زلف ہاتھ لگے | دام [illegible] جال آتا ہے

[illegible]

۱۰۹

پاؤن پیچھے نہ ہمارا کبھی زنہار پڑے
گر ترے عشق مین تلوار پہ تلوار پڑے
انقلاب چمن دہر ہے غیرت کا - تمام
آتے جاتے رخ جانانہ کا نظارا کرتے
کر دیا ہمکو فراق در جانان نے یہ زار
جا سکے آج مرے گھر سے نہ وہ برق جمال
تا قفس نکہت گل لیگئی بادِ صب
عیش و عشرت کی وہ باتین کبھی دکھلا ہمکو
سر رخ شبنم کا دوپٹہ جو وہ گل اوڑھ کے آئے
ابروؤن مین ہی حسینون کی دل اسطرح گھر
شوق سے مجھ وطن آوارہ کو اپنا پہونچا
ناتوانی کی بھی حد ہو گئی اے غیرت گل
اب تو گھر سے نکل اے رشک مسیحا للہ
خلق ہے تشنہ آب دم تیغ اے قاتل
چال اٹکھیلیون کی چھوڑ میان بہر خدا

لوٹے قاتل مین جو تلوار پہ تلوار پڑے
بل نہ تیوری پہ کبھی اے ابرو خمدار پڑے
تھے جہان گل نظر آتے ہین وہان خار پڑے
ہاے اوس کوچے مین کیون جاکے نہ بیمار پڑے
دم نکل جائے اگر سایۂ دیوار پڑے
پانی اسطرح کا اے چرخ ستمگار پڑے
سر کو ٹکراتے ہین مرغ گرفتار پڑے
نیند آنکھون مین نہ اے طالع بیدار پڑے
اوس کیا پھولون پہ اے بلبل گلزار پڑے
جیسے چو رنگ پہ ہر سمت سے تلوار پڑے
آبلے پاؤن مین تیرے لیئے اے خار پڑے
پھولے دم اپنا جو گردن مین کبھی ہار پڑے
ہچکیان لیتے ہین وہ بستر پہ ترے بیمار پڑے
پانی مانگین ہم اسطرح کی تلوار پڑے
بل کمر مین تری کسیدن دم رفتار پڑے

مین وہ سنبل جو ہمارا زلف کو دو گھڑی ...
دون ہر سانپ سے نسبت تو مجھے پاس ...
گزرین سے تری کہیڑھا مجھ دہناکی ...
پھول بلبل پہ نہ آئی گلزار پڑے
ہاتھ آما نت ہی دو پیا کو کوئی جان ...
پاؤن ترے نہ کیون سر بازار پڑے
وہ کھو پیچھے پیچھے پیہر د نقاب نکلا ہے
سحر سے پہلے ہی آج آفتاب نکلا ہے
عشق آیا مجھکو تو بولا ابھر کی کر رخ کا عرق
ابھی یہ پھولون سے تازہ گلاب نکلا ہے
گیا نہ میکدہ مین ہم سے کوئی محروم
ہم ایک عشق کی بات کر شراب نکلا ہے
کرین گلا دل وحشت زدہ کا ہم کس سے
کہ گھر سے لیکے یہ خانہ خراب نکلا ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

شراب پینے کا تہا ابر مین مزا ای چرخ	کباب کرنیکو کیون آفتاب نکلا ہے
پسینا اوس کی تن آتشین سی ہی جاری	عجب تماشا ہی آتش سی آب نکلا ہے

کسیکے غم نے رلایا مگر امانت کو — کہ آج گہر سے نہ چشم پر آب نکلا ہے

آفتاب حشر سے سوزان بشر ہو جائینگے	آشکارا جب مری داغ جگر ہو جائینگے
کہل کہلا کر تو جو گلشن مین ہنسی گا وقت صبح	برگ گل پر قطرۂ شبنم گہر ہو جائینگے
کچہ نہین کہٹکا ہی جب وحشی کو تیغ خار کا	ہر قدم پر پاؤن کی چہالی سپر ہو جائینگے
عشق کی منزل کا طی کرنے کا ہوگا قصد جب	قیس و فرہاد میرے ہم سفر ہو جائینگے
لاغری اور ناتوانی سے یہ ہوتا ہے ثبوت	برگ گل پر قطرۂ شبنم گہر ہو جائینگے
ابتدای عشق مین کب بیخبر تہی دوستو	حال سے میرے وہ ایسے بیخبر ہو جائینگے
شام سی اغیار کا پہلو کرے گا تو جو گرم	رشک سی جل جل کی ہم شمع سحر ہو جائینگے
نالۂ سوزان شب فرقت اگر ہوگا بلند	مہر ہو جائے گا مہ اختر شرر ہو جائینگے
خرم و خندان وہ ہوون گا روز محشر گور سی	قبر پر میری اگر وہ نوحہ گر ہو جائینگے
اعتبار ای غیران کی مہربانی کا نہ کر	آج یہہ رو او دہر مین کل ادہر ہو جائینگے
ہنس پڑی گا میری رونی پر جو تو بی اختیار	عکس دندان سی وہین آنسو گہر ہو جائینگے
مال و زر جان جگر کہو کر میسر ہوگا وصل	سیکڑون اس نفع مین اپنے ضرر ہو جائینگے

آسمان پر کیون نہ پہونچی گا بہلا اپنا دماغ
مہربان تم ہو زمین رشک قمر ہو جائینگے

تو بہار آئی چلی صحرا کو دیوانون کی غول
سیکڑون اس فصل مین ویران گہر ہو جائینگے

چشم کو خندان وہین ہوگا ای امانت دم کر
یہان جو گریان ہم شاد و بجر ہو جائینگے

ای جنون کس کو سواری کا تحمل چاہیے
ساتھ تجھ دیوانہ بنائے بخر کا عقل چاہیے
جب کہا مینے کہ تجھ سا غافل چاہیے
بیکسی ساقی کی کہا صبر و تحمل چاہیے
شوق لاؤن کہا سے کہ عزت کا چاہیے
ہم ہین عاشق دل کو جلاؤ نہ بلبل چاہیے
چاہو تم نہین مجھ جنازہ کا تحمل چاہیے
پہر وہ منزل ہے جہان [illegible] چاہیے
لادو گل

لالہ و گل مانگتا تجھسے نہیں ہی باغبان
عاشقِ زلفِ صنم ہون مجھکو سنبل چاہیے

مر گیا ہون فرقتِ ساقی مین سیر آتش بجا
نالہ و افغان کو پئے شورِ قلقل چاہیے

ہو گئی ہین قتل اک گل کی نزاکت دیکھکر
زخم سینے کو لئے ہمکو رگِ گل چاہیے

کیون کرا و سر رخ کی مقابل ہو کہ ہو شانِ ماہ
ابرو و چشم و لب و دندان و کاکل چاہیے

دل یہ کہتا ہی لپیٹا جاؤ ڈر کر اوس کی گلے
عاشقون کو کب بہلا صبر و تحمل چاہیے

دستِ ساقی مین جو دیکھے شیشۂ مے دور سے
زاہدا تو بھی کہیے اک ساغرِ مُل چاہیے

اک بھبوکی نی مجھے جھلا دیا ہے بلبلو
تن یہ گل کھانی کی خاطر آتشِ گل چاہیے

وقتِ گریہ کیون نہ ہو محرابِ ابرو کا خیال
ہو جہان دریا کوئی ... بان پُل چاہیے

ہو سیار کِ بلبلون کا شور تمکو ای گلو
ہم ہین جن یوانی ہمین زنجیرِ غُل چاہیے

سونگھ لین گر بوئی گل جب قید سی ہون رہا
ای صبا کس کو قفس مین نکہتِ گل چاہیے

بیڑیان لوہی کی پہناؤ نہ مجھکو دوستو
زلف کا دیوانہ ہون زنجیرِ کاکل چاہیے

باندھ دو رسّی نہ اے صیاد پر بہرِ خدا
صیدِ لاغر ہون مجھی تارِ رگِ گل چاہیے

دم نکلتا ہے قفس مین لے خبر صیاد جلد
ہم اسیرِ ان سے نہین ایسا تغافل چاہیے

روشنی اسکی چراغون کی نہ کر اے باغبان
قبرِ بلبل پر فروغِ آتشِ گل چاہیے

اے رہِ انصاف دل مین سوچ تو ای بیوفا
جو کہ چاہے آپ کو اوسکو نہ بالکل چاہیے

فصلِ گل مین کیون جلاتی ہو جلا دو گی ...
ناتوان ہون مجھکو بونِ نکہتِ گل چاہیے

پہونچو بھی مین مری تربت بنا دیجو گی ...
باغ مین اوس غیرت گل قمری بلبل چاہیے

ناتوان ہون صد سے ہو جی کا ادم ...
بادہ ہو گا دور ہی کی حاقل زکی گل چاہیے

ساقیا آ کر پلا دی جامِ اُلفت ...
میکشون کو واسطے بادہ عزلِ گل چاہیے

سوال پوچھو بر حال دوائی یار ...
سنا دو سی کالیان اغیار کو دو چار ...

ہوائی مین مجھے کیا خضر ہو گر چال سے ...
ار سے کا فتنۂ قیامت ہی ترِی رفتار ...

پریشانی کا ادی حال مین ...
چلا دل کہاں ...

[illegible]

کہلی ہے اب کہین جو ابہ عدم سے آنکہہ نرگس کی
امانت ہے کسی کی چشم کا بیمار پہلے سے

آنکہہ تکا کے پہر ہی اوس ابر کرم کی
بدلی جو لطف دل پہ گہٹا چہا گئی غم کی

یاد آ گئی بجلی مجھے اوس ابجر کرم کی
گردوں پہ شب ہجر مین کل برق جو چمکی

دکہلا کے کہین شکل عذار و کہ صنم کی
اس دل کو تمنا ہے بہت باغ ارم کی

روتی ہی بسر ہوتی ہے مجھ کشتہ الم کی
اللہ رکہے آبرو اس دیدۂ نم کی

کیا ہیں نے لیا تمنے ملاقات جو کم کی
اغیار سے ملنے کی کسے دیتے ہو دہمکی

ماہ فلک حسن کہون اوسکو نہ کیون کر
کرتی ہے ستارون کو خجل جوتی اوچہکی

تو چپ بہی ہین جاتی نہین تم غیر کے ہمراہ
درگاہ مین لو چلکے قسم کہا و صلم کی

لا کہون اوسے دکہلائی حسینون نے پہیر
اللہ کی گردن بت مغرور کی خم کی

اوس چشم کی الفت کے سبب ہم ہوئے مشہور
ہے جام ہی سے ناموری خلق مین جم کی

ق

گلزار سے میں پایا جو وہ رشک مسیحا
اسید مریضون کو ہوا الطاف و کرم کی

نرگس کا اشارا ہے کہ جوش یرقان ہے
گل پہول کے کہتا ہے کہ شدت ہے ورم کی

سب سبزۂ تر خشک ہو دریا مین اوہو جا
سنبل پہ ہے قبر جو مجہ سبز قدم کی

آتا ہی تو آج کہین او ہو رشک مسیحا
ہے جان تن خستہ مین مہمان کوئی دم کی

عاشق بنا چکے ہو تو ہمرو کو نی ذرا
جاتے کہان ہو مجکو محبت مین ڈال کے
دل کیا ہے مین تو تجکو اگر نذر کر دیا
حاضر کرون کہو تو کلیجہ نکال کے
خود رفتگی مین راز محبت نہ چھپ سکا
چھپتا رہا ہون بات کو منہ سے نکال کے
لخت جگر غذا ہین غم عشق پاک مین
لقمے کرم دیتا ہے وجہ حلال کے

[illegible] نہین باغ مین ٹہنیان نکال کے
[illegible] چشم [illegible] وہ دیکھتی
[illegible] رہا ہون ہلال کے
[illegible] ابرو سے [illegible] مین خال کے
[illegible] سے نکال کے

اوس سرو قد سے پھل نہ امانت ملیگا کچھہ	
یہ وہ شجر نہین ہے کہ جسمین ثمر لگے	

کوچۂ قاتل تلک اے دل رسائی کیجیے	کاسۂ سر ہاتھہ مین لیکر گدائی کیجیے
خلق ہو حیران وہ معجز نمائی کیجیے	منہہ ملکر نقرہ جیسے طلائی کیجیے
ویرمین برسون رہے لیکن نہ ہاتھہ آیا صنم	کچھہ دنون کعبے مین چلکر پارسائی کیجیے
ابروئے خمدار کافی ہے ہماری قتل کو	تیغ سے اغیار پر تیغ آزمائی کیجیے
ٹھوکرین کہاتے ہین شوق منزلِ مقصود مین	جلد اے خضر غریبان رہنمائی کیجیے
بات کچھ مجسے تا کہکر کیا اس دل کی گرہ	غنچۂ لب سے مری عقدہ کشائی کیجیے
بعد مدت آئینہ بھیجا مجہے دلدار نے	ہے یہ اب مطلب در پردہ صفائی کیجیے
منفعل شمشاد کو کیجیے نہ ٹیڑہی چال سے	راست بازون سے نہ ایسی کج ادائی کیجیے
غرق ہونا بحر الفت مین ہے کہونا آبرو	ڈوب مریے پر نہ شغل آشنائی کیجیے

نزع مین منہ سے امانت کیہ نکلے یا خدا	
جلد اے مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے	

رکہدوے صفِ مژہ نہ کلیجہ نکال کے	ان برچھیون کی منہ پہ دلا دیکھہ بھال کے
ابرو کا کشتہ وہ ہے فدا ہم ہین خال کے	موقع ہین ہاتہ غیر سے تلوار ڈہال کے

جاتی نہین ہے دل کی کدورت [illegible] ملال کے
[illegible] دل چلے ہین یار سے [illegible]
[illegible] مین ال کے
[illegible]
[illegible] آفتاب کا [illegible] حسن ہلال کے
[illegible] نہ تھی خیال کے
[illegible]
[illegible]

کی جو نازک وسکی کلائی تہ شجر | شاخین حیا سے رہ گئین گردن کو ڈال کے
ھا کہو رہا ہے وس رخ روشن کی آب و تاب | دن آفتاب حسن پہ آئے زوال کے
سر کیا اوٹہائیے ابروئے قاتل کو روبرو | خنجر رکہا ہوا ہے گلی پر ہلال کے
شوخی مین بڑھ کے ہے فرس حسن سے وہ آنکھ | گھوڑا کسی نے ڈالا ہے پیچھے غزال کے
دل بہاگتا ہے محکمۂ حسن و عشق سے | جھگڑے پڑے ہوئے ہین فراق و وصال کے
آنکھ وس سے کیا لڑی کہ چھری راہ مین پڑی | اوٹھا نہ پاؤن بیٹھ گئی دل سنبھال کے

ہوتی ہے عاشقانہ امانت تری غزل
عاشق ہین خاص و عام بس اب لوٹ ل چال کے

پل ہو گئی ہجر مین اشکون کی جھڑی ہے | کسکے در دندان سے مری آنکھ لڑی ہے
وصل حسین چین نہین ایک گھڑی ہے | آفت مین ہے دل جان مصیبت مین پڑی ہے
ل چل مرے اشکون کی زمانے مین پڑی ہے | جھالے ہین بہادون کے نہ ساون کی جھڑی ہے
ل حشر بپا کرتا ہے سر پر مرے کیا کیا | جو ہجر کی ساعت ہے قیامت کی گھڑی ہے
جو ہر ہین کھلے گل کی روش قاتل عالم | تلوار ہے یا ہاتھ مین پھولون کی چھڑی ہے
عارض ہے نہان خط مین کمر تک ہے وہ کاکل | دن حسن کا چھوٹا ہے ولا رات بڑی ہے
کہا ترا یاقوت ہے یا لعل بدخشان | نیلم ہے کہ سوسن ہے کہ مستی کی دھڑی ہے

115

اگر او دھا کو خار بھی داماں میں بہر دے
نرگس کی چشم کو جو اوسے آنکھ بھی جہاب
آنکھوں پہ ہاتھ میں گلستان میں بہر دے
جب اشک کی تپش سے لگی تن بدن میں آگ
انگارہ دیکھا دیدہ گریان میں بہر دے
بڑھ سے جلا جو باغ میں ہو وہ رشک گل
بلبل کے بہر او دھا کو گلستان میں بہر دے

ایک طفل شوخ بھی زلف سے وحشی کو اس میں بہر دے
موزون جو سرو ناز وہ گلشن میں بہر دے
گلی جنون کو چہوڑ دی وصف قد و کہن
پائل ناز سرو کو بوستان میں بہر دے
دامنِ جنون کو مفت ہے پوشیدہ ہون کیا
نرگس کے پہول آنکہ کو دامن میں بہر دے
آنکھوں کی میں جو ہیں انکی یاں میں پا

سر پہ جو رکھی دم تو ٹوٹے ہے عشق گلستان میں سر چمن	سوتا آئی قفس میں یا خوب ہوا اسے

ہر طرح امانت مشکل ہے کوئی نہیں تنگ حالی کی
ہستی کی وہ دام میں آکر پہنسے جو لوگ قید عدم سے چہوٹے

دل بلبلوں کے اوسنے گلستان میں رکھدیا	دو چار پہول توڑ کے داماں میں رکھدیا
جوشِ جنون نے مجکو ستایا جو ضعف میں	مشکل سے ہاتھ اوٹھا کے گریبان میں رکھدیا
آکے غیر کہتی ہیں اپنی خوشامدیں	تو کہہ ہزاروں کو چہ جانان میں رکھدیا
دانتوں کا عکس ہے رخ رنگین میں او صنم	کیونکر گہر یہ لعل بدخشان میں رکھدیا
فرہاد و قیس وحشی و آوارہ و تباہ	اپنے ہزاروں نام بیابان میں رکھدیا
انگلی سہا سکی تو اسے پنجہ جنون کا	دو چار تار سینے گریبان میں رکھدیا
افشان کو توڑ کے اوسنے جو بال بال سے	دل عاشقوں کا زلف پریشان میں رکھدیا
کچھ کچھ سہارے پاؤں کو جنت میں یاد ہیں	تلوے چہپے تو خار مغیلان میں رکھدیا
پایا نہ آپ داغ کیا شکر کردگار	روزے ہزار دل تپتے بیابان میں رکھدیا
گھر ہمنے سب لٹا دیا اک چہوڑی کو سر	چنگی کے پاس طاقہ ویران میں رکھدیا
شاید وہ سمجہے مصحف عارض کا شیفتہ	سیپارہ سر کہ پہول جو قرآن میں رکھدیا
زانو چہپایا اوس صنم سنگدل کا جب	پتہر سر اپنے پہ بیابان میں رکھدیا

116

تہمت چلی ہے عشق امانت کی ہر طرف

چاک گریبان نہیں کرتا
لگا جب آسمان کا
دوسری ہیں جو صورت کی

[illegible]

لکھہ دیا شربتِ دیدارِ صنم عاشق کو	ای طبیبو یہ کہان سے تمہین حکمت آئی
نظرِ بد جو ہوئی دکہنے لگی اوسکی آنکہہ	دیکھنے مین نہین ایسی تو نزاکت آئی
شب گئی یار مگر وصل کا راضی نہوا	آخرش صبح کو نقارے کی نوبت آئی
جلد دیدار دکہا دی مجہی ای پردہ نشین	گر کیا حشر کا وعدہ تو قیامت آئی
جل گئے آتشِ رخسار سی بہورا اپنے	دیکھا سبزے کو تو آنکھون مین طراوت آئی

زندگی سے جو امانت تو خفا رہتا ہے
سچ بتا دی تری کس پہ طبیعت آئی

کنارا کر کی مجھسے سیر کرتی ہو ترائی کی	نہ ہو وآبرو بحر جہان مین آشنائی کی
دکہائی شاخِ گل نی نازکی صفا اوس کلائی کی	کہی بہتی جو ہر غنچہ پہ انگشتِ حنائی کی
تری ہاتھون کو آگے یار شمع وہم مین ناقص	اسی تیغ کی خواہش اوسکو خواہش ہے کلائی کی
دکھایا قد ہے تن کر کہ سنہ جا کر لگا اوسکو	لبِ شیرین تلک نوبت نشتر کی کیا رسائی کی
ہماری ہڈیان تو ڑین فشارِ قبر نے کیا کیا	سیہ کاری نے بہی ای دل نہ فکر روسیاہی کی
لگا کو سنہ نہ آئینہ کو تم اپنی طرف دیکھو	حسینانِ جہان مین آبرو ہو خود نمائی کی
سنہری جب چہی اوس مصحفِ رخسار نے افشان	جبین پر بہتیان ہونی لگین لوح طلائی کی
ملا شکوہ عبث افسوس ساعد پر جو دل پہونچا	نہ ہاتھون کو کل آئی یاد تھی اوسکی کلائی کی

ہاں کسے تھان کا جو دو پہر وہ اوڑھتے | ہو دق نہ آنکہ پھر دم دنیا کے سامنے

رہنے دی سر مین ہم نے داغ جنون طبیب | یہ نذر لیکے جاؤن گا مسیحا کو سامنے

آنکھون مین پھر قو این سی تالیدہ تیر سے | سوسن کھلی ہے نرگس شہلا کو سامنے

مہتاب آفتاب کی چہرہ پہ جھپٹ گئی | آیا جو تیرے نقش کف پا کو سامنے

دم ہوگیا فنا لب جان بخش کی حضور | لو مر گیا مریض مسیحا کی سامنے

مرجاؤن تشنہ لب مین تڑپ کر وہ جون غیور | پہ پھیلاؤن ہاتھ بہا کی دریا کی سامنے

بے ساختہ جو مین نے کیا وصل کا سوال | آنکھیں جھکا لیں یار نے شرما کو سامنے

گردن مین تیرے طوق ہے کانون مین ہین گہر | یا ماہ نو ہے عقد ثریا کے سامنے

پھر نام لیوے وہ مہ کنعان کا عجب | یوسف جو ہے زلیخا کے سامنے

اک نازنین کے زانو پہ بیٹھا ہون تکیہ یان | مجنون کا دم نکلتا ہے لیلی کے سامنے

پھر خدا ہون جو نہ کہ حال دل بیان | کعبے کا ذکر کر نہ کلیسا کی سامنے

اک سمت خط سبز ہے اک سو لب صنم | ہوتی ہین خوب خضر و مسیحا کی سامنے

جایا کرو نہ چہرہ کی دکھلا کی آپ بیباک | آیا کرو جو عاشق شیدا کے سامنے

فصل بہار آئی ہوا ہے جنون کا جوش | ... ہے بولی ... کی سامنے

نادان سمجھتے ہین تری اپشان کو سیب و بہر | فردوس کی انار ہین دانا کے سامنے

وہ در یکتا جو ہے دانت رو ئی پر مرے
سنگ طفلان کا مزا چکھ کہ کرتا ہون دعا
بحر عالم کی ہوا ای دل مگر کم ظرف ہے

اشک کا قطرہ مرا گوہر بنے اور ٹوٹ جائے
جسم پر سو بار یا رب سر بنے اور ٹوٹ جائے
ہر حباب آب یون ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

سر لیے ٹکرانے کی خاطر ہے عبث فکر مکان ٭
اس سے کو اعمال امانت گھر بنے اور ٹوٹ جائے

بدلی شیشے کی الٰہی دل مضطر ٹوٹے
تیز دستی سے جو اسکی مرا اک پر ٹوٹے
مین وہ بیکس کہ دم اپنا بھی یہ ابر ٹوٹے
ذبح کی وقت یہ کرتا ہون مین خالق سے دعا
ہاتھ آ پائے نہ ہرین وہ ماہ لقا
تیلوا اوس مہ کی نظر سے جو گرا دیا رب
دام مین پہنسکے یہ حسرت جی پہ کھاتی ہے
نامہ بر کا مری کی دل شکنی اوسنے ضرور
نہ نکان دم سے تابوت کو تو پہر خدا
ہو دم ذبح نہ قاتل سے ندامت حاصل

چور ہو کاسہ سر سے کا نہ ساغر ٹوٹے
ہاتھ صیاد کا ای خالق اکبر ٹوٹے
ہم جیا لین کوئی شیشہ کا نہ ساغر ٹوٹے
دم مرا ٹوٹے یہ قاتل کا نہ خنجر ٹوٹے
پاؤن نا حق مرا ای گردش اختر ٹوٹے
آسمان سنگ کا زیر فلک و چبر ٹوٹے
گھر کو دیکھ آؤن اگر جال کا اک گھر ٹوٹے
نظر آئی ہین پر و بال کبوتر ٹوٹے
زخم دل کا کوئی ٹانکا نہ ستمگر ٹوٹے
سخت جانی سے عجب کیا ہے جو خنجر ٹوٹے

[illegible]

وعدہ لب شیرین کی بی بوسون کا مکرر — منہ مین شکر کیون قند نبات آپ کی گھولی

اقرار کیا وصل کا کس ناز و ادا سے — آنکھون سی اشارا تو کیا منہ سے نہ بولی

اک ہاتھ مین دامن پہ گیا اپنا گریبان — بند اوس کی قبا کی جو کبھی غیر نے کھولی

سرسبز کبھی ہو نہ مری کشت تمنا — بارش کی دعا مانگون تو پڑنے لگین اولی

برہم وہ ہوا غیر کے جو پھیر جو چلے سنگ — آنکھون کی عوض پھوٹ گئے دل کے پھپولی

سو پیچ سی الفت کا کرون سلسلہ پیدا — دیتا ہون ہیں وہ آئے تو دو ڈور کی گولی

بیٹھے کوئی منعم کی جو نعمت پہ ماس مار — ناحق آبرو سے پیدا ہے مناسب کہ دہو لی

عاشق ہوا زاہد بھی ترے چھوٹی سی قد کا — سچ کہتے ہین انسان برا ہون بولی

پتھر پڑین اس ٹھنڈی لگاوٹ پہ صنم کی — بھیجے ہین جو خط کو عوض قند کی اولی

پہچانتے عاشق کو نہین پوچھتے ہین نام — دل لیکے مکر جاؤ گے ایسے مری بھولی

تا وہ نہ مرے کٹ گیا دشت کا پلہ — کسدن کہو آبلہ کانٹے مین تو لی ۱۲

سن پاے مری زمزمہ سنجی جو امانت
بلبل کا نہ طوطی کبھی گلزار مین بولی

اثر جو حسن کی اعجاز کا ذری ہو جاسے — تو سایہ بھی مرے معشوق کا پری ہو جا

جو داغ قلب کی ہر اشرفی کھری ہو جا — مین جس زبان سی کرون بات زرگری ہو جا

جو مثل صید ہو وہ قاتل کمان ابرو
قضا کے تیر سے تیرون کو ... ہو جا
کرے خرام جو فرش چمن پہ رشک قمر
تو چاندنی سے ہر اک ... ہو جا
وہ تار زدم ہون ... جو آہ سرد بھرون
ہرن کی شاخ ... دشت مین ہری ہو جا

[illegible]

[illegible]

وہ نور بخش ہے کوٹھی تری سلیمان جاہ
یقین ہے سایۂ دیوار بھی پری ہو جاے

کرے وہ سیم بدن گھسنے کی جو فرمایش
مری رقیب کی کیا جنگ زرگری ہو جاے

ملے نگلو کو جو مالا ترے سرو ہی کا
تو کوچہ زخم کا بازار جوہری ہو جاے

ریاضِ فکر سے پیدا کرون وہ مصرعہ تر
زمینِ شعر مرے فیض سے ہری ہو جاے

شعاع سے یہ جو سبزہ ترا ہو عکس فگن
تو گھانس چاندنی کی کھیت میں ہری ہو جاے

او بھار او بھار کے دریا پہ روز لیجاؤن
ترون میں اوسکو جو شوقِ شناوری ہو جاے

جو کالے کپڑے پہن کر پھرے محرم میں
پری وشون کو گمان سیہ پری ہو جاے

وہ حق نما ہی دلا اوج راہ کوئے صنم
کہ قاصدون کو غرورِ پیمبری ہو جاے

وہ جبین ہو اگر ناچنی میں بھاؤ بتاؤ
تو جنسِ رقص کی زہرہ بھی مشتری ہو جاے

زبان سے نکلے امانت وہ مصرعۂ روشن
چراغ حلقۂ بزمِ سخنوری ہو جاے

کچھ عیب لا اوس کے سراپا میں نہین ہے
ایسا کوئی انسان تو دنیا میں نہین ہے

جو غرق ہوا پھر نہ لگا اوس کا ٹھکانا
ساحل کا پتا عشق کے دریا میں نہین ہے

کیا نامِ خدا حسن ہے اے طفلِ برہمن
تجھسا بتِ نایاب کلیسا میں نہین ہے

پھیلے یہ تری سر کی نہین نکہت ہے چٹکی
ایسی تو چمک عقدِ ثریا میں نہین ہے

کیون ہے سخندان کو پوچھو کوئی نہین دیتا
حصہ ملا کیا میوۂ طوطی میں نہین ہے

امید بر آئی تری کیا خاک امانت
پہل عاشقون کا نخل تمنا میں نہین ہے

مہندی ملکے جو وہ دریا میں نہا جاتے
آگ پانی میں سر سوت لگا جاتے
لوگ مرنے کی خوشی میں تو جا جاتے

[illegible]

سرمرا تیغ تبسم سے جدا ہو جاتا
بوجہ اوترتا جو وہ تیوری چڑہاتی جاتے

مین بہ سکتا ہون پڑی ہے تہہین گہر جانیکی
بیٹہہ جاتی مرا مردہ تو اوٹہاتی جاتے

ساتہہ آتی تہے جنازہ کی تو مٹی دیتے
خاک مین عاشق شیدا کو ملاتی جاتے

شعلہ رویون کی تصویر مین جو ہوتی وحشت
آگ ہم دشت مین ناخون سے لگاتی جاتے

مرا قاصد اگر اغیار کو ہوتا ثابت
اوسکے کوٹہے سے کبوتر کو اوڑاتی جاتے

تیری رفتار کا انداز اوڑاتے نہ اگر
ہر قدم کبک دری ٹہوکرین کہاتی جاتے

دشت مین جامہ دری کا ہمین آتا جو خیال
دہجیان اپنی صحرا کی اوڑاتی جاتے

طول کہینچے نہ پریشانون کا سودا کیونکر
سنبر گیسو ونکو ہین وہ بڑہاتی جاتے

فاقہ مستی مین اہی بات کہو کی ہین ہم
بوسی لیتے ترے اور گالیان کہاتی جاتے

زلف پیچان کا جو دیوانہ مین ثابت ہوتا
در زندان کی وہ زنجیر ہلاتی جاتے

نہ ہوا کاتب اعمال سی اپنا کبہی کام
مری تقدیر کی لکہی کو مٹاتی جاتے

پہول سب توڑ کی تو اونکو نہ بانا گلچین
باغ اوجڑا تو وہ کلیون کو لباتی جاتے

ہو کی ساحل ہی نکلتی جو سواری کشتی
تار دریا کی وہ سوتون کو جگاتی جاتے

گل رخسار کا بوسہ نہ دیا چلتے وقت
دی گئی خار امانت کو وہ جاتی جاتے

گرایا مصحف عارض کو ہم صورت کی نظروں سے
بچا ہی اے صنم خط سیہ کا منہ چہرہ کا لا ہے

تری جالی کی کرتی کی تصویریں کھینچتا ہوں
سیہ دیکھ کر آنکھوں کو کیتے ہیں کیں جالا ہے

یہ زیور کے گلے کا ہار وہ ہے قاتل عالم
کہ قبضے میں بھی تیغ ہے سروہی میں بھی بالا

سیہ ہو باف یا بر لیٹ کی کب ہو دوپٹے میں
چنبیلی کی روش سا پہنچلی میں سا نکالا ہے

جگر پھوڑا نکا ہے بحباب آتش قدم کہ اسکا صحرا میں
زبان خار میں بھی پاؤں کیتے ہیں کیسی چھالا ہے

غضب ڈھایا ہے زیر زلف فی ملک نصارا میں
ستیہ ہو تیرا اے جان جہان گورا ہو کا کالا

کیا ہے تازہ نخل غم کو تہنا ہی سانسیں بہر بہر
تری محنت نے ہیں فی پیچ جھاڑ پہل لا ہے

قیامت تک نہ ہم اے آسمان چپ و رنگ بیٹھ گو
شہادت نامہ اپنا گور کے گھر کا قبالا ہے

کبھی تو منہ سکے ویتایں امانت سے کرو صاحب
کہاں کا تم نے یہ سرقت کا غصہ نکالا ہے

سہرا اخلاق ہو خاک بیابان کے لئے
پاؤں گردش کو بنے ہاتھ گریبان کے لئے

دل فی ہونا ہی جگر کو غم ہجران کے لئے
گھر ہیں موت کا سرانجام ہے مہمان کے لئے

زلف پیچان کا میں یوانہ ہوں اے شانہ پری
چاہئے حلقہ گیسو زندان کے لئے

فائدہ خاک ہوا سے نہیں ہونے کا طبیب
وصل اکسیر ہے مجھ کشتہ ہجران کے لئے

گرگی گبائل مجھ سنسکر چو گلے لپٹا یار رکھو
دہن زخم سے بوسہ لب خندان کے لئے

تیل کو کیسوئی مشکین سے بھلا کیا نسبت
زلف سنت کی ٹہرا ہا ہے قتیل قاتل
مرغ دل خال و خط عارض جانان میں پھنسا
پاؤن کو گردش قسمت آگئی زندان میں یاد

عطر مجموعہ بنا زلف پریشان کے لیے
چاہیے یارسیہ گنج شہیدان کے لیے
دام و دانا یہ مگر تھا اسی نادان کے لیے
آبلے پھوٹ بہے خار مغیلان کے لیے

استخوانون میں نہ کرنے دی خیانت غم کو
رکھہ امانت یہ امانت سگ جانان کے لیے

زلف میں پھنسکے نہ مرغ دل مضطر چھوٹے
تجھسے یون عشق میں ہم سے دل مضطر چھوٹے
ہو یہ صحبت کی پنجہ ہستی میں دعا
دل سے یون دہین ہوش و خرد و صبر قرار
میری رگ رگ میں جنون کا ہے فسادی فصاد
ہون وہ مجرم جو مر قتل کو آئی جلاد
جان مضطر کو بلا وس سرو کی کیونکر ہو قرار
مرغ دل پنجہ مژگان سے رہا ہو کیونکر
قیدیون کو تو کیا قامت جانان نے اسیر

کسطرح بال کے پھندے سے کبوتر چھوٹے
جیسے غربت میں برادر سے برادر چھوٹے
تا لب گور نہ لب سے لب ساغر چھوٹے
جیسے کو مون کسی سردار کا لشکر چھوٹے
خون کا فوارہ نکیون تن سے نشتر چھوٹے
پاؤن تہرانے لگے ہاتھہ سے خنجر چھوٹے
ہے یہ ڈرا قہر جو قمری سے صنوبر چھوٹے
کسطرح باز کے چنگل سے کبوتر چھوٹے
شہر گلزار میں آزاد کہا کر چھوٹے

زیست بھر سر عدم ہو کے بسر ہوتی
قید ہستی میں ہیں ایسے کہ مرکے چھوٹے

غرق دریائے تفکر میں امانت دن رات
طبع سے گوہر مضمون کوئی کیونکر چھوٹے

سوتیون کا جو وہ ماتھے پہ لگائی ٹیکا | ہر گھڑا اختر صبح شب گیسو ہو جائے
پاؤن فتنا ہین کہلائین جو کاوش کا چلن | پا رکو پاؤنکا پچھوا بھی بچھو ہو جائے
لیٹا ہین پاس تو بولا تجھے دی سوت خدا | گھر بھرے گورکا خالی مرا پہلو ہو جائے
صدف چشم مین دیکھو جو مرے اشک کی آب | پانی پانی گہر ایسا ہو کہ آنسو ہو جائے
خط مین لکھدون اگر اوس چاند سے چہرے کی صفت | شست و جائی کبوتر تو وہ مہ رو ہو جائے
ہون وہ بیمار کہ میری نہین قسمت مین شفا | گھونٹ پی لون جو دوا کا تو ابھی تھو ہو جائے
نکہت گل ہے تری جسم مین اے رشک چمن | میلے کپڑون مین کیون عطر کی خوشبو ہو جائے
یون تو سو طرح کی ہین سحر مگر اے ساحر | ایسا جادو ہو کہ اوس پر مرا قابو ہو جائے
فخر سے مسند شاہی کو لگاؤن ٹھوکر | گر سر یار کا تکیہ مرا زانو ہو جائے
نگہ قہر سے دیکھے جو نیستان کو وہ شوخ | خشک ایسا ہو ہر اک شیر کہ آہو ہو جائے
اپنے جامہ مین ہی اوس گل کی لپٹنے کی مہک | عطر پوشاک مین چھو جائے تو بد بو ہو جائے
بحر عالم مین وہ گریان ہون مین اے مجنون | آنکھ موتی پہ جو پڑ جائے تو آنسو ہو جائے
غیر رکھدے شاہی سر اپنا صفائی سے صنم | مجھ سے بڑھ عکس آئینہ زانو ہو جائے
ماہ نو کو جو رکھے گرم شفق کی آتش | اطلس چرخ پہ اے گلبدن اتو ہو جائے
مجھ سے مے چھین کے ساقی جو رکھے مینا مین | آنکھ ساغر کی بھرے شیشے کو اچھو ہو جائے

عجب ہین صنعتی ... ان بیاں بوست سی پیچی ہین ہڈیان میری
ہر ایک گرہ مین پیدا نہ کسطرح ہو دہوان
سلگ رہی ہین پئے غم سے ہڈیان میری
گہلا دی شمع کے مانند اے حرارت عشق
قشار قبر سے تڑخ وا نہ ہڈیان میری
سگ ہما کا عبث دانت جسم زار پہ ہے
دہان گور مین جا ئینگی ہڈیان میری

فلم رواں ہین لگایا ہے زبان میری
بیان مین نظم سے روشن ہے حال الفت کا

۱۲ ربیع الاول کی گھیرا ہے ... ہان میری
بنائے قطع وہ کرتی ہین زلف منت کی

کھول مین شمع ہے ہمہ تن زبان میری
وہان صاف سے روشن کلام ظاہر ہی

آواز پر جرس کی نہ کیون کاروان چلے		نالے کے ساتھ جاتی ہین صبر و قرار و ہوش
	گھر پھر گئے جنازہ امانت کا دیکھ کر اک دو قدم بھی ساتھ نہ اہل جہان چلے	

سنی کسی نے نہین عمر کی داستان میری
وہ کم سخن ہون کہ گویا نہین زبان کی

زمین پہ خاک وڑی ہے کہان کہان میری
خراب کرتا ہے مٹی یہ آسمان میری

بلند ہوا اگر آہ شرر فشان میری
کرے زمین سے فریاد آسمان میری

ملا ہے منہ لب دندان یار سے شب وصل
عجیب لوٹ رہی ہے مزے زبان میری

بہوون سے قتل مجھ کرکے یار چلا یا
کمال تیر کا رکھتی ہے ہر کمان میری

کیا بہانا جو کا فرنے بت پرستی کا
تو عین وصل مین بتھر ہین تپلیان میری

جہان مین شور ہوا ہے کلام شیرین کا
دہن مین وہ شکرین لب جولی زبان میری

چھڑک کی مانگ مین افشان وہ مہر خوبی لا
ستارے دیکھ کو دکھاتی ہے کہکشان میری

ہجوم گل سے گلستان کی راہ ہے مسدود
رسائی ہوتی نہین تا بہ آشیان میری

چمن کی دید مین جو دم ہے سو غنیمت ہے
تلاش کرتے ہین صیاد و باغبان میری

قفس کی تیلیان اے دل پھڑک پھڑک کی توڑ
کہ آکے توڑے گا صیاد ہڈیان میری

کلام رست یہ وہ آج سیڑہی ہوئی ہین
خدا کی شان جو کہاتی تہے گھڑکیان میری

۱۲۶

۱۲۷

لگایا ہے تنِ لاغر پہ درد نے کیا دانت
چبا رہا ہے کوئی جیسے ہڈیاں میری

وہ صید بد تھا کہ اُس شوخ تیر افگن نے
کہلائیں زاغِ کماں کو نہ ہڈیاں میری

رہونگا رشک کا پابند بعدِ مردن بھی
چبھیں گی غیر کے تلوؤں میں ہڈیاں میری

کیا ہے پیچ میں زلفوں کو شانہ بن بنکر
چڑھی ہیں سر پہ حسینوں کے ہڈیاں میری

نحیف و زار ہوں آہستہ سے گلے لپٹو
خدا کے واسطے توڑو نہ ہڈیاں میری

وہ صید ہوں کہ نہیں تن میں کچھ بجز رگ و پے
ٹٹولا کرتا ہے صیاد ہڈیاں میری

پس فنا ہے مگر امتحانِ بوئے وفا
کہ سونگھتا ہے سگِ یار ہڈیاں میری

ہوئی شکستہ سدا ٹھوکروں سے کاسۂ سر
ضرور قبر میں ٹوٹیں گی ہڈیاں میری

قضا جو ہند میں یارو کرے امانتِ زار
تو کربلا کو پہونچوانا ہڈیاں میری

سماز کی دہن میں جو وحشتِ ستم آرا ہو جائے
آگے آہو مری جنگل میں پکارا ہو جائے

فرق سے وصل جو تیغِ ستم آرا ہو جائے
فیصلہ پھر سرِ میدان نہ ہمارا ہو جائے

تو خراماں جو روش پر چمن آرا ہو جائے
سرو قمری کے تنِ زار کو آرا ہو جائے

گر بلند اک مرے نالہ کا شرارا ہو جائے
آسمان ڈر کے یہ سمٹے کہ ستارا ہو جائے

مہربانی کرے دو ہفتہ جو اک چاند میں وہ
ماہِ کامل مرے طالع کا ستارا ہو جائے

گرہ زلف وہ کہولی جو امانت شب وصل
گھر معنبر ترا اک آن مین سارا ہو جاے

نفرت کا دل کی گلبہ نون سے یہ حال ہے
اپنے کبوتر ونمین گگی خال خال ہے

چوسر کا شوق آج کل ان کو کمال ہے
عاشق کے دل پہ ہنسا نے کی اک یہ چال ہے

گل شاخ شاخ مرغ چمن ڈال ڈال ہے
صیاد باغ باغ ہے گلچین نہال ہے

بعد فنا بھی تیغ عدو کا خیال ہے
شکل فلک زمین مری تربت کی ڈہال ہے

نالون سے اپنی جل کے یہ جنگل کا حال ہے
صحرا کی کونپلون پہ گمان زغال ہے

آواز تیری قہر غضب ہے خرام ناز
طاؤس و کبک مین یہ کہان قال و چال ہے

رو پوشیان ہین ابر و جانان سے کسقدر
سنتے ہیں نکلے بعد وہ کہتا ہلال ہے

جنگلا اُڑا لیتا ہے فرد شت مین وہ گل
بلبل ترے ترانہ کا کسکو خیال ہے

بل نازکی سے پڑتے ہین لاکھون مرخرام
گیسو کا بال بال کمر پر وبال ہے

ان قاتلون کی گھات کا ایدل نہین جواب
پیچھے ہے بات جان کا پہلے سوال ہے

لڑتی رہی ہے طبع جوان یو عشق سے
رستم ہمارے سامنے اک پیرزال ہے

پڑتی ہے آنکہ شیشہ ساعت پہ سر گہڑی
دل مین کسی کی سمت سے گرد ملال ہے

کوڑی کی مول لیتے نہین مشتری جہاں
عاشق کا نقد دل ہے کہ مردے کا مال ہے

خط عذار یار دکھانے ہلال ہے
پیدا ان کو کیا مین اپنے نقش لب کو دون
مہتاب برس ہی یار کو وہ کہنہ سال ہے
گھر سے نکلنے پاتا نہین دہم کو یار
کیا آفتاب جان کو میری زوال ہے
کیا رنگ ... بہار سے سبزہ ہی دم بخود
گویا زبان بہار مین طوطی کی لال ہے

کیون کسمسائی وہ ... کوچہ بیان
اک ... مین ... جال ہے
کیا شوق ... کہین ... ہے
... قدرت ... مین کمال ہے
عشق بتان کو عشق مین ... وقت کی ہے
... نگاہ کا ... بال بال ہے
... چشم سے پیدا جانے ہے ...

تو ہمین مین جو گذر غیرت شمشاد کرے
فاختہ سرو کو بھولے سے نہ پھر یاد کرے

قید شوخی کی اگر وہ ستم ایجاد کرے
طائر رنگ حنا خواہش صیاد کرے

چاہے جو کچھہ وہ گل گلشن ایجاد کرے
قید قمری کو کرے سرو کو آزاد کرے

شاید آرام روش پردہ پہ بیداد کرے
نکہت گل نہ صبا باغ مین صیاد کرے

فصل گل ہے نہ بیابان مین جنون یاد کرے
جلد بلیا رمری بیڑیان حداد کرے

پڑھنے آیا ہی شہیدون کی جنازے کی نماز
آب خنجر سے وضو کہد و کہ جلاد کرے

جاے زندان مین کہین پھر تری وحشی کا قدم
پھر خدا خانۂ زنجیر کو آباد کرے

تن وہ نازک ہے کہ ہر رگ سی چھٹے خون کی دہار
فصد کا ذکر جو اوس شوخ سے فصاد کرے

کہد و ظالم سے کہ عاشق کو گوارا ہی ستم
سیر ہوتی نہ کسی ور یہ بیداد کرے

مر گئیے پھر بھی فلک مجھسے کہے دل مین غبار
جسم کو خاک کرے خاک کو برباد کرے

دام مین موت کی آخر کو پھنسا طائر جان
اور بلبل پہ جفا باغ مین صیاد کرے

قامت یار سی زنہار مین کہان ہے بالا
قد کی دید آئینۂ نہر مین شمشاد کرے

چشم دلدار کی تعریف مین لکھو وہ غزل
عین اشعار پہ آنکھون قلم صاد کرے

ناتوان وہ ہون کہ دم نکلے لہو کی ہمراہ
کام نشتر کا یہان نشتر فصاد کرے

دل مضطر کو نہین ضبط فغان کا یارا
حبس سی چاہی مرے نالون کی وہ فریاد کرے

کسکے کسکے نہ سدا عشق مین ہوتے رسوا
دل کے کہنے پہ امانت جو عمل کرتے

نہ کبھی رخ سوئی افسانۂ بلبل کرتے
گوش خاطر مری قصہ پہ اگر گل کرتے

دو دو پیچان پہ حسین شبہ سنبل کرتے
لب نازک سی اگر شمع کو تم گل کرتے

نہ ستایا کرو دیوانون کو ہوگی رسوا
دیر لگتی نہین زنجیر کو کچھ غل کرتے

دل پر داغ سی جلکر جو بھڑکنے لگتا
ابھی لالے کا چراغ آہ سی ہم گل کرتے

آتا رونے مین اس ابرکی جو بجھرا کا دھیان
پل مین جلیا پر اشک کا ہم پل کرتے

ہوتا کالی کا مرا یک سانپ مین پانی کو اثر
غرق دریا مین جو ڈبونی کو وہ کاکل کرتے

خار کیسا مین کفن مین سماتا پھولون
کسی شب حل کیے جو وہ شمع لحد گل کرتے

دھیان مین زلف کے زنجیر کی آتی جو قضا
دہن گور سی ہم حشر تلک غل کرتے

ہوتی مستی کی تباہی بادہ کش کیفیت
نوش ساقی کے گلے مل کے اگر مل کرتے

دل جلایا ہی یہ زاہد کہ اگر مر جاتا
ہم انارون کی پتا سون پہ ترا قل کرتے

ناتوانی سے بنا ہون مین چراغ سحری
چاہتے ہیتے پھونک کی دہ شمع ابتا گل کرتے

پیچ او ٹھاتا ہی مین زلفون حسینون کی سدا
خوف آتا ہی نگہہ جانب سنبل کرتے

حال مستی مین ہی دل کا نہ زبان پر لاتا
لاکھہ شیشے جھی مینخانہ مین قلقل کرتے

خبر بالائی بام اوس حور کی ہی آج آنے کی
فرشتے ڈوریاں کہنچیں فلک کی شامیانی کی

بڑی ہی کشمکش ہی حسن ذاتی باغ عالم مین
چمن مین گیسوئے سنبل کو کب حاجت ہی شانی کی

کہین کا بھی نہ رکہا ہمکو طول قید آفت نے
چہٹے جب دم قفس سی راہ بہولی آشیانی کی

گلون کو دیکہکر تیوری نزاکت سی چڑہاتی ہو
لگی گلزار مین رہ کر ہوا تمکو زمانے کی

دلایا وصل کا وعدہ جو مین نی یاد محفل مین
تو شرما کر کہا عادت ہی ہمکو بہول جانے کی

سوا ہون ٹہنڈی سانسین بہر کی اوسکی سمر تی
زمین فن کو خاطر چاہی ہی برف خانی کی

نہین ہے مزرع آفاق مین تن پروری اچھی
کہ نادانی ہوگی پرورش جسمین اک یک دانی کی

جو اہل غم ہین بیشک ہاتہ دہو بیٹہی ہین تزئین سے
عزاخانہ کی گیسو کو کہان حاجت ہی شانی کی

فلک نے گو حسد سے پیسکر ہمکو کیا سرمہ
رہی اسپر بھی اک صورت نگاہ ہونے سمانی کی

سیہ گیسو کو اوسکے سانپ ہین کہتی ہین شانی کو
مری طبع رسا کرتی ہی باتین کہانی کی

ہمارا شمع رو کیا سوت عاشق سی جلتا ہے
پتنگی کو نہین پروا لگی محفل مین آنی کی

کوئی اہل صفا سر سبز یان ہوتی نہین پاتا
زمین سے پہوٹتی ہی شاخ کب تیکی لگانی کی

تعجب ہے سبب پوچھا جو مین نی بوسہ دینی کا
کہا اوسنے کہ مزدوری ملی ہو ناز اوٹھانی کی

پسند حلقۂ گیسو ہی گل سی عاج کا شانہ
ملی داروغگی گورے کو کالی جیل خانی کی

بلا کی بل ہین حسن پیچ ہین قہر قیامت کے
تمہارے گیسوؤن نے ہڈیاں توڑی ہین شانی کی

وہ بت مری پاس آئیگا کسطرح یقین ہے — جھوٹی ہے قسم دوستو واللہ تمہاری
ہے شرم سے پرا وسی خورشید کا دہو کا — صورت جو کبھی دیکھتا ہے ماہ تمہاری
بت بنگئے محفل مین قیبون سی نہ بولے — کیا بات ہے خالق کی قسم واہ تمہاری
بوسے جو طلب مین نی کیے سنکے وہ بولا — سرکار سے موقوف ہے تنخواہ تمہاری
لہرا کے کبھی جاتے ہین دریا کبھی تالاب — کیا ہمکو جہکاتی ہے کنوئین چاہ تمہاری

ہے عشق کا دریا بسر جوش امانت
عالم مین کہے آبرو اللہ تمہاری

یہان تفرقہ ہے عشق باطل سے — جان وحشت مین یار پر دل سے
ناتوانی کا ہو بیان کیا خاک — لب تک آتی ہے آہ مشکل سے
عشق گیسو مین کرے گا جو قتل — خون بہا مانگ لین گے قاتل سے
گل نہون تو زمین کی اصل ہے کیا — فرش کی آبرو ہے محفل سے
کب ہے مژگان مین اپنا دیدۂ تر — بحر ہے ہمکنار ساحل سے
عشق کا جی وتارنا ہے محال — کیا علاقہ ہے اسکو عاقل سے
جی بھی چاہتا ہے فرقت مین — دل بدل لیجیے کسی دل سے
اہل بینش جہان مین ہین بے فیض — تیل نکلا نہ آنکھ کے تل سے

مقابل ہم کو پا کر گلستان میں وہ گل بولا
ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے

کسی محبوب کا بوٹا سا قد انکھوں میں پھرتا ہے
جنوں کا جوش کچھ تو ہے کہ رگ رگ میں نشتر سا

لہو بہتا ہی غیروں کا ہمارا دم نکلتا ہے

غلام اپنا جو ہو لیجے او سے آزاد کیا کیجے
ملا ہو خاک میں جو تو او سے برباد کیا کیجے

چمن میں پھیکرا سے دل سو شمشاد کیا کیجے
ذبح کو گالیاں دیجے تو اس قصاد کیا کیجے

گلے پر پھیر یا خنجر نہیں جلاد کیا کیجے

امانت کوہ پر پہونچا تو یوں فرہاد چلایا
لبوں پر جان شیرین ہے اب ای استاد کیا کیجے

بوسہ کب حاصل ہوا اوس ابرو خمدار سے
ہو سکیں کیونکر بھلا ہم قتل چشم یار سے

کس قدر ہے عشق تیری شوخی رفتار سے
پاؤں شرمندہ اگر ہے ابر و خمدار سے

ہے تنفر مجھ سے پیدا اوس گل کو بوئے اغیار سے
دلکو پہونچی گی نہ ایذا ابروے خمدار سے

اک جھکو سے رخ رنگین کا ہے گل کو خیال
دوستو مجھکو کیا ہے الک بت کافر کا نیل

باغ عالم میں نہ پھل پایا کسی تلوار سے
کام کچھ ہوتا نہیں ہے مرہم بیمار سے

اوڑکے آتے ہیں یہاں کبک بھی کہسار سے
ہے خجل سورج تمھارے چاند سے رخسار سے

سوکھ کر کانٹا ہوا ہوں بلبلو اس خار سے
کٹ نہیں سکتا ہے شیشہ کا گلا تلوار سے

گھر ہمارا جل رہا ہے آتش گلزار سے
زخم میں ٹانکے لگا و رشتہ زنار سے

۱۳۳

نہین ہاتھوں کی افشان بیکھے جو بھڑکے آتی ہے
خدا رکھے یاک فرقی بین کری کون اپنا دل روشن
وضو خط سے ہی رنگ جلد مصحف عارض
جگہ فضل خدا سے اک بت کافر کی ہو دو یسین
ہلانا ہون فلک کو بعد دن اپنے نالون سے
خدا کے سے گردن جھکا گیا بہت سے
جلانا آتش افروز رو سخا گیا مشکل ہی دنیا مین
نکر بوسہ لینے مین فرا ملتا ہے دنیا کا
نہ پہونچا آپکو ساعد جھڑا کر پا میں غیر دن کے
محبت مین کدورت سے کلام آجاتی ہین اکثر
مری تربت کی سبزہ پر گمان بیجا شبنم کا
رخ رنگین کا بوسہ غیر کی غیبت مین لیتا ہون
رکھے اللہ عزت عشق مین کچھہ ہی نہین ہلی
لیا ہی آبرو قاتل کا بوسہ لین غصہ مین
پھنسی جو عشق کے پھندے مین جان ہیجان آفت مین

جبین سے تیری پید اچھری ہوائی ہے
چراغ اندھا ہے چربی شمع کی آنکھوں مین چھائی ہے
کلام اللہ کی کافر کیا صورت بنائی ہے
فرشتہ جا نہین سکتا جہان اپنی سمائی ہے
لحد مین پاؤن پھیلایا کہ زمین سر اوٹھائی ہے
جنونکو کر سے سجدہ بر ہمن نے منہ کی کھائی ہے
مری نالون نے اک آگ دوزخ مین لگائی ہے
لب شیرین جانان قند کی گویا مٹھائی ہے
کلائی ہاتھ مین لیکر مری لکو کل آئی ہے
غبار خاطر آئینہ ہو خاک اوس صفائی ہے
لحد پر تیونکی چرخ نے چادر چڑھائی ہے
اوڑا ہی باغ سے صیاد بلبل کی بن آئی ہے
اکیلا مین سوچن اوس بت کی طرف ساری خدائی ہے
جگر دیکھہ ہمارا منہ پہ کیا تلوار کھائی ہے
مدد کو یا علی پہونچو وم مشکل کشائی ہے

ہم ایجاد تجھے ہمنے بنایا جانی
ہم وہ خوشقد ہو روش پہ جو ... جلو
نہ لگایا لب گلرنگ سے مینائے شراب
دلکو تھا عالم طفلی میں بھی شوق صحرا
لیلیٔ زلف کا سودا لب شیریں کی ہوس
صورت نقش قدم ہمنے گذاری اوقات
... گا تب جال میں بلبل کا پھنسانا معلوم
... کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز

اسطرح دیکھے ستم ہوتے تھے ایجاد کبھی
سر اٹھائے نہ چمن میں کوئی شمشاد کبھی
ہمسے شیشے میں نہ اوترا وہ پریزاد کبھی
نہ کیا میں نے گلستاں کا سبق یاد کبھی
کبھی مجنوں ہوں کبھی عشق میں فرہاد کبھی
مٹ گئے مثل ہما ہو کے برباد کبھی
آئیگا موت کے پھندے میں بھی صیاد کبھی
ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی

ہیں قیامت بت بے شرم و حیا کی باتیں
کبھی کہتا ہے امانت مجھے استاد کبھی

خط جو نکلا تو قصہ فیصل ہے
نکلے بل تیری زلف کا کیونکر
خط بہت بڑھ گیا ہے سیوا کو
چھپتے ہیں وہ اپنی چھپ تختی
کنارے پہ چاند کے ہے گہن

یار کہ زلف پہ بڑا بل ہے
ہاتھ شانے کا اے پری شل ہے
گلشن حسن ہے کہ جنگل ہے
جیسے مہنی گلے میں ہیکل ہے
چشم پیر فلک میں کاجل ہے

۱۳۵

[illegible]

پیچ اوس زلف عنبرین سے کرے	سنبل باغ کو اگر بل ہے
مسی پوچھی ہے کسقدر لے گل	تختہ سوسن کا ہے کہ آنچل ہے
کب وشانے کی ہے جنو نہین ہوس	تیرہ بختی ہمارا کاکل ہے
ہون وہ آتش قدم مین سوختہ جان	ساق پا پر گمان مشعل ہے
آنکھ قاتل نے کسقدر ہے ملی	آج تیغ نگہ پہ صیقل ہے
ٹیڑھی آنکھون سے دیکھتی ہے او سے	نرگس اپنی نظر مین احول ہے
قفس تن مین مرغ دل ہے تنگ	آج اسکی نگہ گڈگی کل ہے
باغ مین اسلحہ ستمگر کے	ڈھال مین پھول تیغ مین پھل ہے
رشحون مین نہین یہ آب روان	ورق بوستان پہ جدول ہے
عمر بھر ہائے جسکے ناز اوٹھائے	وہ جنازے کے ساتھ پیدل ہے
نہین آنکھون مین چادر اشکون کی	یہ ولایتیون کی ململ ہے

دست قاتل مین ہو امانت تیغ
سر جھکا دم مین قصہ فیصل ہے

ایسے پر نور نہین دیکھے مین نے تلوے	عارض نور سے بہتر مین تمھارے
ہو ضیا روز زمین پر ترے قدمون سی لگی	فلک حسن کے ثابت مین ستارے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شمع رخ ہوں جلاؤ نہ اگر کی بتّی | چاہیے قبر پہ کافورِ سحر کی بتّی

ہیں اک آگ لگی ہجر کی تاریکی سے | جل اوٹھی رات کو ناسورِ جگر کی بتّی

دیکھوں اوس شمع کو یا چرخ شبِ غیبت میں | ہو چراغوں میں مری تارِ نظر کی بتّی

رکھی اپنی گریبان میں جنوں نے دس تار | یاد آئی جو سرِ رشک قمر کی بتّی

ہے صفائی سے دل اہل صفا کو آرام | رشتۂ سادہ ہے ناسورِ گہر کی بتّی

عنبرین زلف کا آتا ہے تصور میں جو دھیان | کیا دھوئیں کی اوڑاتی ہے اگر کی بتّی

دستِ دشمن سے ہو کیا اہل صفا پر اندھیر | گل ہو صرصر سے نہ فانوس کے گھر کی بتّی

قدر و رشک رخ روشن کی ہے یا شب و روز | نہ کبھی شمع کے ناسور سے سر کی بتّی

اشک کے تار سے روشن ہو کیونکر نشتر دل | جلتی خاموش نہیں رشتۂ تر کی بتّی

صبح فرقت کی تمنا میں جگر ہے ناسور | چاہیے اسکو پرِ مرغِ سحر کی بتّی

صاحب سوز ہیں یا رب قبول درگاہ | جلتی ہے تعزیہ خانوں میں اگر کی بتّی

نازنیں تو ہے نہ شعلہ سے پریشان ہو داغ | باندہ سر پہ رگ برگ گل تر کی بتّی

شمع ساعد کا ترے عکس نہیں ہجر کی رات | چور کیا لیگئے آئینہ کے گھر کی بتّی

پاؤں سونے میں امانت کبھی اوس گل کی نظر
خلشِ خار کے قابل ہیں ہمارے تلوے

تمت

۱۳۷

تمام شد دیوان امانت
بحسب فرمایش تاجر باوقار
وحید عصر
محمد عبد الستار خان
والا شان سلمہ المنان
بتاریخ چہارم شوال [illegible]

در مطبع انوری
باہتمام خاکسار محمد عبد الواحد
[illegible] مطبع [illegible]
[illegible]
این کتاب گشته بسند قلم
شایقان گشته

پاؤن پھیلا رہا ہے دشت جنون
پیرہن داغ سے ہے باغ بہار
رنگ لایا ہے دیدۂ خونبار
شکوہ ہے روح کی گرانی کا
زور رہا ہے ناتوانی کا

نامہ

گلِ گلزارِ حسن و رنگینی — بلبلِ بوستانِ خودبینی
قمرِ برجِ آسمان مراد — گوہرِ دُرجِ مخزنِ بیداد
آتش و باد و آب من گِل من — عقل من جسم و جان من دل من
بعد صد شوق و حسرت دیدار — حال کرتا ہون اپنا مین اظہار
آتشِ غم سے جسم جلتا ہے — دم نکلتا ہے دم نکلتا ہے
سارے اعضا ہین ہجر مین بیتاب — پیکر اپنا ہے معدن سیماب
آتشِ غم سے کیا کرون کہ مر جاؤن — زندگی ہو صنم جو مر جاؤن
شکل دکھلاتے شاد ہون مین — ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
کبھی تیری خبر جو آتی ہے — پیشوائی کو جان جاتی ہے
دیکھیے روتے روتے آخر کار — کیا دکھاتی ہے حسرت دیدار
دم نہین ٹوٹتا نحیف ہے تن — بن گیا رشتۂ حیات رسن
روزن در نہین جو پاتا ہون — گور کو جھانک جھانک آتا ہون
خاک عاشق کی سخت جانی ہے — موت ہنستی ہے زندگانی ہے

مخمس

رقت سے مضطرب دل ہے
دینے کی فکر کرتے ہین
ب گو ہین ہین پا رکھے
خدا سے ہے یہ دعا میری
تک چرخ پہ ہین شمس و قمر
گلشن ہے جبتلک شمشاد
جبتک ہے باغ مین سنبل
رگس ہے دیدۂ گلزار
تک گل دکھائے اپنا جمال
بتک ہے زیب نخل چمن
درختون سے تا کہ ہو پیدا
گو ہمیشہ خار رہے
رغبت ہین حسینون سے
ڈھتا ہون تمھارے حسن کا نور
پریون کے سامنے جو پری

سانس لینا بھی اب تو مشکل ہے
حق تو یہ ہے کہ تم پہ مرتے ہین
زندہ اے بت تجھے خدا رکھے
خضر سے بڑھ کے عمر ہو تیری
رہے تابندہ حسن کا اختر
رہے سرسبز تیرا نخل مراد
آفت جان رہے ترے کاکل
جائے تیری نہ آنکھڑیونکی بہار
رہین شاداب تیرے پھول سے گال
گل کہین یار تجھکو غنچہ دہن
تازہ سیب ذقن رہے تیرا
گلشن حسن پہ بہار رہے
داغ کھاتا ہون مہ جبینون سے
حور کی دید مین کرون ہین قصور
بندہ اونکی طرف نظر نہ کرے

مخمس

میں بولا کیسا عشق ترا دھیان ہے کدھر | الفت کا راز اوس سے چھپایا تو
آنسو تھا نہ دیدۂ تر سے نکل گیا

کبھی شگفتگی جو دہان نگار کی | دانتوں پہ جان میں نے تر نکا
کیا آبرو خدا نے رکھی خاکسار کی | دل نے اوبھار چاہ دندان یار
میں غوطے کھا کے آب گہر سے نکل گیا

بیکر شراب غیر جو مینیانہ سے چلے | کیا دانوں پیچ پایہ پیر ڈا دے
نکلے نہ دل کے خوبی قسمت سے ولولے | مستی میں میں لگا ہی چکا تھا او
بھاگا جو پاؤں ہاتھہ کمر سے نکل گیا

قسمت نے مجھکو پچھلے پہر کیا نڈھال | چونکا وہ خواب ناز گھر کا ہو
چاہا ہزار صبح کا لیکن چھپا نہ حال | میں نے جو کی گجر کی بنا ہی شب
نالہ گلوئے مرغ سحر سے نکل گیا

گستاخ تو میں ہوتا ہوں کر نا مگر معاف | عاشق تھا پہلے ناف کا ہمنے کبھو نہیں
تقدیر یک بیک ہوئی مجھسے جو بر خلاف | چاہ ذقن کو دیکھ کے بھولی تھا
ڈوبا کنوئیں میں جبکہ بھنور سے نکل گیا

غمزۂ غضب نگاہ بلا چال ہی کہری | شوخی ہے کوٹ کر بہت چالاک

نہ دیکھے ہونگے پری نے بھی ایسے خواب میں پاؤں

سدا طہارت سے زاہد کو نام دھرتا ہوں
ازل کے روز سے میں تازگی پہ مرتا ہوں

لگا کے زر عرق گل سے جو میں ملتا ہوں
کبھی چادر گل ملیا کو جدا کرتا ہوں

وضو کے واسطے دھوتا ہوں میں گلاب میں پاؤں

لگی جو ٹھیس ہے کو تمہارے میں ٹھوکر
جدا کروں نہ میں سینہ کی سیتی میں دم

ادب ہی کرتا تھا مجھے ادب سے پاس ہی ڈر
لگاؤں عمر بھر آنکھوں سے اور کہوں سر

جو وقت نشہ پڑے ساغر شراب میں پاؤں

زمیں پہ نقش قدم سے جو پڑتے مدام
غبار راہ میں عالم ہے نور کا سرشام

یہ گورے گورے ہیں تلوے کہ ماہ تمام
زمیں پہ چاندنی سی ہے شعاع ہر گام

قمر ہے پائے ہیں یا ہیں شرر کے آب میں پاؤں

کبھو جو میں غضب سے ملا دیا ساغر
الٰہی چال ہے کیا ٹیڑھی آہ ہے

کچھ اپنی عقل میں آیا نہیں کہ ہے کیا
کہیں ملے جیسے سدا دور ہے میں چلا جا

حقیقتاً تو نہیں ساغر شراب میں پاؤں

کہوں سمند کو برق غضب کہ سیل تھا
یہ شہسوار تو کسی میں نہیں ہے پیدا تھا

فلک کے سمت شب چار دہ جو اور گیا
وہیں ہلال ہوا کٹ کے نعل سے پیدا

١٤١

اجل کا خاک نہیں جیا جتنی ہستی مین
غرور دم کو یہ کیا ہے ثبات ہستی مین
بلا سے مچ سے چھپا کے نہین حباب مین پاؤن

خیال نشہ مئی کا گیا نہ دل سے کبھی
تلاش بادہ مین کب آبرو نہ ہاتھ سے دی
مدام میکدہ دہر مین یہی سوجھی
وہ رند ہون کہ رمضان مین چلا پیاسی نہی
ڈبو سے حوض مین جھکر خم شراب مین پاؤن

نہ مجھ سا سوختہ جان کوئی دہر مین ہوگا
کرون نصیب کی خوبی کا آہ کیا شکوا
بس فنا کبھی ہا پاے بند دام بلا
وہ نقید ہون کہ پلے پر بھی مین ہا نہ
بندھے مین رشتہ باریک سے کباب مین پاؤن

گنہ سے ہاتھ اوٹھا ستم ہے سر پہ اجل
خدا کیواسطے کر اسکو کوئی نیک عمل
عدم کا کوچ زمانے سے آج ہی یا کل
ہو جو تجکو چھوڑا امانت مزار شاہ پہ چل
زہے نصیب جو اوٹھین رہ ثواب مین پاؤن

مخمس بر غزل میر تقی صاحب مرحوم

میری وحشت کا جو کچھ حال سنا میرے بعد
سو نا جنگل جو نظر اوسکو پڑا میرے بعد
ہو گیا جوش جنون حد سے سوا میرے بعد
آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

نہ حسینوں کی رہی آنکھ میں کچھ شرم و حیا	کیا عجب مرقد لیلیٰ سے جو نکلے یہ صدا

ہیرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

مرگیا جبکہ امانت تو پھری کچھ تقدیر	غم ہوا اوسکو بہت ہوگئی حالت تغییر
جیتے جی تو نہ خبر لی نہ ذرا کی تدبیر	بعد مرنے کے مری قبر پہ آیا وہ میر

یاد آئی مرے عیسا کو دوا میرے بعد

تخمیس بر غزل خواجہ اسد صاحب قلق

نکالو عاشق شیدا کے حوصلہ دل کا	بہت دنوں سے شکایت ہے مشغلہ دل کا
چہرا کے آنکھ دکھاؤ نہ آبلہ دل کا	ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

نہ پوچھ دوستو ہم کس عذاب میں رہتے ہیں	ستم اوٹھاتے ہیں آدھے جفا میں سہتے ہیں
خموش رہتے ہیں آنکھوں سے اشک بہتے ہیں	وہ ظلم کرتے ہیں مجھ پر تو لوگ کہتے ہیں

خدا بتوں سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

کسی کی زلف کا مضمون ہے جن جن بخت ہے	قدم کی بیڑیوں کے غل سے استراحت ہے
جنون میں طوق و سلاسل سے کسکو نفرت ہے	وہ رند ہوں کہ مجھے ہتکڑی سے بیعت ہے

۱۴۴

یہان تو وا کیجیے نہ دید تصویر سخت	خدا کے سامنے اپنا ہی ہے قلق الفت

بتو لیسے حشر مین ہوگا سمت یا بہ دل کا

مخمس بر غزل میرزا زبیر علی صاحب صبا

دیکھیے ان گلعذارون کی فضا چار دن	اس چمن مین نخل دل ہے سبز و تر دو چار دن
زندگانی کا مزا لیجیے مزا دو چار دن	مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن

صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر	بل نہین لازم ہے تا گیسوی خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن سے گلزار پر	سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر

اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو میری آنکھ سے اک پل نہ ہوتا تھا نہان	یا چھپایا منہ کو ایسا کچھ نہین جسکا بیان
غیر سے ہان صحبتین ہین ہم سے ٹہری ہین یہان	او بت کافر تری اس دلبری پہ پروا ایان

آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آجکل اوسکو غرور حسن ہے حد سے سوا	گفتگو مین طاق ہے مطلق نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا	مدعائے وصل سنکر وہ جھنم کہنے لگا

۱۴۴

۱۴۵

شانہ کرتا ہون تو نازل ہوتی ہے بلا | وہ یہی کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو ابھی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدہ ون مین الجھی دید کی کی مجھ پیچ و تاب | اوٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ بچی نظرین یہ دل خانہ خراب | پھر کہان اپنے کی چتون پھر نہ ذرہ ہی حجاب

دید کے قابل ہی آنکھون کی حیا دو چار دن

واسطے او نیم جنگ میں جام محبت ہاں پیے | بات یہ بیا نہیں ہے تا چار دن کے لیے
پھر کیسے ہین سکون کی سمت دیکھ دیکھے | ہا ہیان کیتے بھی نگہین یا نہ سو نگہین دیکھے

ہی شرف پھر یہ وبال ہا دو چار دن

مست ہو جا ہی دل گلگشت مین وقت سحر | سیج باد صبح موج مے کا رکھتی ہی اثر
بادہ کش ہو آ کدھر مجھکو یہ آتا ہی نظر | زاہد کی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر

گر رہی یون ہی گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے خلق یاد آنا کہے | پنچ سے کھینچیے سر پر عمامہ بندہ کے
جال وہ پھیلائیے ہر اہل زمین پھنسے | دام پیدا کیجیے ہو چکی مفلس ہی سے

بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہی امانت تمکو اک باغ مین | شہر سے پیدا ہوئے سے پھر اس باغ مین

طبع زاد مصنف

رات بھر چھیڑا کیا وہ ستم آرا مجھکو | جب ذرا آنکھ لگی ساتھ جگایا مجھکو
صحبتِ یار نے اکدم مجھے سونے نہ دیا

سو گیا وہ تو مرے شب کو مقدر جاگے | وصل کی آس ہوئی ہجر کے جھگڑے بھاگے
بیقراری میں کمر بند کے توڑے دھاگے | کبھی زانو پہ رکھا ہاتھ کبھی اور آگے
صحبتِ یار نے اکدم مجھے سونے نہ دیا

شب کو نادانی سے وہ پاس مرے سوتا تھا | پر نہ ما نیند میں عاشق کی طرف سے کھسکا
نہ ہوا صبح تلک صلح قیامت کی نہ ہوا | ہاتھ جب بین سے لٹکا یا وہ بیدار ہوا
صحبتِ یار نے اکدم مجھے سونے نہ دیا

کھو دیا ہائے شب لطف ملاقات اور | پیش جانی کوئی تا صبح نہ دی بات اور
رات بھر جھونسے دیے پاؤں پہ سہتا اور | ہاتھ میں ہاتھ لیے ہیں تو دی لات اور
صحبتِ یار نے اکدم مجھے سونے نہ دیا

کیا کروں اُس نے ہجر امانت اٹھا | آیا قابو میں نہ وہ جا کے بجز سیر و قرار
ہاتھ بٹ جائے کبھی اوسکے کبھی پہونچے رخسار | صبح تک آنکھ جھپکی سبب بوس و کنار
صحبتِ یار نے اکدم مجھے سونے نہ دیا

مخمس

۱۴۶

بیان کیا بند وحشت نے کہیں آپسا پے در سے
جنون کا جوش کھوتا ہی رگو نکو چہو کر نشتر سے

انہیں کسکو کا لیا ان دیجیے تو اسے فصاد کیا کیجیے

بہا ہی بہر کسکیا تن سے خون گو کی اوگلتا
کلیجہ معرکہ میں اپنا بیتابی سے ملتا ہے

نظر سے منہ دیکھتے ہیں بس نہیں کچھ چارہ چلتا
لہو بہتا ہی غیر دیکھا ہمارا دم نکلتا ہے

گلے پر پہیر نا خنجر نہیں جلاد کیا کیجیے

نہیں گو غم میں اپنی خون دل آنکھوں سے بہتا ہے
اگر در پردہ صدمے ہجر کے دو شوخ ہنستا ہے

چھپا ہی چھپی وفاداری کا اوسکو پاس ہے
ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے

ملا ہو خاک میں جو خود اوسے برباد کیا کیجیے

جگا یا جیتے جی وحشت نے جو وحشت نے جو کھلایا
پچا قید میں اپنا جنون سے ول سے تنگ آیا

عنایت سے خدا کی عشق میں کیا مرتبہ پایا
امانت کوہ پر سے پہنچا تو یون فرہاد چلایا

لبون پر جان شیرین ہی اب اے استاد کیا کیجیے

مخمس بر غزل شیخ امام بخش صاحب ناسخ

رقیب سنگ میں ضبط فغان رکھتے ہیں
قلق فزون لا کا ہم سوختہ جان رکھتے ہیں

۱۴۷

حسن کا گلشن آفاق میں لوٹا ہے اثر	دیدہ باری سے مرا رنگ ہوا نوع دگر
خوبرویوں کے نظارے سے ملا غم کا اثر	ہو گیا زرد ٹیری جبکہ حسینوں پہ نظر

یہ عجب گل ہیں کہ تاثیر خزاں رکھتے ہیں

زندہ دل لوگ پڑھا کرتے ہیں یہ نعت سخن	کبھی شاعر نہیں مرتا سخن اسکا ہے
آبدار ایسے ہیں ہر مصرعہ ترا آب حیات	تازگی ہے سخن کہنہ میں یہ بعد وفات

لوگ اکثر مرے جینے کا گماں رکھتے ہیں

لاکھ دولت سے ہے اشعر کا فن نا سخ	سکۂ شعر امانت کا چلن ہے ناسخ
شکستگی کا کسے سخن ہو ناسخ	عوض مال جہاں ملک سخن ہے نایاب

گو نہیں جیب کرم روان طبع روان رکھتے ہیں

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی آتش

جب کوئی مرغ چمن گرم فغاں ہوتا ہے	سر مرا فرط نقاہت سے گراں ہوتا ہے
باغبانوں میں اگر ذکر خزاں ہوتا ہے	آتش نالۂ بلبل سے دھواں ہوتا ہے

سیر گلزار سے مجھکو خفقان ہوتا ہے

پھول سے ہو انھیں گلزار جہاں میں نفرت	سرو سے ہیں یہ فدا خاک نشین ہو غیرت

دن کو جاتا ہون جو کوچہ مین کبھی میں تیرے	دھوپ پڑتی ہی مجھے چار طرف سے گھیرے
اسطرح آنکھ کسی سے نہ مقدر پھیرے	زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے

سایہ سر پر سے دبے پاؤن رواں ہوتا ہے

پیر خورشید تھا ہو کہ جوان مہوش	جوہر تیغ زبان دیکھ کے ہو جاتا ہے غش
ہے غلام شہ مردان یہ امانت دلکش	جاتی نامردہ نہین بزم مین اپنی آتش

مصرعۂ تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

مخمس بر غزل میر علی اوسط صاحب رشک

جانا کبھی خط جانب دلبر نہ ملے گا	گم ہوگا قلم کاغذ پر زر نہ ملے گا
کاغذ جو ملا راقم دفتر نہ ملے گا	جو رنج نوشتہ مین ہے کیونکر نہ ملے گا

لکھوائین گے نامہ تو کبوتر نہ ملے گا

دکھلائیگی اوج اپنا جو اوس رخ کی تجلی	چھوٹے گی ترخ بدر پہ مہتاب غضب کی
سیماب کی ہوگی قمر چرخ پہ پھیکی	جس رات نقاب اوس مہ کامل نے اوٹھائی

تارون کو نشان مہ انور نہ ملے گا

اندوہ کی چھائی ہے گھٹا دلپہ ہوائی	دریا کی طرح جوش پہ ہے دیدۂ خونبار

جو شعر پڑھے آکے میاں ورد دولت	لازم ہے کہ دو داد سخن بہر سماعت
بے رشک و حسد عرض یہ کرتا ہے امانت	انصاف کو سمجھو بخدا راہ ہدایت

اے رشک اب ایسا کوئی رہبر نہ ملے گا

ترجیع بند

کے کہیں جان نہ بیماری الفت تیری	بڑھ گیا درد جگر گھٹ گئی طاقت تیری
عشق میں شغل ہوئی کیا یہ امانت تیری	لوگ پہچان کے کہتے ہیں شباہت تیری

کس کے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

اب تو جینے کی توقع نہیں غیر ہے حال	صدمۂ ہجر سے اغلب ہے کہ ہو جاوے وصال
جو عیادت کے لیے آتا ہے سنکر احوال	اشک بھر لاکے وہ آنکھوں میں یہ کرتا ہے سوال

کس کے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

دوستوں نے مرا دیکھا جو بہت حال تباہ	سب لگے کہنے کہ للہ نہ غم کھا
لائیں تجکو تجھے جو غیرت یوسف کی ہو چاہ	حال سے اپنے مجھے بہر خدا کر آگاہ

رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

جسنے دیکھا مجھے اشک آنکھوں میں وہ بھر لایا
آہ کی دل سے پیا خون جگر غم کھایا
راہ چلتوں کو مرے حال پہ رونا آیا
پر زبان سے نہ کبھی یہ سخن فرمایا
کس کے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

خاک میں کس پہ جوانی کو ملایا تونے	ہر کس طفل پہ پیدا یہ کھایا تونے

کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

کرچکا ہے مرض عشق نہان اپنا کام	زندگی ہے ترے بیمار کی فرصت ہے ام
دوست تو اکطرف کرتے ہیں دشمن کلام	اب کوئی آن میں غلب ہے کہ ہو جاتا تمام

کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمیں دیکھ کے صورت تیری

کام ہے گل سے نہ بلبل کے ترانے سے تجھے	بیا ملا کہتے ہیں سب لوگ لگانے سے تجھے
کھو دیا کسکی محبت نے زمانے سے تجھے	عار پانی سے ہے پرہیز کھانے سے تجھے

کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمیں دیکھ کے صورت تیری

لب تلک آہ بھی اب آتی ہے دشوار سے	جان زار ایسا امانت کا ہو زار سے
دے خدا تجھکو شفا عشق کی بیمار سے	لوگ کہتے ہیں محبت کی یہ آزار سے

کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمیں دیکھ کے صورت تیری

چونکا جو وقت صبح تو دیکھا یہ ماجرا	بلبل سا کا ادھر رہا ہے درختوں پہ چہچہا

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

کیا تم سے حال وصل کی شب کا نہیں عیان	ایسی گئی ہے رات کہ مین کیا کرون بیان
نوبت ابھی نہ وصل کی آئی تھی درمیان	نقارہ سحر کی صدا آئی ناگہان

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

دھڑکے مین صبح وصل کے مین سو گیا جو آہ	گھبرا کے چونکا نیند سے بیحالت تباہ
صبح کچھ اوسکے دیکھ کے گردون کی نگاہ	کیا دیکھتا ہون مہر ہے نکلا بجای ماہ

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

اوڑھے لپیٹے سوتا تھا وہ غیرت قمر	بیٹھے وہ دوپٹہ کھینچکے چہرے سے بے خبر
رخ آفتاب سا جو ہوا اوسکا جلوہ گر	شمع چراغ ہو گئی نکلی صبح جانکر

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

دن ہوگیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

سونے نہ پایا خوب میں اوس سے لپٹ لپٹ — کیا جلد رات وصل کی یارو گئی ہے کٹ
یکبار صبح ہو گئی جلدی سے تو جو چھپٹ — منہ کھولکر وہ بولا کہ پہلو سے جو ہٹ

دن ہوگیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

تا صبح وصل میں جو رہا یار مست خواب — وقت سحر کسینے جگایا اوسے شتاب
ملتا اوٹھا جو آنکھ تو وہ رشک ماہتاب — بولا یہ تھرتھرا کے امانت یہ اضطراب

دن ہوگیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

ترجیع بند

فراق میں یہ غم بیحساب ہے دلکو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دلکو
نہ دن کو چین نہ راتوں کو خواب ہے دلکو — خیال یار میں کیا اضطراب ہے دلکو
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو

مسدس

بنایا کرتا ہوں جی سی سحر تالک باتین
تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتیں

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی الٹ گئی تقدیر
اثر ہی نالہ مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین ام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہے خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہے
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہے
جو اوس سے کہیئے وہ گا لیان سناتا ہے
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہے

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
صدا فراق میں دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہے وہ نوجوان امانت کو
ہمیشہ رہتی ہے ورد زبان امانت کو

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کسی کا عشق مین کیون مبتلا ہو گیا [illegible]
کسی کا دل کبھی [illegible] ہو گیا
نہ [illegible] محبت کا رشتہ ہو گیا
ریض عشق کا کوئی نہ [illegible] ہو گیا
کیا کا درد نہ [illegible] غم دل مین دیا
کوئی نہ [illegible] جان [illegible]
کوئی بیا [illegible] بیمار [illegible] محبت کا
یہ وہ مرض ہے کہ [illegible] تو جی کی دوا
جنون [illegible] عشق مین [illegible]
قسم خدا کی یہ مطلب کسی [illegible]
یہ عشق وہ ہے کہ [illegible]
لگا کے دل [illegible] عذاب [illegible]

۱۵۳

[illegible]

ہمیشہ ہائے کہ صورت میں اوسکے گرد رہا | پر اوسنے بھول کے بھی یہ سمت نہ کیا

ملا جو راہ میں کترائی صاف دی اوسنے
تباہ کرکے مجھے پھر خبر نہ لی اوسنے

ہنسا ہر اک سے وہ گل اور مجھکو رلوایا | کبھی نہ رحم اوسے میرے حال پر آیا
نہ پوچھو عشق میں اوسکے جو میں نے دکھ پایا | شب فراق کے صدمہ اوٹھائے غم کھایا

رہا خیال اوسی کا ہر اک گھڑی مجھکو
کسی طرح سے عزیزو نہ کل پڑی مجھکو

دل اور جان سے ہمیشہ رہا میں اوسپہ فدا | پر اوسکے دل میں مرے عشق نے اثر نہ کیا
جھجک کے سایہ عاشق سے کی گریز سدا | کسی طرح وہ پری رو نہ میرے ہاتھ آیا

نہ ہنسکے مجھسے کبھی بات کی نہ شاد کیا
کب اوسکو اشک بہا کر نہ میں یاد کیا

تڑپتا ہجر میں اوسکے رہا میں دل افگار | رہی اوسے مرے ملنے سے میرے ننگ و عار
میں اوسکی دید کے آیا کبھی نہ مجھکو قرار | پہ وہ ہمیشہ رہا میری شکل سے بیزار

کبھی نہ اوسنے مری بات کا جواب دیا
پھرا کے منہ دل مضطر کو اضطراب دیا

کچھ اب تلک نہیں معلوم دل کا حال تمہیں
ہمارا دم ہے نکلتا نہیں خیال تمہیں

یہ بات سن کے وہ مغرور ہنس کے یوں بولا
جہان میں مجھ سے معشوق مہ جبین صد ہا
مرے ملنے سے بھلا آپ کو ہے حاصل کیا
جو ہوئے مد نظر کیجے دل اوسی پہ فدا

کسی طرح نہیں حضرت کے ہاتھ آؤں گا
ملوں گا غیر سے اور آپ کو جلاؤں گا

خیال ہے مجھے رسوائیوں کا اپنی مدام
زبان سے لیجیو گا نہ پھر وصل کا نام
نہ راہ میں کبھی کرنا پھر اسطرح کے کلام
پریوں میں بھلا انسان سے مجھے کیا کام

خدا کے واسطے آگے سے میرے ٹل جاؤ
فروغ آتش رخ سے کہیں نہ جل جاؤ

یہ کلمہ سخت اہانت سے یار نے جو کہا
جھکا کے یاس سے گردن میں اپنے گھر کو پھرا
تو اوس گھڑی مرا وحشت زدہ کو...
نہ قصد میں نے کیا پھر کسی سے ملنے کا

کسی حسین کو دل اپنا نہ پھر دیا میں نے
نہ نام عشق کا بار دگر لیا میں نے

۱۵۶

چمن و دہر میں رہتا تھا کھلا گل کی طرح
نالہ کرتا تھا شب و روز یہ بلبل کی طرح

در زنداں جو دکھاتا تھا کوئی ہمسایہ
جب کبھی چاہ زنخدان مجھے آتا تھا نظر

دل شکستہ میں بیٹھا تھا غصہ سے کیا کیا آہ
دل یہ کہتا تھا کہ میں سے ہو کنارا بہتر

گر صراحی سا گلا کوئی نظر آتا تھا
ساغر چشم مے اشک سے بھر لاتا تھا

اک دوست کسی پر میں عاشق جو ہوا
عشق کہتے ہیں کسے کیسا مزا ہے اس کا

دیکھ کر حال تعجب سے یہ میں نے پوچھا
تلخ ہے عشق کہ شیریں ہے بتا بہتر ہے

ہے کسی نخل کا میوہ کہ کوئی گل ہے عشق
کوئی صیاد ہے اے شخص کہ بلبل ہے عشق

عشق ہے شمع کسی بزم کی یا گھر کا چراغ
طوطی نغمہ سرا مرغ خوش الحان ہے کہ زاغ

آبلہ ہے کوئی یا زخم کوئی گل ہے کہ داغ
ہے کوئی نخل کہ کہسار ہے صحرا ہے کہ باغ

یہ تو بتلا دے بلندی ہے کہ پستی ہے عشق
کوئی ویرانہ ہے اے شخص کہ بستی ہے عشق

یہ تو معلوم ہوا انسان ہے کہ حیوان ہے عشق
کوئی کافر ہے و یا کوئی مسلمان ہے عشق

١٥٧

دل کسی شمع پہ پروانہ نہیں پروانہ ہوا
کسی گل پر نہ ہوا صورت بلبل شیدا

عشق مجنوں کسی لیلی کا نہ دیوانہ رہا
کسی شیریں کی محبت میں نہ فرہاد بنا

شعبدہ عشق نے کوئی نہ دکھایا مجھکو
کسی شمشاد کا قمری نہ بنایا مجھکو

عشق ہے گلشن ہستی کے چمن کا گل تر
عشق اک باغ جوانی کے شجر کا ہے ثمر

عشق ہے عالم ایجاد کے دریا کا گہر
عشق ہے حسن خداداد کے گرد و نگاہ

عشق انکھوں سے نہیں یوں تو نظر آتا ہے
جلوہ اپنا یہ مگر حسن میں دکھلاتا ہے

یہی جو اس عاشق شیدا نے کھینچے تصویر
آہ کی میں نے زنگار کھینچے سر تصویر

کھل گئی بند گئی حیرت ہوئی شکل تصویر
سر گرا عشق ... خود ... تصویر

دم خفا ہونے لگا سینہ کو جگر آنے لگا
جی مرا صحبت احباب سے گھبرانے لگا

بس اسی بات کا سودا دل وحشی کو ہوا
خوبصورت ادا اپ کسی ایسا ہو

ہو سکے خوش وضع بھی ہو حسن میں ...
... دیکھ جوان ... تو کیسے ...

آخر اس عشق نے جنجال میں ڈالا مجھکو

دل یہ لاچار ہوا ... دیا ... جب کبھی ... نکلا
کبھی جا دو سے ... کبھی ... سے کبھی سے ...
... کو ہے دیا ... تو ... دکھلایا
دل کو یہی ... بس ... کی ... دکھلانے لگا
گلشن ... کی روشن ... دکھلانے لگا
باغ ... صبا ... سے رہا
... گلشن ... دکھلاتا ہے

جابجا معشوق نے جب ... پایا مجھکو
ایک معشوق کی صورت نے دکھایا مجھکو
ایک معشوق کو جو حسن میں یکتا دیکھا

۱۵۹

دیکھتے ہیں کبھی کچھ تھے یہ بلاتا اوسکو	جذب دل کھینچ کے مجھ تک کبھی لاتا اوسکو

رخ انور کا کبھی اوسکے نظارا کرتے
کبھی کچھ چشم محبت سے اشارا کرتے

کبھی کہتا کہ ہے سینا بھی مرا حال تباہ	کبھی کہتا کہ شب گھر ترے بلا ہے لطف
کبھی کہتا کہ تجھے صدمہ جانکاہ ہو آہ	کبھی کہتا تھا کہ اب مہر ترا غیرت ماہ

عشق میں پھر جو اوس شوخ نے پایا مجکو
ایک دن در پہ اشارے سے بلایا مجکو

ہنسکر کہ بچہ بار سے شب ماہ کے کہا	کہیے کیسا ہے مزاج آپکا کیا نقشا ہے
میں یہ بولا کہ دعا کرتا ہوں تیری سدا	پھر کہا اوسنے کہ ہے اسم شریف آپکا کیا

نام اوسے عاشق پر رنج و محن بتلایا
پوچھا گھر اوسنے تو آوارہ وطن بتلایا

پھر کہا اوسنے کہ معشوق ہیں کس کے گلین	بولا میں تمسے تو بہتر کوئی معشوق نہیں
پوچھا پھر اوسنے کہ کس شخص کے شیدا ہو تمہیں	بولا میں آپکے سوا دل نہیں لگتا ہے کہیں

پھر کہا اوسنے کہ کیا شغل رہا کرتا ہے
بولا میں آپکو دل یاد کیا کرتا ہے

صبح سے شام تلک پہنانا اوسکو
کبھی منہ دھونا کسیوقت نہانا اوسکو
پھول سے تن مین سدا عطر لگانا اوسکو
[illegible]

سج دھج آرائی کا انداز سکھایا مینے	گوندھا سر پیچھے بالونکو بنایا مینے
سرمہ رورو سکے تو آنکھونمین لگایا مینے	مستی ملوکے اوسے پان کھلایا مینے

تنگ ملبوس کبھی زیور کبھی پہنایا اوسکو
کرکے آراستہ آئینہ دکھایا اوسکو

دیکھا اوس شکل سے صورتکو جو آئینہ کبھی	اپنے جوبن پہ ہوا شیفتہ و فریفتہ
رک تعجب سے یہ کی وسی پھر او سنے گفتار	واہ کیا حسن ہے اللہ کی قدرت

حور کی ہوگی نہ اس جلوہ گری کی صورت
مجھکو خالق نے عطا کی ہے پری کی صورت

زلف سکھیچ پہ وہ ناز سے بل کھانے لگا	دیکھی آئینہ مین چوٹی تو کبھی جانے
سرمہ دیکھا تو نگاہ ہو نسے غضب ڈھانے لگا	پان مستی سے طبیعت مین غرور

مسکرا کر کبھی ہونٹون کا نظارا اوسنے
دانتون کو دیکھ کے اک قہقہہ مارا اوسنے

پھر تو یہ شوق ہوا یار کو خود بینی کا	مشغلا اور نہ تھا کوئی بناؤ
آئینہ آٹھ پہر سامنے رہتا تھا ہرا	ہاتھ سے شانہ نہ ہوتا تھا کبھی

کبھی زلفون کے نہ بننے پہ بگڑ کر روتا

[illegible]

جی مین کچھ اوس کے آ گئی گھبرانے لگا	دلکو آئینہ کی صحبت سے وہ بہلانے لگا

کام ہر وقت تھا اپنی اوسے زیبائی سے
فرصت اک لحظہ نہوتی تھی خود آرائی سے

شعلۂ حسن نہا بڑھ سے ہوا اور بلند	ہو گیا آتش رخسار کی گرمی سے دو چند
دیکھ لی جسنے جھلک اوسکی کیا اوسے پسند	داغ تمنائیون کے جلنے لگے مثل سپند

لوگ سن سن کے خبر طالب دیدار ہوئے
ایک یوسف کے ہزارون ہی خریدار ہوئے

حسن پر اپنے ہوا پھر تو وہ ایسا مغرور	چاند بھی سامنے آیا تو وہ بولا چل دور
دل کو نظارہ ہوا بد نظرون کا منظور	میری ہجو کی ہین کرنے لگا وہ حور قصور

آنکھین ہر بات مین ناحق مجھے دکھلانے لگا
دیدہ بازی کے لیے بام پہ وہ جانے لگا

حسن جانان کی خبر پہنچی جو عالم مین تمام	لوگ آنے لگے نظارہ کو اوسکے تہ بام
خواہش وصل کا دینے لگا کوئی پیغام	کوئی کہتا تھا کہ مین ہجر مین ہوتا ہون تمام

کوئی دروازے پہ اگر کبھی دستک دیتا
روزن در سے کوئی اوسکی بلائین لیتا

۱۶۱

نہ وہ صحبت نہ وہ خاطر نہ مری بات رہی
نام کے واسطے اک تجھ سے ملاقات رہی

رنگ صحبت کا جو اس طرح یکایک بگڑا
دل شب و روز حسینوں کے تجسس میں پڑا

تھا وہ نیا مجھے منظور ہوا اور ہی کچھ
اک پری زاد نظر آیا مجھے یاد

کھب گئی آنکھوں میں وہ چاند سی صورت اسکی
ہوئی القصہ بس مجھے صحبت اسکی

اپنے قابو میں جو اس شوخ کو پایا میں نے
باتوں باتوں میں اسے آکے سنایا میں نے

وصل کا خوب مزا وہاں بھی اڑایا
تیرے ملنے سے صنم ہاتھ اٹھایا

شاد تو غیر کو کر غیر تجھے شاد کریں
ہم تو اب لاکھ برس تک نہ تجھے یاد کریں

عشق میں تیرے دل جانکو گھلائیں کب تک
ضبط کب تک کریں غم رشک کا کھائیں کب تک

ستم و جور میں ناز اٹھائیں کب تک
حرف شکوہ کا بھلا لب پہ نہ لائیں کب تک

کب تلک صرف ترے ہجر میں اوقات کریں
جی میں آتا ہے کہ اب ترک ملاقات کریں

اپنے بیگانہ سے جب تک تجھے کچھ کام نہ تھا
ایک لحظہ ترے بن مجھکو کبھی آرام نہ تھا

[illegible] ہوتا تھا جو گلگشت کو جاتے تھے تم
سرو کے سامنے گردن جو دکھاتے تھے تم
[illegible] کو نعلین میں خجالت سے چھپاتے تھے تم
قد یہ بوٹا سا اگر یہ دکھاتے تھے تم

ہوش قمری کے کب اسطرح اڑا دیتے تھے
باتیں بلبل کو ہزاروں نہ سنا دیتے تھے

[illegible] کو دیکھ کے سنبل پہ جو کرتے تھے نظر
سر بسر ہوتا تھا کچھ وہ نہ خاطر اپنی پر
[illegible] میں گلزار میں پڑتی جو نظر نرگس پر
آنکھ تم اوس کو دکھلا کے [illegible] ہیں [illegible]

گل کے نظارہ سے تقشیر سا ہوتا تھا
رنگ اس پھول سے چہرہ کا ہوا ہوتا تھا

[illegible] دیکھ کے سوسن کی طرف باغ میں جاتے تھے تم
سبز بالیدہ زبان اپنی ہلاتے تھے تم
[illegible] رشک سے تم جاتے تھے تم
[illegible] دیکھ کر [illegible] چھپاتے تھے تم

گل خورشید سے تن غرق عرق ہوتا تھا
چاندنی دیکھ کے منہ چاند سا فق ہوتا تھا

شب [illegible] کا شوق تھا ای رشک قمر
چاندنی کھچتی تھی تو مکدر مہتابی پر
[illegible] تالاب کی کرتے تھے جو خوش خاطر
اشناؤں تمہیں بچاتے تھے دریا پر

ہاتھ کیا آیا دے حسن سے دھو یا تم نے

[illegible]

١٦٣

چھوٹے کپڑوں سے تو بہتا تھا بدن نازک ہم	ٹھیک ملبوس میں تجھے بستی کے پھبتے تھے

مجھ سا دل سوختہ عاشق نہ کہیں پاؤ گے
منہ کو ڈالو گے گریبان میں پچھتاؤ گے

گہنا پھولوں کا پہنتے تھے تو ہم چھانٹتے تھے	عطر مٹی کا لگاتے تھے تو خوش آتے تھے
وضع داری کے سبب نام سے ہم جانتے تھے	اک بھلا خلق کو نیرنگیاں تم کھلاتے

کپڑے رنگین پہن کر نہ نکلتے تھے تم
رنگ گرگٹ کی طرح سے نہ بدلتے تھے تم

وضعداری کا سبب الٹا زمانا کس نے	سچ کہو تم کو طرحدار بنایا کس نے
فن خودآرائی کا بتلاؤ سکھایا کس نے	حسن کا شہرہ زمانے میں اڑایا کس نے

اس پاضدت پہ صنم کچھ نہ وفا کی تو نے
دل ملا کے مری جان دغا کی تو نے

مجھے اس بات کا شکوہ نہیں خوب کیا	مجھے معشوق ہزاروں تجھے عاشق
صحبت غیر مبارک ہے تجھ کو اچھا	میں نے بھی ایسا ہزاروں کو

ہوا دے دیکھے تو سینے میں کلیجہ جلتا ہے
آتش رشک کے شعلے سے سراپا جلتا ہے

۱۶۳

نکہت اوسکی جو سوے دشت ختن جاتی ہے
اوس گھڑی آہوؤن کی جان پہ بن جاتی ہے

بو نچھی گلشن مین اوس گیسوے خمدار کی بو
سونگھے عاشق اگر اوس طرۂ طرار کی بو

اور گئی بن کے وہ سوے سنبل گلزار کی بو
اوسکو بدھی کی پسند آئی نہ چھڑ بار کی بو

جمع خاطر نہ الم سے کسی عنوان ہووے
نکہت گل کی روش حال پریشان ہووے

ہووے سر سبز نکو کی زلف سیہ سی نہال
اگرے سنبل تو خزانے مین مین مسال

کالا منہ ہووے جو ہو کے مقابل شب تار
ہمسری اوس سی کری سانپ تو ہے عقل کی مار

ناگن اوس زلف سی بل کر کے پشیمان ہووے
اور تجھے گیسو جو کسی کا تو پریشان ہووے

اوسکی پیشانی روشن کو مین کس سی مثال
زلف افشان سی جبا نہین ہے سدا مالامال

مہ کامل مین سیہ داغ ہے ناقص ہے ہلال
صبح صادق نے کبھی سطر جھکایا نہ جمال

جبکہ وہ رشک قمر چین بجبین ہوتا ہے
موج زن چشمۂ خورشید وہین ہوتا ہے

تیغ ابرو مین ہے وہ کاٹ کہ اللہ اللہ
جو ہے قتل سی لیکن وہ نہین ہے آگاہ

مانگتا رہتا ہے جلاد فنا جس سی پناہ
ورنہ عالم ابھی اک آن مین خاک سیاہ

١٦٥

دشت کی سمت وہ خوش چشم اگر جلوہ کرے
آہوئے دشت ہرن دیکھ کے وحشی ہو جائے

دیکھے یا دام وہ آنکھیں تو یہ نقشا ہو جائے
پھوڑے سر سنگ سے وہ ٹکڑے کلیجا ہو جائے

آنکھ میخانے کو وہ شوخ جو دکھلاتا ہے
رنگ ساغر یا وہ گلرنگ کا ہو جاتا ہے
ساغر چشم کو گردش میں جو وہ لاتا ہے
جام کا شیشۂ دل چور نظر آتا ہے

آہوئے چشم سیہ لذت سے کھوتا ہے
نشۂ سرمست کے آنکھوں کا ہرن کھوتا ہے

کبھی کاجل جو صنم چشم سیہ میں جو لگائے
دل حسینوں کا ہے ایسا کہ سرمہ ہو جائے
صحن محفل میں نگہ کی جو وہ شوخی دکھلائے
چشم مردم میں ہرگز کوئی خوش چشم نہ آئے

دل کو حیرت ہو نظر محو تماشا ہووے
مردم دیدۂ عشاق کو سکتا ہووے

خم ابرو میں ہے کیا یار کی بینی کی صفا
جیسے ہو طاق میں مینا بلوریں رکھا
شمع کافور کی محراب حرم میں ہے ضیا
یا کوئی حور دریچہ میں ہے جلوہ نما

تو اوسے دیکھے تو خود بینی نہ یہ خاک رہے
رشک سے ہم تیرا دم ناک میں غمناک رہے

پینشکر سے ہو یہ نفرت کہ کوئی منہ نہ لگائے
دل مٹھائی کے نشکر خواروں سے کھٹا ہو جائے

سرخی لب سی عقیق یمنی شرما جائے
سامنے لب کے اگر دانۂ مرجان آجائے

دیکھیے دانتو نکو جو یا قوت تو پھر کھا جائے
صاف موتی کی طرح رخ پہ سفیدی چھا جائے

عام نظارہ وہ اگر ہو لب جانان کا کبھی
نام بھولے نہ کوئی لعل بدخشان کا کبھی

دانت ہیں یا مس دُرِ نایاب سے وہ سلک گہر
دیکھیے الماس چمک اوسکی تو ٹکڑے ہو جگر

آنکھ موتی کی لڑی جس سے یہی ٹھہر
چشم اختر جو کرے غور تو ٹھہرے نہ نظر

پھرتے ہیں دیدۂ مردم میں عجب تارے ہیں
اس سے ثابت یہی ہوتا ہے کہ سیارے ہیں

کیا تر و تازہ ہے وہ سیب ذقن صل علی
کسکو دسترس چاہ زنخدان کی نہیں چاہ بھلا

رکھے آسیب نظر سے اوسے محفوظ خدا
کون ہے کون اوسکی محبت میں نہیں غرق ہوا

آدمی ہی نہیں دیوانے زنخدان کے ہیں
چاہ میں اوسکے فرشتوں نے کنوئیں جھانکے ہیں

وصف شانوں کا کروں ایک تماشا گردن
دیکھیے گردنکو تو شیشہ بھی جھکائے گردن

[illegible]

نازکی مین کمر اوسکی ہے رگ گل سے سوا	پر رگ گل جو کہا اوسکو تو کچھ بھی نہ کہا
موشگافی جو بہت کی تو سمجھا یہ کہلا	موے سر سے وہ نہین فرق سر مو اصلا

آتش حسن میان جبکہ بھڑک جاتی ہے
بال کی طرح کمر سیکڑون بل کھاتی ہے

اوسکی زانو کی صفائی کا کرون کیا بیان	دیکھے آئینہ جو وہ ران تو ہو حیران
پنڈلیان ایسی ہین تا ٹخنی ہین کیا نور فشان	گھر سے باہر جو رکھے پاؤن تو روشن ہو جہان

شمع کیا چیز ہے مشعل کی حقیقت کیا ہے
ساق پا دیکھے مہتاب بھی شرماتا ہے

اوسکے ایسے پا نگارین کا کہون کیا مین حال	باغ عالم مین حنا فیض قدم سے ہو نہال
خوبرو رشک سے رہتے ہین ہمیشہ پامال	ناخن پا کو کبھی اوسکے ترا ہو نہ جمال

دیکھے عاشق کبھی جو وہ تلوا تو فدا ہو جائے
خاک پر بیٹھ کے نقش کف پا ہو جائے

ہے سراپا وہ غرض حسن کے سانچے مین ڈھلا	ایسے محبوب کا دل بیچے کیونکر نہ بھلا
سنگ سینہ پہ صدمے اوٹھایا کرے یان بیکسی بلا	دل مرا آتش ہجر سے بہت روز جلا

اوسکے نظارہ سے اب روح کو سیری ہوئے

[illegible]

مستی ملا کے ہون اوسکے لبون سے انکھیا	کالا منہ تیرا کرون شکل نہ دیکھون تہا
دیکھے پان اوسکو بنا ننگ کھاؤن تجھکو سرخ جو اوسکو کرون خوب ولاؤن تجھکو	
جاڑ نیری ہی کا بھی انداز بتاؤن اوسکو کھیلے ملبوس سے کچھ رنگ جما ؤن اوسکو	سپیدہ میں چھلکے دو پٹہ اوڑھاؤن اوسکو تہیا پیشواز کے میں ہی سے پہناؤن اوسکو
اوسکے سینہ سے رہے کام ہمیشہ ہمسکو کرتی انگیا نہ دکھاؤن کبھی نامحرم کو	
سر سے تا پانوں سجاؤن جواہر سے زیور کنٹھا پھولوں کا بھی ہو گل کو پہناؤن لیبر	شجر قد میں نمایان ہو گل و برگ و ثمر ہار ہیرات کو چوٹی میں لپیٹون کیسر
تیل بالون میں وہ ڈالون کہ جو سونگھے مر جائے عطر کھوڑے کا ملون ایسا کہ غش کر جائے	
پھول کی طرح سے گود میں اوٹھاؤن اوسکو ہر گھڑی عطر عروسی میں بساؤن اوسکو	لوٹے تو کانٹون پہ مسند پہ بٹھاؤن اوسکو رنگی نہاوے پیسے لمس جو بناؤن اوسکو
سرخ جوڑا اوسے پہنا کے جلاؤن تجھکو آتشی رنگ سے کیا آگ لگاؤن تجھکو	

١٦٩

رباعی

ہو یہ منظور تو بس آؤ قسم کھاؤ تم
کرکے دل صاف گلے میرے لپٹ جاؤ تم

جب سنے اوسنے لگاوٹ کی یہ باتیں چپ رہا
منہ پہ منہ رکھکے محبت سے یہ پھر کہنے لگا

دوڑکر مجھسے گلے مل گیا بیتاب
غیر صدقے کیے تجھپر سے مرے غافل

جو کہے گا اوسے آنکھوں سے بجا لاؤں گا
لے ترے سر کی قسم اب نہ کہیں جاؤں گا

پھر لگا کہنے یہ ہنس ہنس کے وہ خورشید لقا
تونے سچ کہہ کوئی معشوق کیا ہے پیدا

مجھسے رو رو کے یہ کہتے ہیں مرا دیکھے تو
یا مرے پیچھے ترے کیوا سطے یہ فقرا تھا

بولا میں کھا کے قسم اوسکے بتانے کے لیے
سب یہ باتیں تھیں فقط تیرے ستانے کے لیے

پھر تو ہونے لگی آپس میں قدیمی صحبت
الغرض آج تلک ہے وہی باہم الفت

وہی جلسے ہیں وہی چہچہے وہی عیش و عشرت
آگے کیا دیکھیے دکھلاتی ہے ہمکو قسمت

غیر کے نام سے ابتو وہ ڈرا کرتا ہے
دم امانت کی محبت کا بھرا کرتا ہے

تمام شد واسوخت بماہ شوال سنہ ۱۳۰۲ ہجری

رباعی

رہ جاتے ہیں پیمان لب کس بہانہ جو
اٹھ جاتے ہیں دنیا ناز اٹھا جانے
پڑ رہتے ہیں پا یار سے ہو بیٹھ کے پاس
اٹھ جاتے ہیں پھر عدم سے جانب

رباعی

ہم عیب اگر کہیں ہنر کہتے ہیں
یہ بھی بصیرت سے سمجھ کہتے ہیں
نیچی زبان سے کہتے ہیں
ہر گز نہ کسی سے پر کہتے ہیں

رباعی

ہر گل کو خجل داغ جگر سے پایا
بلبل کو ندیم شور و شر سے پایا
دیکھا دم سرد سے صبا کو ٹھنڈا
پانی شبنم کو چشم تر سے پایا

رباعی

تحفہ تحسین کا ہر شعر سے پایا
مضمون کا صلا اہل ہنر سے پایا
کیا موتی پروئے ہیں امانت تو نے
اس بحر کو لبریز گہر سے پایا

رباعی

حاسد کے حسد سے کب جگر چاک نہیں
باطن کی صفائی تہ افلاک نہیں
دیکھا کسی دل کو نہ کدورت سے بری
ان شیشوں میں مٹی کے سوا خاک نہیں

رباعی

خواہاں ہی سدا اجل کا جو بیٹا ہے
تا زیست یہاں خون جگر پیتا ہے
ہو جاتی ہے دنیا کے بکھیڑوں سے نجات
مرنا پئے مومن بخدا جینا ہے

رباعی

دشمن سی حسد نہ دوست سی کینہ ہے
ہر شخص ز انبساط ویرینہ ہے
کیا کیسے صفائے قلب کے صورت حال
سینہ میں ہی دل کہ گھر میں آئینہ ہے

رباعی

۱۷۱

اظہار سخن سے لب کو جب راہ ہوئی
سب کو در مضمون کی دین چاہ ہوئی
خوش فہموں کو اللہ سلامت رکھے
نکلا کچھ اور منہ سے او وہ واہ ہوئی

رباعی

کیا داد سخن اہل ہنر دیتے ہیں
مرآت سے دل کو صاف کر دیتے ہیں
اندر رکھے آبرو سے اہل صفا
دامن گہر ثنا سے بھر دیتے ہیں

رباعی

کیا فائدہ جاہل جو حسد کرتا ہے
غافل دری تو بین کدکی تاہے
انسان

اصبہ بندہ ہے قابل بدرگاہ
تاچہ جو بزرگ کہتا ہے

رباعی

دل میں طریق یاری دوستداری کا ہے
کو بھی پہ یمین امانت کا
ان میں خاکساری کا ہے

انسان کہیں افلاک کا چلتا نہیں زور | بندہ ہے کی جب اللہ مدد کرتا ہے

رباعی

رنگینی اشعار کا یان غل ہو جاوے | بیہودہ فدا پر رنگ بلبل ہو جاوے
نظم روشن کی باندہ دیکھے وہ ہوا | محفل میں چراغ شمع کا گل ہو جاوے

رباعی

جتنا کوئی ہمارا دشمن ہوگا | اوتنا طبع رسا کا جوبن ہوگا
گلگیر صفت جو سر کبھی کاٹیں گے عدو | نام اپنا مثال شمع روشن ہوگا

رباعی

باعی ہیں بیگانہ کم کہتے ہیں | گل گشت ہیں گوشہ ہم کہتے ہیں
اک رنگ پہ رہتا ہے ہمیشہ واللہ | منصف کو سدا اہل ستم کہتے ہیں

رباعی

بد کہتے ہیں جلکر کہ ثنا کرتے ہیں | حق میں بندہ کے یہ بھلا کرتے ہیں
حاسد بھی ہیں بد اہل سبب نا سوجی | ہر بزم میں تذکرہ مرا کرتے ہیں

رباعی

کب لائق توصیف و ثنا کہتا ہے | سچ تو یہ ہے خاکسار کیا کہتا ہے

رباعی

مضمون روانی طبیعت میں ہوں
رکھتا ہی بند مضمون سے رغبت میں ہوں
مضمون و ... میں ہوں
... سے پہلے دنیا میں امانت میں ہوں

تاریخ وفات میرزا امیر صاحب

کرد رحلت عجب مومن پاک — تعزیه دار سید الشہدا
زاہد و عابد و خلیق و لیئق — بود در علم و فضل ہم یکتا
چون امانت شنید حال وفات — فکر سالش نمود طبع رسا
از سر یاس گفت ہاتف غیب — میرزا امیر رفت از دنیا
سنہ ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات اسد علی خان حیدر آبادی

دردا که رئیس حیدر آباد — رحلت کرده بحکم یزدان
فکر سالش چو کرد امانت — داد ندا آواز حور و غلمان
داخل محبان شد از سر آہ — شیدائے علی اسد علیخان
سنہ ۱۲۶۸ھ

تاریخ وفات شہزادہ مرزا ہمایون بخت بہادر

آه شهزادهٔ خجسته خصال — تخت تابوت یافت رفت از تخت
خبر رحلتش چو گشت عیان — ہر جگر پارہ پارہ شد یکلخت

قطعهٔ تاریخ وفات ... جان صاحب

[illegible]

۱۷۳

گفت امانت از سر طبع رسا

رفت پیش فاطمه آن بیگناه

قطعهٔ تاریخ وفات کاظم علی صاحب

شیخ کاظم علی ... زائر

مومن پاک و ... آل نبی

فائق نام ...

فکر تاریخ شد امانت را

از سر آه گفت هاتف غیب

بجنان رفت زائر دیدار

خلف ارشد جناب سید آغا حسن صاحب مرحوم امانت تخلص مصنف دیوان ہذا

شمع فانوس ہوئی جمع پروانہ کی ۱۲۷۵ھ

ایضاً

تاریخ وفات الٰہی خانم زائر

چون قصت کرد الٰہی خانم — زائرہ و ذاکرۂ خوش طینت
گوش چون کرد امانت این حال — گشتہ مصروف بسال رحلت
گفت از درد سر افتادہ چنان — از جہان رفت بسوے جنت
۱۲۷۴ھ

تاریخ طیاری چاہ واقع پرشدہ پور

چاہ پختہ چون بنا شد بہ زمین — رحمت حق از فلک نازل شد
ہست ظاہر از صفائی آب چاہ — آب گوہر اندران شامل شد
ہر کہ نوشید آب جان تازہ یافت — لذت آب بقا حاصل شد
چون امانت گوش کرد احوال چاہ — بہر سال از ہر کسے سائل شد
از سر گوشۂ فلک آواز داد — چاہ یوسف خان عزیز دل شد
۱۲۷۴ھ

تاریخہاے انتقال جناب سید آغا حسن مرحوم و مغفور تخلص امانت

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب سید حسن صاحب تخلص لطافت

[illegible]

قطعات تاریخ جناب [illegible] صاحب

قطعات تاریخ [illegible] صاحب

۱۷۵

سید آغا حسن امانت شاعر	او شاہ سخن ملک سخن نہ مکین
از مرضی کرد گار و سود سفر	زین منزل ہستی طرف خلد برین
تاریخ وفات او رقم کرد دبیر	جان داد امانت بخدا بود امین
	سنہ ۱۲۷۵ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد خلف الرشید جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر تخلص

طوطی ہند آہ امانت سخن سرا	جا گیر باغ خلد ہوئی خوشنوائی کا
ہونے لگا جو دفن تو یہ آسمان حکیم	بولا کہ اے زمین یہ امانت خدا کی ہے
	سنہ ۱۲۷۵ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب حسین میرزا صاحب عشق تخلص

چو شد سید آغا حسن از جہان	رفت	بزیر زمین گشت بالاے او
امانت تخلص شعارش ادب		پسند جہان نظم زیبائے او
چنین گشت سال وفاتش رقم		کہ باد ابہ باغ ارم جاے او
		سنہ ۱۲۷۵ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب میرزا محمد جعفر صاحب اوج خلف الرشید

جناب میرزا دبیر صاحب

جناب سید آغا حسن قرب وفات
شد از تو روز و ابتداء و راح درخصت حیف
چنین سروش فلک سال انتقالش گفت
روانہ جانب جنت شدہ امانت حیف
۱۲۷۵ھ

ایضاً

سید آغا حسن از دنیائے دل
منزل ملک عدم کردہ ہے طے
جنت و [illegible] زیجا وا الا ول
[illegible] چون داخل جنت شدہ ہے
گفت ہاتف سن وفاتش نظم این
رفت از دنیا امانت ہے ہے
سنہ ۱۲۷۵ھ

ایضاً

دراین

[illegible]

بیر تاریخ وفاتش گفت ... سال
حیف بود و آه شاہ و بے مثال

قطعۂ تاریخ طبع زاد بیمنزلت
ذی رشاد و صاحب وقت
مخلص گلزار امانت ...

دربست و هشتم مه پنج و سه شنبه فهم	آغا حسن چو جانب عقبی نمود کوچ
هاتف بسن رحلت سید چنین بگفت	شاعر امانت آه ز دنیا نموده کوچ
	۱۲۷۵ھ

ایضاً

دربست و هشتت از جمادی الاولی	شد جان بحق آن هاشمی انا لله
هاتف بسن فوتش بالهم گفت این فهم	راهی ارم شده امانت اے آه
	۱۲۷۵ھ

ایضاً

بستم و هشت از مه خامس که بود	رحلت سید شده از دهر وا
فهم بگفت این سن فوتش سروش	رفته امانت بجنان ہائے ہائے
	۱۲۷۵ھ

ایضاً

دربست و هشتم مه پنج و سه شنبه بود	ای فهم انتقال چو آغا حسن نمود
هاتف بسال رحلت سید زد این ندا	برباد گشت جان امانت شد از وجود
	۱۲۷۵ھ

ایضاً

میر آغا حسن از دهر روان شد بارم	بود چون بستم و هشتم ز جمادی الاولیٰ
فهم گفت این سن فوتش بحروف تجمیم	طوطی هند خموش آه عجب شد ز الم
	۱۲۷۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع زاد جناب میر وزیر علی صاحب تخلص ...

[illegible]

قطعات تاریخ طبع دیوان

از جناب وارث علی‌خان صاحب

...

طبع دیوان ... ۱۲۸۵

الفت

چهرهٔ خورشید تابان گشت زرد
داغ خورده بر دل خود ماهتاب
مشتری بزم طرب برهم نمود
بود زهره در غم و در اضطراب
مصرع تاریخ شد از وی واے
شد نهان زیر زمین آن آفتاب
۱۲۷۵

۱۷۷

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از جناب امداد علی‌خان صاحب بحر متخلص

وه چه کلام ست مسرت فزا
موج زند بحر لطافت درو
این همه الهام است بدانند
سید ما نیک و طبیعت نکو
بحر همین خوب سن انطباع
دفتر موزون امانت بگو
۱۲۸۵

۱۲۸۵

۱۲۸۵